

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کیساتھ رہو (پال رکوع ۴)

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے  
 شرک میانہ حق و باطل نہ کمر قبول

## == کتاب مُستطاب ==

پروفیسر طاہر القادری علماء اہل سنت کی نظر میں

مسمیٰ بہ

# خطرہ کی گھنٹی

از تلم حقیقت رقم

پاسبانِ مسکرت نباض قوم مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحبِ سر پر ہمارے ضائعِ مصطفیٰ کو جبر لو

ناشر: مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دار السلام کوہرانوالہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۷	مفتی غلام سرور قادری	۲۵	۲	۱۔ علامہ حضرت کا پیغام	۱
۳۸	علامہ عطا محمد بندایوی	۲۶	۳	۲۔ علامہ ہر القادری	۲
۴۲	مفتی تقدس علی خاں صاحب	۲۷	۴	۳۔ برا مان گئے	۳
۴۶	حقائق کی کسوٹی	۲۸	۵	۴۔ اخفاق حق کی سرگزشت	۴
۵۰	۱۔ اہمیت اجماع ۲۔ از منبر قرآن مفتی صاحب	۲۹	۹	۵۔ لا جواب چیلنج	۵
۵۲	اجماع امت حبیب القرآن کی روشنی میں	۳۰	۱۰	۶۔ اتحاد یا افتراق	۶
۵۳	تصویر کا دوسرا رخ	۳۱	۱۱	۷۔ منبر رسول پر جھوٹ	۷
۵۵	اتحاد کا رد اور اتحاد کا منہ	۳۲	۱۲	۸۔ جھوٹے حلف کی کہانی	۸
۵۹	۱۔ علامہ حضرت کا روح پرور پیغام	۳۳	۱۳	۹۔ منافقت کے معیار پر	۹
۶۰	۲۔ تائبہ حق	۳۴	۱۴	۱۰۔ مرزائیت نوازی	۱۰
۶۱	ضیاء حرم کو ایک اہم مضمون	۳۵	۱۵	۱۱۔ نجدیوں کی دوستی و پیروی	۱۱
۶۳	فرقہ طابریہ کی تشبیہ و ترجمانی	۳۶	۱۶	۱۲۔ اندر سے دہائی	۱۲
۶۴	قول و فعل کا تضاد	۳۷	۱۷	۱۳۔ شیعہ نوازی	۱۳
۶۵	بات بہ ایک سال کی	۳۸	۱۸	۱۴۔ قلعیدہ: خوانی کا رد عمل	۱۴
۶۸	انقلاب مصطفوی کا اعلان	۳۹	۱۹	۱۵۔ لرزہ خیز عقائد و نظریات	۱۵
۷۱	علماء کو پھانسی	۴۰	۲۱	۱۶۔ عجیب فلا بازی	۱۶
۷۴	صادق کی صداقت	۴۱	۲۳	۱۷۔ پاک رات میں مخلوط پروگرام	۱۷
۷۹	اخبارات و رسائل کے تاثرات	۴۲	۲۴	۱۸۔ الازہر و دیوبند کی طرح	۱۸
۸۰	میدان سیاست میں	۴۳	۲۵	۱۹۔ اسے کیا کہیے	۱۹
۸۲	دعوتِ مبالغہ	۴۴	۲۶	۲۰۔ بریلی شریف کا فتویٰ	۲۰
۸۴	جنگ کی تحفہ رپورٹ	۴۵	۳۰	۲۱۔ آستانہ عالیہ علی پور شریف	۲۱
۸۵	کھانا خط	۴۶	۳۲	۲۲۔ جامعہ رشیدیہ فیصل آباد	۲۲
۸۶	۱۔ امام الفتنہ	۴۷	۳۴	۲۳۔ پیر فیصلہ ڈاکٹر محمد مسعود	۲۳
۹۳	۲۔ اپنی زبانی قلعیدہ خوانی مبالغہ آرائی	۴۸	۳۵	۲۴۔ اسنادِ مختار کا فتویٰ	۲۴

# اتحاد یا افتراق - سیح یا جھوٹ

پروفیسر طاہر القادری نے اپنے مختلف بیانات و کتاب "فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے" میں یہ تاثر دیا ہے کہ وہ اتحاد امت کے بہت بڑے حامی ہیں۔ • اور اسی بنا پر وہ اپنے حلقہ عقیدت میں داعی اتحاد امت و قاطع فرقہ واریت کہلاتے ہیں۔ مگر حقیقت کیا ہے • حقیقت یہ ہے کہ پروفیسر صاحب کا دودغلہ پن اور دھوکہ و جھوٹ اب کسی باخبر شخص پر مخفی نہیں رہا • یہ شخص اپنے کسی دعویٰ میں صادق و مخلص نہیں • کیونکہ اوّل و آخر اس شخص کا مقصد و حیدر محض اپنی نمائش و نمائش ہے۔ جسے یہ اپنے مختلف نعروں اور دعوؤں کے پردہ میں حاصل کرنے میں سرگرداں رہتا ہے • چنانچہ رسالہ "چٹان" لائونٹین مفتی غلام سرور قادری نے بیان دہل کیا ہے۔ کہ "طاہر القادری کو جھوٹ کا بادشاہ کہنا چاہئے۔ جھوٹ چغل خوری اور غیبت میں اس کا کوئی ثنائی نہیں" (چٹان لاہور ۲۵ مئی) • ماہنامہ "ندائے اہلسنت" میں بھی مفتی صاحب موصوف کا بیان ہے۔ کہ "یہ شخص مذہبی طور پر بے دین علمی طور پر جاہل اور سیاسی طور پر بے شعور ہے۔" (ماہنامہ "ندائے اہلسنت" لاہور جون ۱۹۸۹ء) رسالہ "قیامت" کا کہنا ہے کہ وہ جھوٹا ہے مکار ہے۔ فریبی ہے۔ احسان فراموش ہے • اس کے جھوٹے، فریبی اور مکار ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ وہ سیدنا فاروق اعظم کے

اسوہ پر عمل پیرا ہونے کا دعویدار ہے (قیامت) اسی جھوٹی ذہنیت کے تحت پروفیسر کا داعی اتحاد امت اور قاطع فرقہ واریت کہلانا بھی جھوٹ ہے اس لئے کہ وہ • داعی اتحاد امت اور قاطع فرقہ واریت نہیں • بلکہ مسئلہ دین پر چودہ سو سالہ اتحاد امت میں انتشار و فتنہ ڈالنے والا قاطع اجماع امت ہے • اس گندم نما جو فروش نے اپنے متعلق سنی بریلوی ہونیکی غلط تاثر دیکر سواد اعظم اہلسنت میں اتحاد کی بجائے افتراق کا پارٹ ادا کیا ہے • اور ۲۵ مئی ۸۹ء کو اپنی سیاسی جماعت کا اعلان کر کے اہلسنت و جماعت و جمعیت علمائے پاکستان کو مزید تفریق و انتشار سے دوچار کرنے کی کھلی سازش کی ہے • اور اہلسنت و جماعت و جمعیت علماء پاکستان کے حلقوں میں اضطراب کی لہر دوڑا دی ہے • یہ قاطع اجماع امت "داعی اتحاد امت کی بجائے خود داعی فرقہ واریت ہے جو فرقہ برداری کی طرح خود اپنے سے "فرقہ طاسریہ" کا بانی و داعی ہے • ۱۹۸۴ء میں جب اس شخص نے اجماع امت کے بد مقابل عورت کی پوری دین کا شوشہ چھوڑا تو تمام مکاتب فکر کے علماء نے اسے جھوٹا قرار دیا • اور عورت کی نصف دین کے مسئلہ پر اتفاق کا اظہار کیا • اگر یہ سچا ہوتا تو یہ بھی اس مسئلہ پر اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کرتا • مگر یہ اپنی ضد پراثر رہا • اسی طرح اب ۱۹۸۹ء میں سب مکاتب فکر نے عورت کی سربراہی کے خلاف متحدہ موقف اختیار کیا تو طاہر القادری نے اسکی مخالفت کی • یہ سچ



# یومِ جمعہ - خانہ خدا میں منبر رسول پر جھوٹ

”مفکر اسلام“ کے خصوصی حکم پر سٹالوں کی نوک پلک سنواری گئی • ضیاء الحق کے انتظار میں معمول کو توڑ کر نماز جمعہ یوں گھنٹہ لیٹ ادا کی گئی اور پروفیسر صاحب نے ضیاء الحق کو اسلامی ریاست کا سربراہ کہہ کر اختتامی دعا کی درخواست کی • چنانچہ ضیاء الحق نے دعا فرمائی • اس پر پروفیسر صاحب سے تعلق رکھنے والوں نے ضیاء الحق سے دعا کرانے کو ایک حکمران کی خوشامد اور نماز جمعہ میں تاخیر کرنے پر تنقید کی • چنانچہ آئندہ جمعہ انہوں نے پورے مجمع کو حیرت اور سکتے میں ڈال دیا • اور کھلی آنکھوں سب کے سامنے خانہ خدا میں منبر رسول پر کھڑے ہو کر یہ صریح جھوٹ بولا کہ انہیں تو ضیاء الحق صاحب کے مسجد میں آنے سے متعلق پیر گرام کا علم ہی نہیں تھا • ضیاء الحق اچانک آئے تھے (معاذ اللہ) اس غلط بیانی پر مشتاق علوی کے بقول سینکڑوں لوگوں کو حیرت ہوئی کہ اس قدر بے باکی سے تو کوئی سیکولر سیاستدان بھی جھوٹ نہیں بولتا • چہ جائیکہ دینی فکر کا دعوے دار منکر بر سر منبر یوں کذب بیانی کرے

**دوسرا جھوٹ** - رائے ذہن، رجم آباد علاقہ نواب صاحب کے بعض حضرات پروفیسر صاحب سے جلسہ میلاد مصطفیٰ کیلئے وقت لینے آئے تو انہوں نے صاف انکار کر دیا • مگر تھوڑی مدت بعد سیاست کا اعلان کرنے کے بعد محلے محلے جلسے کر رہے ہیں • (ماہنامہ ندائے اہلسنت لاہور جولائی ۱۹۸۹ء)

”یادش بخیر ڈاکٹر طاہر القادری ایک مفرد و متکبر خود پرست اور ہم چوں ما دیگرے نیست کے لقب میں جلوہ گر ہوئے • بد قسمتی سے وہ نہ صرف مندرجہ بالا صفات کے حامل ہیں • بلکہ معاذ اللہ قدم قدم پر جھوٹ بولنا اور انسانیت آزادی کرنا بھی ان کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے • انہوں نے سیاست کا جس شدت سے انکار فرمایا اس سے ان کا اب وادی سیاست میں داخل ہونا واقعتاً ایک متعناذ خیالی کا شاہکار ہے • ان کے سیاسی جنم کے بعد ہمارے سامنے ان سے متعلق ذاتی اور قومی سطح کی اتنی خوفناک معلومات کا انبار جمع ہے کہ جن کو پڑھ کر یہی کہنا پڑتا ہے کہ عجمی ماطقہ سرنگریاں ہے اسے کیا کیجیے طاہر صاحب کے قول و فعل میں اس قدر خوفناک بلکہ المناک تغصبات کا لاد ہے کہ جسے دیکھ کر انسان انگشت بدنداں اور حیرت برداں رہ جاتا ہے اور اسے لازماً یہ کہنا پڑتا ہے کہ عجم

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نیم  
**علوی صاحب** - ہمیں طاہر صاحب کے سابق نوزنوں میں سے ایک نوجوان مشتاق احمد علوی نے یہ المناک واقعہ سنا کہ غرق حیرت کر دیا • کہ جب جنرل ضیاء الحق اپنے دور اقتدار میں میاں نواز شریف کے دولت کدہ پر آئے • اتفاق سے اس دن عجم تھا • گیارہ بجے سٹالوں کو صحیح طریقہ سے لگانے اور ضیاء الحق کے تشریف لانے کے بارے میں خود

# جھوٹے حلف کی کہانی۔ مولانا محمدی کی بانی

انہیں جھوٹا کرنے کے لئے "خطرہ کی گھنٹی" کی وہ لوں جلدیں کافی ہیں۔ اگر پروفیسر صاحب میں ہمت و صداقت ہے تو وہ ہمارے ناقابل تردید حوالہ جات کا نمبر وار جواب دیں اور "حسام الحرمین" سے اپنے قول و فعل کی مطابقت ثابت کریں اور یا پھر تو یہ کر کے سیدھی راہ پر آئیں۔ اور مخلوق خدا کو دھوکہ نہ دیں۔

وہ رقعات کے نیزے کی مار ہے کہ عدد کے سینے میں غار کے پلہ جوئی کا وار ہے کہ یہ دارا وار سے پار ہے

مولانا محمدی اور ان کے اراکین وفد بھی ذرا غور فرمائیں کہ • شیعہ، دہاویہ کے پیچھے نماز پڑھنا اور پسند کرنا اور ان پر مشتمل "پیریم کونسل" بنانا۔ کیا پروفیسری حلف اور "حسام الحرمین" کے ایک ایک حرف سے مطابقت ہے یا صریحاً انحراف و انکار؟ تبلیہ۔ مولانا محمدی موصوف کے مذکورہ بیانی کے آخر میں • میرے متعلق جو یہ ذکر آیا ہے

کہ "میں پروفیسر صاحب سے گفتگو پر آمادہ نہ ہوا۔" اس میں بات ادھوری رہ گئی ہے۔ اس لئے کہ اولاً میرا موقف یہی تھا کہ پروفیسر صاحب سے ملاقات و زبانی "جمع خرچ" کافی نہیں۔ بفعلاً نقالی۔ میرا ان کے ساتھ وسیع تحریری سلسلہ جاری ہے۔ اس لئے وہ تحریر کا جواب تحریر سے اور کتاب کا جواب کتاب سے دیں۔ ثانیاً۔ علماء و احباب اہلسنت نے جب پروفیسر سے ملاقات کیلئے ازراہ محبت رفاقت مجھے بھی ساتھ لے جانے پر اصرار کیا۔ تو پھر میں ان کے اصرار پر ملاقات و گفتگو پر آمادہ ہو گیا تھا۔ مگر پھر خود ہی پروفیسر صاحب کو جرنال نہ آئے۔ اور بعد میں جب آئے تو انہوں نے ملاقات و گفتگو کیلئے علانہ سے رابطہ قائم نہ کیا۔ یہ ہے الی العاف کے لئے واقعہ کا اصل پس منظر

ماہنامہ "اندائے اہلسنت" لاہور جولائی ۱۹۸۹ء میں مولانا محمد سعید مجددی گوجرانوالہ کے شائع شدہ ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ • جو باتیں طاہر القادری صاحب سے منسوب ہوتی ہیں۔ جن میں اہلسنت بریلوی عقائد سے متصادم نظریات ہوتے ہیں • پروفیسر صاحب قرآن پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھاتے ہیں

کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی • پروفیسر صاحب نے ہمارے وفد کے علماء سے ملاقات پر حلفیہ بیان دیا۔ کہ وہ فتویٰ "حسام الحرمین" کے ایک ایک حرف سے متفق ہیں۔ اور ان دیوبندی علماء کو کافر سمجھتے ہیں۔ جن کا نام لے کر (تو ہمیں رسالت کی بنا پر انکی) اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تکفیر فرمائی۔

ہے۔ حالانکہ طاہر القادری کی یہ باتیں بھی سراسر جھوٹ ہیں۔ بلکہ اس نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر جھوٹا حلف دے کر اس طرح "حلفیہ جھوٹ" بولا ہے۔ اور سہارہ کو دھوکہ دیا ہے۔ اور خوف خدا سے بے نیاز ہو کر یوں جھوٹ بولنا قسمیں کھانا اور جیسا موقع اور جیسا آدمی دیکھنا منہ ملا خطبہ کے لئے ویسی ہی بات کر جانا،

پروفیسر صاحب کا اصل مرض اور پرانا رذگ ہے اور یہ ان کی چالبازی اور ان سے ملنے والوں کی سادگی ہے کہ نہ وہ ایسی "پرائیویٹ" گفتگو کی تحریر دیتے ہیں اور نہ ملنے والے ہی تحریر حاصل کرتے ہیں۔ کہ ایسے مواقع پر ان کے جھوٹ اور جھوٹی قسموں کا احساس نہ لایا جاسکے۔ پروفیسر صاحب کے جھوٹا ہونے اور



# طاہر القادری منافقت کے معیار پر

قلا بازی - تضاد و منافقت اور شرمناک و تشویشناک امر ہے جو اصول و نظریات اور سنی مسلک کی قربانی دینے کے مترادف ہے بلکہ طاہر القادری کا یہ

تضاد و منافقت مذکورہ سیاسی تضاد و منافقت سے زیادہ بدتر اور غیرت ایمانی و عشق رسالت اور محبت صحابہ کے زیادہ خلاف ہے۔ اس لئے کہ سیاسی لیڈروں اور سیاسی نظریات کی بہ نسبت مذہبی و

اعتقادی اصول و نظریات کی اہمیت بہت بڑھ کر ہے۔ اور عبدالولی خان کے لادینی نظریات و قیام پاکستان سے اختلاف کے باوجود شیعہ و دہابہ مرزائیہ کی طرح عبدالولی خان سے شان رسالت اور شان صحابہ کے خلاف ایسی گستاخیاں بھی نہیں سنی گئیں

جیسا کہ شیعہ و دہابہ مرزائیہ کی تحریر و تقریر میں پائی جاتی ہیں۔ لہذا پیر و فیہر صاحب اپنے وعظ پر خود بھی دیانتداری سے عمل کریں۔ ورنہ وضاحت کریں کہ • بد مذہبوں، گستاخوں سے اتحاد کیوں منافقت

نہیں اور شیعہ و دہابہ، مرزائیہ کی بہ نسبت عبدالولی خان کا جرم کیوں زیادہ ہے۔ ہاں اس سے اتحاد نہیں ہو سکتا۔ مگر پیر و فیہر صاحب کے تحت بانی ہر بے ادب، گستاخ اور مخالف اہلسنت سے اتحاد

مستحکم ہو سکتا ہے؟ چونکہ پیر و فیہر صاحب حق سننے حق کہنے اور حق و باطل میں فرق و امتیاز کرنے سے محروم ہو چکے ہیں اس لئے ان سے تو کسی وضاحت و جواب کی توقع نہیں۔ مگر یہ بہر حال واضح ہو گیا کہ وہ خود تضاد و منافقت کا راہ پر چل رہے ہیں۔

ماہ جون ۸۹ء میں قومی اسمبلی میں غلام مصطفیٰ جتوئی کی زیر سرمداری اپوزیشن کا متحدہ محاذ بننے پر "اسلامی جمہوری اتحاد" "عبدالولی خان وغیرہ کے ساتھ اتحاد کرنے پر پیر و فیہر صاحب نے بڑی ناراضگی کے ساتھ فرمایا کہ • "خالص لادینی اور مذہبی جماعتوں کا اتحاد • ایک سیاسی قلا بازی ہے • جو انتہائی سیاسی تضاد کا مظہر ہے • قوم ایسی سیاسی منافقتوں سے تنگ آچکی ہے • اپنے اصولوں اور نظریات کی قربانی دینا تشویشناک ہی نہیں۔ بلکہ شرمناک بھی ہے" (جنگ لاہور ۱۱ جون ۸۹ء)

کتنا اچھا وعظ فرمایا ہے قادری صاحب نے • اور اصول و نظریات پر قائم رہنا اور لادینی نظریات والوں سے اتحاد نہ کرنا کتنا ضروری قرار دیا ہے • مگر انہوں نے دیگر تضادات کی طرح قادری صاحب کا عمل اپنے اس وعظ کے بھی سراسر خلاف ہے کاش وہ غور فرمائیں کہ

جس طرح اسلامی جمہوری اتحاد کا خان عبدالولی وغیرہ سے اتحاد • ایک سیاسی قلا بازی • سیاسی تضاد و منافقت • تشویشناک و شرمناک • اور اصول و نظریات کی قربانی دینے کے معادل ہے۔

بالکل اسی طرح طاہر القادری کا ایک طرف خود اہلسنت کہلانا بلکہ اپنے بریلوی ہونے کا تاثر دینا اور دوسری طرف شیعہ، دہابہ، مرزائیہ سے اتحاد و اشتراک کرنا ان ہی کے فتویٰ کے مطابق ان کی اپنی

# طاہر القادری کی کذب بیانی و مزار اہمیت لغوی

مسک اعلم حضرت علیہ الرحمۃ کے ہم سے دھوکہ دینے اور گتہ خان شان رسالت و مخالفین صحابہ دیا نہ دیا یہ و شبیہ سے گٹھ جوڑ کرنے کی طاہر القادری پر ایسی پٹکار پڑی کہ وہ براستہ تجدد و ایران قادیانی پہنچ گئے اور بدیں الفاظ قادیانیوں سے بغلیگر ہونے کی کوشش کی کہ ہماری جماعت بلا تفریق مذہب و مسل وہی کردار ادا کرے گی۔ جو تہذیب و تمدن کی مسلم لیگ نے انجام دیا تھا۔ ہماری نئی سیاسی جماعت (عوامی تحریک) میں تمام اقلیتوں کو نمائندگی دی جائے گی۔ ہماری پارٹی نر قی پسندانہ اور انقلابی نظریات کی حامل جماعت ہوگی۔

سوال۔ گویا آپ قادیانیوں کو بھی نمائندگی دینگے؟  
طاہر القادری :- جی ہاں۔ ہم قادیانیوں کو بھی بطور اقلیت تحفظ اور نمائندگی دیں گے۔ ہم غیر مسلموں کو دوسرے شہریوں کی طرح احترام کریں گے۔ اور ان سے کسی قسم کا کوئی امتیاز نہ دلائیں رکھا جائے گا۔  
قادیانی خود کو اقلیت تسلیم کریں یا نہ کریں۔ بہر حال یہ آئین کی رو سے اقلیت ہیں۔ اور ہم ان سے شہریوں کی طرح ہی سلوک کریں گے۔ (انسٹریو)

طاہر القادری۔ ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۵ مئی ۸۹ء  
**کذب بیانی :-** مذکورہ انسٹریو میں بخوبی ظہور ہے کہ طاہر القادری نے غیر مشروط طور پر قادیانیوں کو تحفظ اور ان سے حسن سلوک کا وعدہ کیا ہے۔

مگر اس بیان و انسٹریو پر جب چاروں طرف سے لے دے ہوئی۔ اور طاہر القادری کے ہوش ٹھکانے گئے۔ تو پھر مزید کذب بیانی سے کام لینے ہوئے

مذکورہ غیر مشروط انسٹریو کو بدیں الفاظ مشروط کر دیا کہ "خود کو اقلیت تسلیم کئے بغیر قادیانی اپنے حقوق حاصل نہیں کر سکتے" (نوائے وقت لاہور ۱۵ مئی ۸۹ء)

— ادارہ "نوائے مصطفیٰ" نے "چٹان" کے نوائے وقت میں شائع شدہ طاہر القادری کے اس تضاد پر جب ادارہ "چٹان" سے وضاحت طلب کی اور اس تضاد پر توجہ دلائی۔ تو مدیر "چٹان" نے بدیں الفاظ طاہر القادری کی کذب بیانی پر مہر تصدیق ثبت کی کہ

"چٹان" میں مولانا طاہر القادری کا انسٹریو ان کے اپنے الفاظ ہیں۔ ہم نے ان میں کمی بیشی نہیں کی۔ دوسری بات یہ ہے کہ طاہر القادری صاحب نے اپنی پارٹی کے اعلان سے دو روز قبل ملٹن ہوٹل لاہور میں صحافیوں کے اعزاز میں دیئے گئے ایک عشائیے میں تقریر بتائیں صحافیوں کی موجودگی میں چٹان والی بات کہی تھی اور بعض صحافیوں کے وضاحت طلب کرنے پر انہوں نے کہا تھا کہ "قادیانی اپنے آپ کو اقلیت تسلیم کریں یا نہ کریں۔ آئین میں تو انہیں اقلیت قرار دیا گیا ہے لہذا ہم ان کا تحفظ کریں گے" (زاہد بلند شہری ایڈیٹر

انچارج چٹان لاہور ۱۰ جون ۸۹ء) یہاں بھی طاہر القادری کی اس دوغلا پالیسی سے اس کی کذب بیانی ابن الوقتی اور موقع پرستی سے اس شخص کی دیانت و امانت اور عشق رسالت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے؟ اللہ اکبر کہیں

● شرعاً واجب القتل باغیان ختم نبوت قادیانی ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ کی رات لاہور میں طاہر القادری کا ان سے "مبادلہ شہر" اور کہاں پھر اسی طاہر القادری کی حکومت پارٹی میں قادیانی مرتدین کی نمائندگی۔ ان سے حسن سلوک اور ان کا تحفظ و احترام۔



# طاہر القادری کی اہل سنت سے لا تعلقی اور نجدیوں کی دوستی پر دی

مفتی ہاتھ باندھ کر نماز ادا کرتا ہے یا ہاتھ چھوڑ کر؟  
(انٹرویو نوائے وقت میگزین ۱۹ دسمبر ۱۹۸۶ء) • ہماری جامع مسجد میں رفع یدین وغیرہ مقلدین وہابیہ سے لے کر ارسال یدین تک کرنے والے (ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے والے شیعہ) تمام اسلامی مکاتب فکر کے افراد ایک ہی صف میں اکٹھے نظر آتے ہیں۔ اور ان کے درمیان غیرت و یگانگی کا فرق ختم ہوتا جا رہا ہے۔ (انٹرویو قومی ڈائجسٹ مارچ ۱۹۸۷ء) • یہاں ہماری مسجد میں شیعہ سے لیکر وہابی تک سب لوگ آتے ہیں۔ اس لیے آتے ہیں۔

کہ یہاں (سب کیلئے) محبت و اخوت و دوستی، بھائی بھائی کا پیغام دیا جاتا ہے نفرتوں کا پیغام نہیں۔ (انٹرویو رسالہ دید شہید لاہور، اپریل ۱۹۸۶ء)۔

ظہیر نیر دانی کی پریشانی: قلعہ چھین سنگھ لاہور میں ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو اہلسنت و جماعت دفعتاً حنفی کے شدید مخالفین اور دشمن علامت حضرت (فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ) مولوی یزدانی دہابی و احسان الہی ظہیر دمغنت کتاب البریلینٹ) وغیرہ نجدی حبیب بم کے دھماکے میں ہلاک کر دیئے گئے تو طاہر القادری

نے ”منہاج القرآن“ میں باقاعدہ پریس کانفرنس منعقد کر کے ان کے دغاے مغفرت و دعائے صحت کی۔ انوائے وقت لاہور ۲۶ مارچ ۸۷ء میں (حالانکہ نجدی دہابی اہلسنت و جماعت کو مشرک سمجھتے اور ناقابل مغفرت قرار دیتے ہیں۔ مگر قادری صاحب کو بہر حال ان کی صحت و مغفرت مطلوب ہے علاوہ ازیں اسی لاہور میں چند سال پہلے مودودیوں کی اہلسنت کے جلوس پر فائرنگ سے حافظ محمد صدیق مرحوم شہید ہوئے تو قادری صاحب نے کسی پریشانی کا اظہار نہیں کیا۔

”میں حنفیت یا مسلک اہلسنت و لا تعلقی جماعت کی بالائری کے لئے کام نہیں کر رہا۔“ (انٹرویو ماہنامہ ضیاء حرم) • ”جو جماعت میں بنا رہا ہوں وہ محض اہلسنت کی جماعت نہیں ہوگی۔“ (ہفت روزہ پٹان لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۶ء) • ”ہم سے اور مولانا نورانی (و جمہیت علمائے پاکستان کے راستے جدا جدا ہیں۔ سب بڑی محض ایک سنتی فرقہ کی نمائندہ ہے جبکہ ہمارا نقطہ نظر وسیع ہے ہمارے موقف قطعی مختلف ہیں۔“ (حوالہ مذکورہ)

نجدیت نوازی: پروفیسر طاہر القادری کا ہونے کا اور • دعویٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم مسلک ہونے کا ہے۔ مگر حکم قرآن و فرمان رحمان اور مسلک اعلیٰ حضرت و فتاویٰ رضویہ کے بالکل برعکس نجدیوں، دیوبندیوں، وہابیوں سے ان کے اتحاد و گٹھ جوڑ کا یہ عالم ہے کہ وہ برلا کہتے ہیں کہ

”شیعہ اور وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا مسالہ صرف پسند نہیں کرتا۔ بلکہ جب بھی موقع ملے۔ میں ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔“ (انٹرویو رسالہ دید شہید لاہور، اپریل ۱۹۸۶ء ملخصاً)

امام ”نماز میں ہاتھ چھوڑنا یا باندھنا واجبات نمازیں سے نہیں۔ اہم چیز قیام ہے۔ میں قیام میں اقتدار کر رہا ہوں۔ (امام چاہے کوئی بھی ہو) یہ ضروری نہیں کہ امام نے ہاتھ چھوڑ رکھے ہوں۔ اور



# طاہر القادری اندر سے صابنی

(غیر متقلدین کے ترجمان "الاسلام" کی شہادت)

کو کس فراخ دلی سے اتنا واضح سرٹیفکیٹ جاری کیا ہے۔ کاش طاہر القادری اپنے روایتی دو غلہ پن کو چھوڑ کر قادری کہلانے کی بجائے اپنے اندر کے وہابی کی طرح باہر سے بھی اپنی وہابیت کو آشکارا کر دیں تاکہ بھولے بھالے سُنی بریلوی غیر متقلدین کی طرح اہلسنت کے خلاف اس کی سازش اور وہابیت کے لئے اس کی جاسوسی کے جال میں پھنسنے سے بچ جائیں۔

یہ تو طرح مصرع ہے "الاسلام" کے ٹیفکیٹ کی بنا پر۔ ویسے جہاں تک • ہماری تحقیق اور لیسرچ کا تعلق ہے۔ طاہر القادری صرف وہابی ہی نہیں۔ غیر متقلدین سے بھی بڑھکر غیر مقدس ہے۔ اس لئے کہ • وہابی غیر متقلد ہونے کے باوجود عورت کی نصف دینت پر اجماع امت کو تسلیم کرتے ہیں۔ جبکہ طاہر وہابی اس کا منکر ہے • غیر متقلدین کی وہابیت اندر باہر سے آشکارا ہے جس کے باعث عوام اہلسنت کو انہیں دیکھنے سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اور خوش نصیب لوگ کافی حد تک ان سے خبردار اور محفوظ رہتے ہیں • جبکہ "طاہر الہدای" خود کو سُنی جتنی ظاہر کرے اپنی ابن الوقتی و لقبہ بازی اور اپنی قسمیں اور کرامتوں کی بنا پر عوام اہلسنت کو دھوکہ بازی سے ورغلا لیتا ہے۔ لہذا یہ غیر متقلدین سے بڑھکر غیر متقلد اور خطرناک ہے۔ خداوندی دونوں کے شر سے بچائے۔

محترم علامہ طاہر القادری صاحب نے کچھ عرصہ سے • بیان باتوں کا اعادہ شروع کر دیا ہے: اپنی تقریر و تحریر میں بیشتر حد تک وہابیوں کی نمائندگی شروع کر دی ہے۔ اپنے ادارہ کا نام "منہاج القرآن" رکھ کر اسی نام سے مختلف شہروں میں ایسی ہیما جس قائم کرنا شروع کر دی ہیں۔ یہ پھر وہابیوں والا نام ہے کیونکہ بریلوی حضرات کے نام تو رضویہ، غوثیہ، چراغیہ، قادریہ، حبشیہ وغیرہ ہوتے ہیں۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ کل آپ اپنے ادارہ کے نام کے ساتھ منہاج السنہ کا بھی اضافہ کر لیں گے۔ پھر آپ نے عالمی نظم کو تصور بھی پیش کر لیا ہے۔ آپ اندر سے وہابی تو نہیں ہو گئے آخر کچھ تو ہے جس کی وجہ سے آپ نے دھیرے دھیرے بریلویت سے گلو خلاعی شروع کر دی ہے۔ ان کے برعکس سلسلہ کار کا آغاز کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر کرے بریلویت کے خلاف آپ کے عزائم اچھے دکھائی نہیں دیتے • "الاسلام" لاہور ۱۵ دسمبر ۱۴۲۸ھ

غیر متقلدین وہابیوں کے ترجمان ہفت روزہ • "الاسلام" کا مضمون بنور ترجمیں کہ بمصدقہ۔

• کندھم جنس باہم جنس پر واز  
"الاسلام" نے طاہر القادری کے اندر کے وہابی کو جان پہچان کر اسے • وہابیوں کی نمائندگی • اندر سے وہابی • بریلویت سے گلو خلاعی • اور بریلویت کے خلاف اس کے عزائم اچھے دکھائی نہ دیئے گا۔ طاہر القادری



طاہر القادری کی شیعہ نوازی و مخالفین صحابہ سے بھائی چارہ

فما لبسنا صحابه كوفلغار اور دشمنان عالمشہ و  
امیر معاویہ (رضی اللہ عنہم) یعنی فرقہ شیعہ کے پیچھے ناز  
پڑھنے اور ان سے محبت و اخوت دوستی و بھائی چارہ  
کے پردہ فیری حوالے گزشتہ صفحہ پر گزر چکے ہیں۔ دوبارہ  
وہی نشین فرما کر مزید شیعہ لذازی ملاحظہ ہو۔

**اختیار ختم** در جو جماعت میں بنارہا ہوں۔ وہ  
محض اہمیت کی جماعت نہیں ہوگی

بلکہ شیعہ سنی سبھی شامل ہوں گے۔ ہمارے نزدیک شیعہ سنی میں کوئی امتیاز نہیں۔“ (چٹان لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۰ء)

**بھائی بن جاؤ**۔ شیعہ مرکز ”قصر تجول شادمان“ کالونی لاہور میں خطاب کرتے ہوئے کہا: شیعہ، سنی، دونوں طبقہ۔ آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ اگر کوئی چھوٹی بڑی بات ایک دوسرے کو کہہ بھی دیا کرے۔ تو حضرت علی کی غلامی کے حوالے سے دل بڑے کر لیا کر دے۔ نہ شیعیت کا کوئی حشر میں سوال ہوگا۔ نہ سنییت سہار۔ حضرت علی کی محبت کی خاطر آپس کے اختلافات کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیجیے۔“

شعبہ لواتی

سیدنا فاروق اعظمؓ کی مزید خوشنودی کے لئے  
اسی مذکورہ تقریب میں کہا کہ "سیدنا عمر فاروقؓ فرما  
گئے۔ بیٹے حسین۔ آپ نے جیلانِ غلام زادہ قبول کر  
لیا۔ اور قیامت کو ہماری بخشش کا سالن ہو گیا (حوالہ  
کوئی نہیں) • حضور کے تمام صحابہ نے شہادت دی ہے  
سیدنا فاروق اعظمؓ نے شہادت دی ہے کہ ہم اگر  
سارے صحابہ بچھ اکتے ہو جائیں تو علم میں علیؓ کوئی

نہانی نہیں۔“ (حوالہ کوئی نہیں) مطبوعہ پبلک (حب علی)،  
 حمیسی کی قصیدہ خوانی شیعہ روافض کے اہم  
 جہنمی کی یاد میں منقذہ

فقرتہتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "امام غنی  
تاریخ اسلام کے شجاع اور جہری سردان حق میں سے ہیں جن

کا جینا علی اور مرزا خلیس کی طرح ہے۔ خمینی کی محبت کا تقاضا ہے کہ ہر بچہ خمینی بن جائے اور فرعونیت کے نقوش کو مٹا کر دے جس کو پاش پاش کرنا امام خمینی کا پیغام ہے۔“  
(نوائے وقت لاہور ۸ جون ۱۹۸۹ء)

طاہر القادری کے مخالفین میا بہ کے لئے اس قصبہ  
خوانی کی طرح کیا کسی شیعہ رافضی نے بھی اس طرح غلط

عزیز اللہ رضی اللہ عنہم کی قصیدہ خوانی کی ہے ؟ آہ قادی صاحب

وکالت حکومت - ایران میں یُنیتوں کے حقوق

یہاں تک پامال ہیں کہ لاکھوں کی آبادی تہران میں اہل  
 سنت کی ایک بھی مسجد نہیں جس سے باقی ملک کی  
 صورت حال کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے لیکن اس کے باوجود  
 حکومت ایران کی دہشت کے طور پر دہاں کے مشیر وزیر  
 اعظم کے انٹرویو میں یہ تاثر دیا گیا کہ " انقلاب ایرانی  
 کے ثمرات سے شیعہ سنی بلا تفریق مستفید ہو رہے ہیں  
 ایرانی کے اہل سنت کو شیعہ حضرات سے کوئی تکلیف نہیں۔

و ہاں شدید سستی کوئی مسئلہ ہی نہیں، دامنہ سارہ منہاج القرآن فرمادی  
غیر ترمذیوں کو کیا کہیں طاہر القادری کی طرح مخالفین صحابہ  
کی امامت دجالی چارہ اور انکی قصیدہ خوانی گوارا ہے۔ برگزینہ



# طاہر القادری کی قصیدہ خوانی کا ردِ عمل

”بزار دل خمینی اکٹھے ہو جائیں تو حضرت علی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی خاک پا کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ پر دفسر طاہر القادری کے اس بیان پر کہ ”امام خمینی حضرت علی کی طرح جسے اور امام حسین کی طرح رخصت ہو گئے“ علماء نے سخت احتجاج کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حضرت علی اور امام حسین کی توہین ہے۔ اس پر طاہر القادری کو پوری قوم سے معافی مانگنی چاہیے۔ اور اللہ در رسول کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرنی چاہیے۔ ان کے اس بیان کے بعد جمعہ کے اجتماعات میں علماء نے اس پر سخت احتجاج کرتے ہوئے کہا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ شخص جلد سے جلد اقتدار حاصل کرنے کے لئے اوٹ پٹانگ بیان دے رہا ہے۔ جسے امت مسلمہ کو کوئی طبقہ پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ علماء اہلسنت نے کہا کہ • ہمارا بہت پیار ہے یہ طے شدہ موقف ہے۔ کہ یہ شخص اہلسنت نہیں۔ صرف اہلسنت کو اپنے ساتھ لانے کے لئے سنی بنا ہوا ہے • حقیقت میں یہ شخص ابن الوقت ہے ذاتی مفاد کے لئے ضیاء الحق کو امیر المؤمنین۔ میاں نیاز شریف کو فرشتہ کہنے سے بھی گریز نہیں کرتا تھا اور وقت نکل جانے کے بعد انہیں منافق۔ دعو کہ باز ویرید تک کے الفاظ سے موسوم کرتا ہے • کبھی

نوادیانوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے۔ اور کبھی اہل تشیع کو خوش کرنے کے لئے اس طرح کے بیان دینے سے گریز نہیں کرتا۔ جن سے حضرت علی اور حضرت حسین جیسے صحابہ رسول کی توہین کا پھلہ نکلنا ہو۔ (رضی اللہ عنہم)

علماء اہلسنت نے کہا کہ • جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی صحابہ کرام کی محبت ہو وہ کبھی خمینی کو حضرت علی جیسا نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ علماء جانتے ہیں کہ خمینی کا صحابہ کرام کے بارے میں کیا عقیدہ تھا۔ اور وہ ان کی کتابوں میں موجود ہے۔ علماء نے حیرت نہ اظہار کیا کہ • پروفیسر صاحب اقتدار میں نہ آنے کی تمیں بھی کھاتے ہیں لیکن اس کے باوجود اقتدار کے حصول کے لئے انہوں نے اپنا عقیدہ و مذہب منکسب کچھ داؤ پر لگا دیا ہے (ماہنامہ ندائے اہلسنت لاہور) انتہاء طاہر القادری نے اپنی منافقانہ روش کی بنا پر جس طرح خمینی کے تعزیتی اجلاس میں ”اس کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح“ قرار دیا ہے۔ اسی طرح اس نے ایک اور موقع پر یہ بڑبائی ہے کہ ”ہم نو جوانی نسل کو سیدنا علی کی طرح جینا اور امام حسین کی طرح مرنا سکھائیں گے“ (بجوال ہفت روزہ زندگی لاہور) حالانکہ حفظ مراتب سے نا آشنا یہ انداز باطل غلط اور جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ علی جینا خلفائے ثلاثہ کی معیشت اقتدار میں تھا جبکہ



# طاہر القادری کے مدوح خمینی کے لرزہ خیز عقائد و نظریات

شہانِ نبوت پر حملہ - "جو نبی بھی آئے۔ وہ اسلام کے نفاذ کے لئے آئے۔ لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ محمد رسول اللہ بھی اپنے زمانے میں کامیاب نہ ہوئے۔" (کتاب اتحاد و یکپہنچی صفحہ ۱۵۱ خانہ فرہنگ ایران)

متقیینِ شانِ نبوت و شانِ صحابہ "روح اللہ خمینی نے واضح کیا کہ شوقِ شہادت میں ایرانیوں نے جتنی قربانیاں پیش کی ہیں۔ ان کی کوئی مثال نہیں جتنی کہ حضور کے لئے صحابہ نے بھی ایسی قربانی پیش نہیں کی۔ کیونکہ کفار کے ساتھ لڑائی میں جب حضور اپنے رفقاء کو بلاتے تو جیلے بہانے کرتے تھے۔ جبکہ میری افواج اشارہ ابرو پر سب کچھ قربانی کرنے کو تیار ہے۔" (خطبہ جمعہ ۲۰ نومبر ۱۹۸۲ء)

الابو بکر خلافت قرآن ؟ "ابو بکر نے خلیفہ ہونے کے بعد صریح قرآنی حکم کے خلاف حضرت فاطمہ کو ترکہ سے محروم کر دیا۔ اور رسول خدا کی طرف حدیث گھڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کی۔" (کشف الاسرار خمینی ص ۱۱۱)

تیسرا بر عمر (رضی اللہ عنہ) "عمر نے رسول خدا کے آخری وقت آپ کی شان میں ایسی گستاخی کی کہ آپ اسی حدیث کو لے کر دنیا سے رخصت ہوئے۔" (کشف الاسرار خمینی ص ۱۱۱)

نیز حضرت کے بارے میں لکھا ہے کہ "وہ کافر اور زندیق تھے۔" (کشف الاسرار ص ۱۱۱)

انکارِ خلافت "ابو بکر، عمر، عثمان رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے خلفاء نہ تھے۔ بلکہ انہوں نے احکام الہی بدل دیئے۔ حرام کو حلال کر دیا۔ اولادِ رسول پر ظلم کیا۔ اور

خمینی کا جینا ان کی عداوت و نفی لغت پر مبنی رہا۔

• اسی طرح امام حسین کی شہادت عظمیٰ بھوکے پیاسے دشتِ کربلا و نرغہ اعدا رہیں ایک انفرادی و نرالی شہادت ہے۔ جبکہ خمینی صاحب کی طبیعت موت بستر مرگ پر اپنے گھر اپنے دامین و اقربا اور صالحین کے هجوم میں واقع ہوئی۔ جہاں انہیں سرگرم کی سہولتیں میسر تھیں۔ انگریز خمینی کی موت و حیات کو سیدنا علی حسین رضی اللہ عنہما کی حیات و شہادت کے کسی لحاظ سے بھی کوئی مناسبت نہیں۔ چہ جائیکہ ہر طرح کی سہولتوں اور آسائشوں میں پُر تکلف زندگی گزارنے والا طاہر القادری "نوجوان نسل کو سیدنا علی کی طرح بینا اور امام حسین کی طرح مرناسکھائے۔" بہر حال مخالفین صحابہ و منکرینِ خلفاء شہادت کے امام خمینی کی ایسی مبالغہ آمیز تفسیر و خوانی کر کے طاہر القادری نے حیات علی و شہادت حسین اور حضرات صحابہ و خلفاء مثلاً (رضی اللہ عنہم) سب کی ناقدری و متیقینِ شان اور سب سے بے وفائی کا مظاہرہ کیا ہے اور اس کا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ کو "مردہ" کے لفظ سے تعبیر کرنا بجائے خود اس کی مردہ دلی و بے حمی کر کا ثبوت ہے۔ موقع کی مناسبت سے طاہر القادری نے

مدوح خمینی کے عقائد کا ایک مختصر نمونہ پیر خدمت ہے۔ تاکہ قارئین کی معلومات میں اضافہ کے علاوہ اس گندم جو فریضہ نام نہاد سنی طاہر القادری کی چھپنی ہوئی شیعیت و شیعہ نوازی اور دورخی کہ مزید پتہ چل جائے۔ اور جواب بھی نہ سمجھے تو پھر اس سے خدا سمجھے۔ سینے خمینی کا عقیدہ تھا



# الحضرت کا پیر نام صلح کیوں کے نام

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد نبوی سے بزم ہوں کو  
نام لے کر اٹھا دیا۔ بھری مسجد میں خاص جمعہ کے دن  
نام بنام ایک ایک کو فرمایا۔ اُخْرِجْ يَا فُلَانُ فَإِنَّكَ  
مُنافِقٌ۔ اے فلاں نکلی جا۔ تو منافق ہے۔ نماز سے  
پہلے سب کو نکال دیا۔ یہ حدیث طبرانی و ابن عاتق نے  
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔  
رَبُّ الْعَرْشِ: تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے۔  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ يُبَايِعُونَ الْكَفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاعْلَظْ عَلَيْهِمْ۔  
(اے نبی جہاد فرما کافروں اور منافقوں پر اور سخت  
کر ان پر۔)

• اور فرماتا ہے۔ وَرَسُولُ مُحَمَّدٍ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ  
مَعَهُ أَسْدَأُ عَلَى الْكَفَّارِ رُحَالًا بَيْنَهُمْ (محمد اللہ کے  
رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور جو ان کے ساتھی ہیں  
کفار پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل)۔ اور فرماتا  
ہے جَلَّ وَعَلَا وَلِيَجِدُ فِيكُمْ غِلْظَةً (لازم کہ کفار  
تم میں سختی پائیں)

خصیت و طیب: اللہ عز و جل نے صاف ارشاد فرمادیا  
تھا کہ یہ گھیل میل جو ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں یوں نہ  
رہنے دے گا۔ ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ کر دے  
گا۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُزِيلَ الْمُؤْمِنِينَ  
عَلَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَمُوتَ الْخَبِيثُ مِنَ الشَّيْبِ  
• دشمن احمد پہ شدت کیجئے • محمدوں کی کیا مروت کیجئے  
خیلت سے جان بچائیں بے یوں کہل محمد یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

مسلمانو:۔ خداؤ رسول و جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی  
طرف متوجہ ہو کر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو۔ اگر کچھ  
لوگ تمہارے ماں باپ کو رات دن بلا وجہ گالیاں دینا اپنا  
شیوہ کر لیں • بلکہ اپنا دین ٹھہرا لیں • کیا تم ان سے بکشاہ  
پیشانی ملو گے عا شاہر گز نہیں • اگر تم میں نام کو غیرت  
باقی ہے اگر تم میں انسانیت ہے اگر تم اپنی ماں کو ماں  
سمجھتے ہو اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہو • تو انہیں مخالفین  
والدین کو دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے۔ تمہاری آنکھوں  
میں خون اترے گا تم ان کی طرف نگاہ اٹھانا گوارا نہ کر گے  
لِللَّهِ الصَّاف:۔ صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما  
زائد یا تمہارے باپ • ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا  
زائد یا تمہاری ماں • ہم صدیق و فاروق کے ادنیٰ غلام  
ہیں اور الحمد للہ کہ ام المؤمنین کے بیٹے کہلاتے ہیں • (بھرا  
ان کو گالیاں دینے (برا کہنے) والوں سے برتتے ہیں تو ہم  
ہنایت ملک حرام غلام اور حد بھر کے بُرے ناخلف بیٹے ہیں  
• ایمان کا تقاضا یہ ہے آگے تم جانو یا تمہارا کام۔

• بخیری تہذیب کے مدعیوں (صلح کیوں) کو ہم نے دیکھا  
ہے کہ ذرا کوئی نکتہ ان کی شان کے خلاف کہا ان کا حق  
اُڑنے لگتا ہے آنکھیں تال ہو جاتی ہیں۔ گردن کی رگیں پھول  
جاتی ہیں اس وقت وہ مجنون تہذیب بکھری پھرتی ہے وجہ  
کیا ہے یہی کہ اللہ و رسول اور حفظان دین سے اپنی وقعت  
دل میں زیادہ ہے ایسی ناپاک تہذیب ہے کہ مبارک۔  
خزندگان اسلام اس پر لعنت بھیجتے ہیں • خود حضور اقدس



تو انہیں ربی و احکام دینی میں جہالت کی "رکشت الاسرار" عثمان و معاویہ "ہم ایسے خدا کو نہیں مانتے جو عدالت و دینداری کی ایک ایسی عالیشان عمارت تیار کرے اور پھر اس کی بربادی کی کوشش کرے اور معاویہ و عثمان جیسے بد قماشوں کو امارت اور حکومت سپرد کرے۔" رکشت الاسرار خمینی مشام

**دوئیت** "میں خمینی جب فاتح بن کر مدینہ میں

داخل ہوں گا۔ تو سب سے پہلے میرا یہ کام ہوگا کہ

حضور کے روضہ میں پڑے دو بتوں (ابوبکر و عمر) کو

بجائے ہر کر دوں" (پمفلٹ بہ خطاب بہ نوجوانانی بحوالہ

کتاب کیا شیعہ مسلمان ہیں؟) معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ اور سید

● ہمارے مذہب کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے کہ

ہمارے امام اس مقام و مرتبہ کے مالک ہیں جس تک کوئی

نرسندہ مغرب اور نبی مرسل نہیں پہنچ سکتا۔ (الحکومت الاسلامیہ

● معاویہ چالیس سال تک قوم کی سرداری کرتا رہا مگر

اس دوران اس نے اپنے لئے دنیا کی لعنت اور

مذہب آخرت کے سوا کچھ نہیں کمایا۔ (الجہاد الاکبر مشام

● (حضرت معاویہ لوگوں کو محض اس وجہ سے قتل

کیا کرتا تھا کہ وہ یہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے۔"

(الحکومت الاسلامیہ ص ۱۱) **انتباہ** مذکورہ بعض عقائد

صرف خمینی کی زبان و قلم سے بمصادیق علی نقل کفر کفر بنانہ

نقل کئے گئے ہیں۔ اور خمینی کا باقی سارا شیعہ مذہب

اور توحید و رسالت، قرآن مجید اور شان خلافت و

صحابیت کے خلاف سارا گستاخانہ لٹریچر ابھی اس کے

ملاؤ: ہے جس پر خمینی و شیعہ مذہب کا دار و مدار ہے۔

اس کے باوجود بعض جہلاء یہ سمجھتے ہیں کہ شیعیت صرف

تم و سید کو بی کرنے اور کلمے پڑھنے کا نام ہے بہر حال

مسلمانوں غیر متدلسنیو! سنو اور دل پر جبر کر کے  
دوبارہ پڑھو۔ یہ ہیں طاہر القادری کے ممدوح امام  
خمینی کے شان نبوت و خلافت اور مقام صحابیت  
سے بناوٹ پر مبنی عقائد و نظریات ● کو ہی خمینی  
جس کی طاہر القادری قصیدہ خوانی کرتے ہوئے اسے  
امام و شجاع اور مردان حق میں سے شمار کیا ہے۔

● جس کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح قرار دیا ہے

● اور جس کی محبت کے تقاضے میں ہر بچہ کو خمینی بن

جانے کا مشورہ دیا ہے تاکہ بچہ بچہ خمینی بن کر اس طرح

شان نبوت کے خلاف زبان و رازی اور صحابہ کرام و خلفاء

ثلاثہ (رضی اللہ عنہم) پر تبرا بازی کرے۔ لمحہ فکر یہ اپنی

مذکورہ بالا خمینی و شیعی عقائد و لٹریچر کی بنا پر بزرگان دین

و بالخصوص امام ربانی مجدد الف ثانی نے کتاب "

"تذو و افش" اور علامت حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہما کتاب "رد الرفضہ" میں حکم شرعی ایسے

عقائد والوں کی تکفیر فرمائی ہے اور انہیں دائرہ اسلام

سے خارج قرار دیا ہے لیکن اس کے باوجود طاہر القادری

● ایک طرف تو ان دونوں بزرگوں کے عقیدہ مندوں کے لئے

ان کی غلطیت و امامت کا خعبہ بڑھاتا ہے اور دوسری

طرف خمینی کی قصیدہ خوانی کر کے اور یہ کلمہ "رد و افش"

"رد الرفضہ" کا رد کرتا ہے کہ "ہمارے نزدیک شیعہ

سنی میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ یہ طرز عمل صریح منافقت

بے دینی اور بددیانتی نہیں تو اسے اور کیا نام دیا جائیگا

اگر طاہر القادری حضرات صحابہ و خلفاء ثلاثہ اور ان

بزرگوں کو دنا دار، نک عوار، اہل غیبت و نیاز مند ہوتا

تو وہ ان سب کو ناراض کر کے ان کے مخالفین و شیعہ اقلیت

کی خوشنودی اور بزرگ خویشی اُن سے بڑھانے کیسے ایسا نہ کرتا



# حکومت کی خوشنودی مسئلہ سربراہی میں عجیب از می

ضیاء اردور کا فتویٰ چنانچہ ضیاء الحق کے دور میں جس "مفکر اسلام"

کا بلا استثناء یہ فیصلہ کن فتویٰ تھا کہ  
سوال - کیا کسی عورت کو قائد سربراہ بنایا جانا ممکن ہے  
جواب - یہ از روئے شریعت جائز نہیں ہے  
سوال - اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ مس بے نظیر بھٹو کے وزیر اعظم بننے کے مخالف ہیں۔

جواب - خالی بے نظیر ہی نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی رو سے کوئی عورت بھی سربراہ (مملکت) نہیں ہو سکتی۔ اسلام نے (مرد وزن کے درمیان) تقسیم کے ذریعے توازن قائم کیا ہے۔  
سوال - مولانا مودودی نے محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت کیوں کی تھی۔

جواب - انہوں نے غلط حمایت کی تھی۔  
سوال - آپ عورت کے سیاسی قائد ہونے پر بھی معترض ہیں۔

جواب - ایک عورت عورتوں کی قیادت کر سکتی ہے مگر سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی

سوال - حضرت عائشہ صدیقہ نے باقاعدہ ایک لشکر کی قیادت کی تھی۔

جواب - وہ اور نوعیت تھی۔ یہ فقط نظر "جنرلائز" نہیں ہوتا۔ انہوں نے کسی تحریک کی قیادت نہیں کی۔ وہ اُم المؤمنین ہیں۔ پوری اُمت کی قیادت چاہیں تو کر سکتی ہیں۔ ان کی حیثیت ایک والدہ کی ہے۔

کوئی باخبر اور اخبار بین شخص اس حقیقت سے بے خبر نہیں کہ پروفیسر طاہر القادری کی شہرت و فروغ میں • ٹیلیوژن کی "خطابت" اور وزیر اعلیٰ نواز شریف کی معیت و دوستی اور ان کی "اتفاق" مسجد لاہور میں خطابت کا بہت بڑا دخل ہے۔  
• اور چونکہ میاں نواز شریف اور سابق صدر ضیاء الحق کے باہمی تعلقات بہت گہرے تھے۔ اس لئے پروفیسر صاحب کے تعلقات بھی ان دونوں سے خوشگوار رہے۔ اور ضیاء الحق کے دور حکومت میں پروفیسر صاحب نے ڈنکے کی چوٹ عورت کی سربراہی کو ناجائز و ناممکن قرار دیا • اور بالخصوص بے نظیر بھٹو کے نام سے عورت کی وزارت و سربراہی سے شدید اختلاف کیا • مگر ادھر اگست ۸۸ء میں ضیاء الحق کی حادثاتی موت واقع ہوئی اور نومبر ۸۸ء کے انتخابات کے نتیجہ میں بے نظیر بھٹو اقتدار آگئی۔ اور ادھر نام نہاد مفسر قرآن و مفکر اسلام کا فتویٰ تبدیل ہونا شروع ہو گیا • اور فتویٰ کی تبدیلی کے ساتھ ہی "مفکر اسلام" نے میاں نواز شریف کی مسجد اتفاق کی خطابت کو بھی خیر باد کہہ دیا۔ اور پھر ضیاء الحق اور میاں نواز شریف اور ان کے اسلامی جمہوری اتحاد کو نشانہ کی نوک پر رکھ لیا۔ اور ایسا انداز اختیار کیا جس سے خاتون وزیر اعظم اور برسر اقتدار حکومت کی خوشنودی حاصل ہو۔ اور بات کسی نہ کسی طرح حکومت کے حق میں جائے۔



ابہر حال) انہوں نے سیاسی قیادت نہیں کی۔  
سوال۔ فرض کریں کہ مس بے نظیر پاکستان کی  
وزیر اعظم بن جائیں۔ اس صورت میں آپ ان کی  
مخالفت کس طرح کریں گے۔

جواب۔ یہ وقت ملے کر یگا۔ میں شرعاً عورت کے  
سربراہ ہونے کے غلط اقدام پر مخالفت ضرور کروں گا  
(روزنامہ "جنگ" میگزین ۲۷ فروری ۸۷ء ملخصاً)  
**دوسرا انٹرویو** • کیا عورت کی سربراہی  
کسی صورت قابل قبول ہو  
سکتی ہے؟

جواب۔ حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
اس قوم کی تباہی کے بارے فرمایا۔ جس نے اپنے  
امور اور اپنی دلائت امارت عورت کے سپرد کی۔ کہ  
• "وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی۔ جس نے اپنے  
معاملات (سربراہی) عورت کو سونپ دیئے"

• اب ہمیں استغناء کی کوئی صورت نہیں رہی  
• ایسی بات میری سمجھ میں تو نہیں آسکتی کہ ملک کے

سارے مرد بالکل نا اہل ہو گئے ہوں۔ اور سربراہی  
ناگزیر ہو عورت کے لئے • حضرت عائشہ صدیقہ  
کے ہوتے تیس سال تک خلافتیں بنتی رہیں۔ لیکن  
وہ خلیفہ نہ ہوئیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صحابہ کرام کا  
تمام یقین تھا اس بات پر۔ حالانکہ وہ امّاں تھیں اور  
سب بیٹے اور ان سے زیادہ برگزیدہ خاتون تو دنیا  
میں کوئی نہیں تھی۔ (کتابچہ عہد حاضر کے جدید مسائل پر  
اہم انٹرویو)

یہ تھا ضیاء الحق اور نواز شریف دور کا لفظی و  
کاغذی فتویٰ۔ جب کہ بے نظیر سیاسی

طور پر حکومت کی مستوی تھیں۔ دونوں تفصیلی انٹرویوز  
کے سوال و جواب دیکھ لیں۔ بقول پردیسیہ • اس میں  
بے نظیر یا کسی عورت۔ حتیٰ کہ ام المومنین رضی اللہ  
عنها کی حکومت و خلافت اور سربراہی کے جواز کی بھی  
کوئی گنجائش نہیں • کوئی امکان نہیں • کوئی استثناء  
نہیں • اس پر حدیث پاک کی نفس صریح بیان  
کی ہے • اور صحابہ کرام علیہم السلام کے اجماع کی  
دلیل دی ہے • اور مودودی صاحب کی مس فاطمہ  
جناح کی حمایت کی بھی تخلیق کی ہے۔

"بے نظیر" دور۔ مگر جب سور اتفاق سے ایک خاتون  
سربراہ وزیر اعظم بن گئیں۔ اور بے نظیر کا دور آیا۔ تو  
پھر اپنی روایتی ابن الوقتی۔ تقیہ بازی۔ دغلہ پالیسی  
بد عہدی اور حکومت کی خود شنودی کے تحت پردیسیہ صاحب  
کابل دلچہ بدل گیا۔ اور اپنے عہد کے مطابق مل اور  
خاتون وزیر کی شرعی مخالفت کرنے کی بجائے اس  
سے اختلاف کرنے والوں کو ڈانٹا اور رگیدنا شروع  
کر دیا۔ ریکارڈ کی درستی کے لئے حوالہ بات محفوظ رکھیں

فرمایا • "وہ عورت کے سربراہ ہونے یا نہ ہونے کے  
بارے کسی قسم کا تبصرہ نہیں کریں گے • کیونکہ اس  
معاہدہ کا مذہب سے زیادہ تعلق سیاست سے ہے"

راخبار جنگ لاہور ۱۴ دسمبر ۸۷ء • فرمایا۔ "مذہبی جماعتوں  
کے قائدین نے عوام کو اب عورت کی حکمرانی جیسے مسئلہ پر  
لگا دیا ہے۔ یہ وقت ان مسائل میں الجھنے کا نہیں۔  
اسلام میں عورت اور مرد کے حقوق میں توازن و برابری ہے۔"  
دجنگ لاہور ۱۹ دسمبر • کھارباں کی مجلس سوال جواب میں  
جب عورت کی سربراہی کا جواب گول کر گئے تو پیلز پارٹی  
والوں نے خوش ہو کر کہا۔ کہ "مولانا تو اپنے ہی آدمی ہیں۔" نواز  
۲۷ دسمبر ۸۷ء • فرمایا۔ عوام عورت کی سربراہی کی مخالفت کیوں کرتے

ہیں۔ چاہیے کہ اسے تسلیم کریں۔ : رسالہ چٹان لاہور ۲۵ مئی ۸۸ء

۔ اکیسویں ویں پر طاہر القادری کو مسلسل اہمیت دی جاتی ہے۔



# مسلك اعلیٰ حضرت کے خلاف ایک رات میں مخلوط و کرام

(غیرت ایمانی سے سرشار باختر دُر دمنہ سُنیو، صلح کھیت کے جال میں پھنسنے سے بچ جاؤ)

پاک رات میں اس ناپاک منصوبہ کا اعلان کیا ہے۔ کہ  
”ادارہ منہاج القرآن نے اتحاد کا فارمولا  
دوسرا ہے۔ تیار کر لیا ہے۔۔۔ الحمد للہ شیعہ۔“

دیوبندی بریلوی تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء کو دعوت  
دے دی گئی ہے۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۱۹ ستمبر ۱۹۸۰ء)

● ادارہ منہاج القرآن کے زیر اہتمام گیارہ بارہ ربیع الاول  
کی درمیانی رات ختم نبوت کانفرنس لاہور کے پروگرام کیلئے  
ادارہ کے مرکز میں مولانا عبدالمالک (دیوبندی) شیخ الحدیث  
دارالعلوم منصورہ کی زیر صدارت مختلف مکاتب فکر کے  
علمائے کرام نے شرکت کی۔ پروفیسر طاہر القادری نے کہا ہم  
چاہتے ہیں کہ اس رات مختلف مکاتب فکر کے مابین  
علمی اتحاد کا فارمولا تیار کیا جائے تاکہ باہمی تضاد تصادم  
اور جنگ و جدال کی نوبت ختم ہو اور غلط فہمیوں کا ازالہ  
ہو جائے۔ (نویں وقت ۲۲ ستمبر ۸۰ء)

● ۱۱ ربیع الاول کی درمیانی رات تمام مکاتب فکر (شیعہ  
سُنی دہلوی دیوبندی بریلوی) کے جمیع علماء و خطاب فرمائیں گے  
اتحاد امت کا ایمان افروز مظاہرہ ہوگا۔ (اشتہار منہاج القرآن)  
سُنیو دو منہ وائے شخص کی تصویر کے دونوں رخ سامنے رکھ  
کر اپنی غیرت ایمانی، غیرت عشقِ محمدی اور عقل سلیم و بیدار ضمیر کے  
ساتھ فیصلہ کرو کہ کیا یہ شخص بظاہر سُنی بریلوی شکر اور اعلیٰ حضرت  
کی قہید خوانی کر کے درحقیقت مومن و منافق، عاشق و گستاخ  
خبیث و طیب اور سُنی غیر سُنی کا امتیاز تم کر کے مذہب اہل سنت و  
مسلك اعلیٰ حضرت کے خلاف سازش نہیں کر رہا؟

نصویر کا رخ :- فرقہ طاہر یہ صلح کھیت کے بانی نے  
گزشتہ سال اپنے رسالہ منہاج القرآن  
کا ”اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی غیر“ شائع کر کے بھولے بجائے  
سُنیوں کو یہ تاثر دیا کہ گویا طاہر القادری بھی اعلیٰ حضرت  
کا بڑا نیاز مند پیروکار اور سگند سُنی بریلوی ہے۔

● علاوہ ازیں اس نے علماء حمید آباد کے سامنے یہ بیان  
دیا کہ اعلیٰ حضرت کے جو عقائد و نظریات ہیں وہی بعینہ  
میرے ہیں میرے اور ان کے نظریات عقائد میں سوئی کے  
نلکے کے برابر بھی فرق نہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے  
تمام فتوؤں پر میرا مکمل یقین اور ایمان ہے جو فتویٰ بھی  
انہوں نے دیا ہے وہ بالکل درست اور صحیح ہے ہر سال  
”وید شنفید“ لاہور ۱۲ نومبر ۱۹۸۰ء) ● طاہر القادری نے مزید  
کہا کہ ”اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے خوان علمی  
کا میں ادنیٰ سا خوش چیں ہوں۔ اعلیٰ حضرت نے پوری مومنانہ  
بصیرت اور مجددانہ فراست سے مقام رسالت کے تحفظ

کے لئے جدوجہد کی۔“ (کتاب اہم انٹرویو ص ۱۵۷)  
حالانکہ :- یہ ساری باتیں اہل سنت کے ساتھ دیکو بازی  
سراسر جھوٹ اور منافقانہ صلح کھیتی روش پر مبنی ہیں۔ اس  
لئے گستاخانِ شانِ رسالت کے خلاف اعلیٰ حضرت کی کتاب  
”محام الحرمین“ اور گستاخانِ شانِ صحابہ کے خلاف کتاب  
”رد المر فضہ“ کے ایمان افروز باطل سوز فتاویٰ مبارکہ  
کسی اپنے پیگانے پر مخفی نہیں۔ جبکہ طاہر القادری نے  
غریب اہل سنت اور مسلك اعلیٰ حضرت کے خلاف سازش کے لئے



# منہاج القرآن لازہر دیوبند کی طرح دارالین جاہلگا

روزنامہ جنگ لاہور نے ۱۹ جون کی اشاعت میں پورے صفحہ پر ”منہاج القرآن انٹرنیشنل کانفرنس“ کا تعارف و پروگرام شائع کیا ہے اور اس کے آخر میں لکھا ہے کہ یہ ادارہ ملک گیر شہرت حاصل کرے گا اور شاید مصر کے الاندھرا اور بھارت کے دارالعلوم دیوبند کی طرح عظیم ادارہ بن جائے گا۔

جنگ :- کے کالم نویس و تبصرہ نگار نے اگرچہ بظاہر شہرت کی نسبت سے ”منہاج القرآن“ کا لازہر اور دیوبند سے رشتہ جوڑا ہے۔ مگر حقیقت و معنویت کے لحاظ سے بھی منہاج القرآن کی ان ہر دو اداروں سے گہری مناسبت و مماثلت ہے۔ اس لئے کہ جس طرح مسک اہل سنت و اتباع سنت کی الازہر میں پابندی نہیں بلکہ آزادانہ ماحول ہے۔ اسی طرح منہاج القرآن کا بھی ماحول ہے۔ اور جس طرح

دیوبند :- میں گستاخانِ شانِ رسالت کا اعزاز کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ادارہ منہاج القرآن میں بھی اپنے آزادانہ ماحول کے باعث ایسے لوگوں سے کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا۔ اور مومن و منافق اور عاشق و گستاخ میں کوئی فرق ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ جیسا کہ پروفیسر طاہر القادری نے خود لکھا ہے کہ ● ”بریلویت دیوبندیت ابجدیت، شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔“ (فرق پرستی کا خاتمہ ص ۱) ایک دوسری جگہ پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ ● ”ہمارے ادارے

(منہاج القرآن) میں جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی رکن بن سکتے ہیں۔ اہلحدیث، شیعہ بھی منہاج القرآن کے رکن ہیں۔ ہم امتیاز کی بجائے امت مسلمہ کے اتحاد کی بات کرتے ہیں۔“ (انٹرویو جنگ، ۲۷ فروری ۱۹۸۶ء) یہاں تک کہ پروفیسر صاحب گستاخانِ شانِ رسالت و گستاخانِ صحابہ کو امام بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ فرماتے ہیں :- ”شیعہ وہابی کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں کرتا بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں“ (انٹرویو رسالہ دید شہید، ۴ اپریل ۱۹۸۶ء) کھانوی کا اعتراف :- اسی کانفرنس کے متعلق ۲۷ اپریل کے جنگ میں جو تعارف شائع ہوا۔ اس میں یہ تصریح کی گئی کہ ”پروفیسر صاحب وسیع قلب ذہن رکھتے ہیں مثال کے طور پر وہ مولانا سلیمان ندوی اور مولانا

اشرف علی تھانوی کی بعض تصانیف کے زبردست معترف ہیں“ جی ہاں :- وہی اشرف علی تھانوی جس کی کتاب ”حفظ الایمان“ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب شریف کو چوپاؤں پاگلوں کے علم سے تشبیہ دے کر گستاخی کی اور رسالہ ”الامداد“ تھانہ بھون ۱۳۵۵ھ میں اپنا کلمہ و درود چھپوا کر علما و عرب و عجم سے کفر کا فتویٰ لگوا دیا۔ اسی اشرف علی تھانوی اور اس کے مرید سلیمان ندوی کی تصانیف کے پروفیسر صاحب زبردست معترف ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔



# اسے کیا کہے؟

فرقہ ظاہریہ مصلحیہ کے بانی پروفیسر طاہر القادری اپنے طور پر جو کچھ بھی کہلاتے اور سمجھ جاتے ہوں ان کی کذب بیانی و دغلہ پالیسی اور تفتیہ بازی بہت ہی افسوسناک ہے جس کی

کتاب ”اجواب“ خطرہ کی گھنٹی“ میں بھی پوری نشاندہی کی گئی ہے اور پروفیسر صاحب کا اب تک جواب نہ دے سکتا اس کی صداقت کی بتیں دلیل ہے۔ تازہ واقعہ باوثوق و مصدقہ ذریعہ کے مطابق پروفیسر صاحب نے اپنی ایک مجلس میں یہ جھوٹا انکشاف کیا کہ ابو داؤد محمد صادق مولانا غلام رسول صاحب شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد کا شاگرد ہے جسے مولانا موصوف نے بلا کر ڈانٹا کہ پروفیسر صاحب کے متعلق تم یہ کیا کر رہے ہو تمہیں شرم نہیں آتی؟ چنانچہ ایک دوست نے اس بات کی جب براہ راست بذریعہ مکتوب شیخ الحدیث موصوف سے وضاحت چاہی تو انہوں نے حسب ذیل جواب ارسال فرمایا۔ جو بلفظہ درج ذیل ہے۔

”مولانا محمد صادق صاحب سرپرست ”رضائے مصطفیٰ“

گو برا نوالہ۔ نیک سیرت اور نڈر عالم دین ہیں وہ دین حق اہل سنت کی تبلیغ میں شب و روز مصروف رہتے ہیں۔ یہ ان کا ذوق اور جذبہ قابل ستائش اور بعد تحقیق کے لائق ہے۔ مولانا ابو داؤد مجھ سے متکذہ نہیں البتہ وہ ہم سے وابستہ ضرور ہیں۔ جو الفاظ آپ نے تحریر کئے ہیں۔ میں نے یہ الفاظ صرف آپ کے خط میں ہی دیکھے نہ میں نے مولانا کو بلا یا ہے اور نہ ڈانٹا ہے خدا

عہ اس جھوٹے انکشاف کا کیٹ بھی موجود ہے۔

جانے یہ الفاظ میری طرف کیسے منسوب ہوئے اللہ تعالیٰ سچ کی توفیق دے۔ والسلام ۶۸۸-۱۱-۲۴  
(غلام رسول رضوی خدام الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد)  
حق و صداقت کے قدردان حضرات کیلئے واقعہ ہذا لمحہ فکر ہے

## جھوٹ کا ایک نیا شاہکار

مہاج القرآن لاہور کے زیر سایہ اخبار ”نوائے وقت“ میں ۳۰ جولائی ۸۹ء کو لاہور ہی سے یہ خبر لگوائی گئی ہے کہ ”گو جرنال کے دس علماء کرام کے ایک وفد نے اہلسنت کے دینی رہنما اور جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان کے امیر مولانا ابو داؤد محمد صادق کی قیادت میں گزشتہ روز پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی دفتر ۲۶۵-ایم ماڈل ٹاؤن میں چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری سے فیصل آباد کے سے قبل ملاقات کی۔ مولانا ابو داؤد محمد صادق نے ایک بیان میں کہا ہے کہ علماء کرام ملک کی سالمیت اور امت کی خاطر اپنے اختلافات ختم کر کے نیک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر طاعونی طاقتوں کو مقابلہ کریں گا“

حالانکہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ اول تا آخر پوری خبر من گھڑت ہے اور اس کا ایک ایک پتلا جھوٹ پر مبنی ہے۔ اس لئے کہ اس تاریخ کو فقیر قائم المحروف ابو داؤد سرے سے لاہور گیا ہی نہیں (چہ جائیکہ عوامی تحریک کے دفتر میں جانا) اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی دس رکنی وفد تشکیل پایا۔ اور نہ ہی فقیر نے مذکورہ بالا بیان دیا۔ یہ اندازہ بیان فرقہ ظاہریہ کذابہ کے سربراہ کا انداز بیان ہے اور اس سراسر جھوٹے واقعہ کی یہ خبر گواہی میں کسی سوچی سمجھی حکم کے تحت فرقہ ظاہریہ کے کزنائی کا ہی ہاتھ نظر آتا ہے جو کلید حق سے بوجھلا کر ایسے ایسے جھوٹے ہتھکنڈوں پر اتر گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جھوٹوں، شربریں اور مصلحیوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

# مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کا فتویٰ

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس بارے میں کہ ایک شخص محمد طاہر القادری جو عالم، مقرر اور مفسر بھی کہلاتا ہے اور ساتھ ہی متعدد کتب کا مصنف بھی ہے۔ اتحاد امت کا داعی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ● بریلویت، دیوبندیت اور شیعیت وغیرہ تمام فرقے بنیادی عقائد میں متحد اور مسلمان ہیں ● فروعی اختلافات کو نظر انداز کر کے بل جمل کر کام کرنا چاہیے ● یہ ساری باتیں اس کی کتاب بنام "فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟" میں تحریر ہیں۔ مذکورہ کتاب بھی حاضر خدمت ہے۔ برائے کرم شریعت مطہرہ کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ ● آیا یہ شخص سنی ہے یا نہیں ● اس کے درس قرآن میں جانا کیسا ● اس کی صحبت میں بیٹھنا اور اس کے ادارے کی رکنیت اختیار کرنا اور اس کے مدرسے میں داخلہ لینا جائز ہے یا نہیں ؟ اس کی تصانیف کا مطالعہ کر سکتے ہیں یا نہیں ؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

الجواب :- دو معنی ہیں (۱) امت دعوت (۲) امت اجابت۔ امت دعوت میں کفار بھی داخل ہیں اور امت اجابت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیغام کو سچے دل سے قبول کرنے والے سچے مسلمان ہیں۔ جنہیں اہل سنت و جماعت کہتے ہیں ● بریلویت کوئی فرقہ نہیں آج کل عرف عام میں سنیت و حقانیت کو بریلویت کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ چودہویں صدی کے اہل سنت و جماعت کے بہت بڑے عالم اور مجدد امام احمد رضا فاضل بریلوی نے سنیت و حقانیت کی بہت زبردست تائید و حمایت و حفاظت کی ہے اسی لئے سنیت کی تعبیر بریلویت کی طرحی قرآن عظیم میں لَا تَفَرَّقُوا کا خطاب ہے مسلمانوں کو ہے یعنی امت اجابت اہل سنت و جماعت کو حکم ہو رہا ہے کہ متفرق و منتشر نہ ہو بلکہ آپس میں متحد اور مل جل کر رہو۔ اور حدیث شریف میں ہے - تَفَرَّقْ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَبُعِيعْنَ مِائَةً - كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً۔ یہ امت حق امت دعوت (بہتر فرقے ہو جائے گی۔ ایک فرقہ جاتی ہو گا۔ باقی سب جہنمی۔ صحابہ نے عرض کی۔ مَنْ رَحِيَ بِكَ سُؤْلُ النَّاسِ - وہ ناجی فرقہ کون ہے یا رسول اللہ



فرمایا: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَهْلِي وَآلِي وَمَنْ فِي بَيْتِي مِنْ أَهْلِ بَيْتِي • دوسری روایت میں فرمایا: هُمْ الْجَمَاعَةُ وہ جماعت ہے یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سوادِ اعظم فرمایا۔ اور فرمایا جو اس سے الگ ہوا۔ جہنم میں الگ ہوا۔ اسی وجہ سے اس ناجی فرقہ کا نام اہل سنت و جماعت ہوا • ان بہتر گمراہ فرقوں میں بہت سے پیدا ہو کر ختم ہو گئے بہت سے موجود ہیں۔ جیسے وہابیہ و رافضیہ و غیرہ۔

اتحاد :- ان سے اتحاد و اتفاق ہرگز ہرگز جائز نہیں ان سے تو قرآن و حدیث میں دُور رہنے کا حکم دیا گیا ہے • جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُمت میں فرقہ بندی ہوگی تو فرقہ بندی کے ختم کا قائل اس حدیثِ پاک کا منکر ٹھہرے گا۔

فرقہ پرستی کا خاتمہ :- مذکور فی السؤال کتاب کا جگہ جگہ سے مطالعہ کیا کتاب میں وہی ہوتا ہے جو صاحب کتاب کے دل و دماغ میں ہوتا ہے • کتاب کفر و ایمان سُنیت و ہابیت و رافضیت و غیرہ کی بنیاد کو ایک بنایا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کفر و ضلالت ہے • صاحب کتاب (مصنف) ضال مضل گمراہ اور گمراہ کن ہے۔ شریعتِ مطہرہ سے ناواقف صرف لفاظ و قلم کار ہے • جیسے مودودی تھا ہو سکتا ہے اسی کا ہم خیال ہو۔ یہ اپنے کو قادری لکھ رہا ہے۔ حالانکہ قادری تو وہ ہے جو صحیح العقیدہ سنی اور حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سچی عقیدت و محبت رکھنے والا ہو۔

• ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اس گمراہ شخص کی صحبت اس کی کتاب کے مطالعہ اس کی تقریر سُننے سے اجتناب کرے • اور اس آیت کریمہ کے حکم کے تحت آنے سے بچے کہ فرمایا گیا: لَا تُؤْكِنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَيُمْسِكُمُ النَّارُ ذَرْجَةً مِنْهُمْ الَّذِينَ ظَلَمُوا نے ظلم کیا کہ جہنم کی آگ تمہیں چھوئے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو صراطِ مستقیم پر چلنے اور شیطانی راستے پر نہ چلنے کی توفیق رفیقِ عطا فرمائے۔ آمین! واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مفتی محمد اعظم غفرلہ، خادمِ رضوی دارالافتاء بریلی شریف)

نبیہ العظمیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم علامہ محمد اختر رضا خاں زہری بریلی شریف

... پر وہی صاحب سے دریافت کرنا چاہیے کہ • آپ جو اسلام کے نام پر اجتماعیت کے داعی اور مسلکی اختلافات کے سخت مخالف ہیں اور ایک ہی رستی میں سب کو ہاندہ کر سب کو فرقہ پرست گردان رہے ہیں۔ آپ سے ہی سوال ہے کہ اسلام کے نام پر مختلف بنیادی افکار و خیالات کے حاملین کا باہم اسلام کے نام پر اجتماع و اتحاد کیسے ممکن ہے؟ • ان کے معتقدات میں کون سے عقائد اسلام ہیں اور کون سے غیر اسلام یا سب اسلام نہیں



● حوزان میں صرف ایک گروہ کے عقائد ہی اسلام ہیں تو باقی فرقوں کا اتحاد اسلام کی بنیاد پر باہم اجتماع اضداد کو مستلزم ہے ● اور سارے مختلف خیالات اسلام ہیں جب بھی اجتماع اضداد لازم جس کا حاصل حق و باطل کفر و اسلام کا اتحاد ہے اور اجتماع ضدین محال ہے ● اسے آپ کیسے ممکن بنائیں گے؟ ● پھر کیا جناب کے نزدیک یہی سلام ہے جس کی خاطر آپ متحد ہونے کی دعوت دے رہے ہیں؟

جناب نے اہل سنت و جماعت کو (جسے بریلویت سے تعبیر کرتے ہیں) فرقہ پرستوں میں کیوں گن لیا اور یہ لکھ ڈالا کہ ”بریلویت دیوبندیت اہلحدیث شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے“ ● جناب کی اس عبارت کے تیور یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت (بریلویت) سمیت کوئی مسلک اسلامی نہیں بلکہ اسلام سے بیزار کرنے والا اور وحشت کا موجب ہے ● پھر مسلک اسلامی کیا ہے؟ ● (بقول جناب) جب فرقہ پرستی اس سوچ اور زاویہ نگاہ کو کہتے ہیں جو ہر دوسرے کو بیزار یا دین کا فرد مشرک بنانے سے عبارت ہو ● تو پھر آپ نے یہ کہہ کر کہ ”اجتماعیت کو چھوڑ کر الگ الگ اکائیوں میں منقسم ہو جانا اور اپنے اپنے تشخصات میں گم ہو جانا تشدد و انتشار کو جنم دیتا ہے۔ جو قرآن کی اصطلاح میں کفر کی موت ہے“ ● خود جناب نے فرقہ پرستی کیوں اور کھلی ایک طرف تو حسب زعم خویش اسلامی فرقوں کو ایک دوسرے کی تکفیر سے منع کیا اور دوسری طرف سنت (بریلویت) سمیت سب کو فرقہ پرست کہہ کر سب کی تکفیر کر دی۔ آپ کا یہ فعل خود آپ کے اقرار سے دین میں رخنہ اندازی و تفرقہ پروری ہو کر صریحاً کفر کے مترادف ہوا۔ تو یہ آپ کا اقرار ہی کفر ہوا کہ نہیں ضرور ہوا ● آپ رقمطراز ہیں کہ ”خدا و رسول نے کسی جمعی فرقے اور مسلک کے نام پر جنت کا پروانہ جاری نہیں کیا۔“ الخ کیوں جناب کیا سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ فرمایا کہ ”میری امت ہر فرقہ ہو جائے گی۔ سب جہنمی ہیں سوائے ایک کے اور وہ جماعت وہ ہے جو اس دین پر قائم ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں“ ● پھر بھی یہ کہہ دینا کہ خدا و رسول نے کسی فرقہ اور مسلک کے نام پر جنت کا پروانہ جاری نہیں کیا۔ سراسر قرآن و حدیث کے ارشادات سے اعراض اور ہر شخص کو ذاتی عقیدے کی چھوٹ دینی ہے ● پروفیسر صاحب اگر ”حام الحرمین“ کی تصدیق کریں تو خود ان کا یہ سارا کلام دریا برد اور انکار کریں تو دلائل عدم قبول دیں۔ ورنہ صریح ہٹ دھرمی اور ان کے لئے بھی وہی احکام جو دیابنہ و یحییٰ بن زکریا نے ارشاد فرمائے: ”واللہ اعلم“ ●

**نواسۃ العالیٰ حضرت مولانا مفتی تقدس علی صاحب** (علیہ الرحمۃ) سوال :- پروفیسر طاہر القادری صاحب کے جواب :- عبارت مندرجہ بالا جو حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ”اسلام میں عورت کی دین“ میں تحریر فرمائی اس سے میں بالکل متفق ہوں بے شک اجماع کا انکار کر نیوالے کو علمائے خال فرمایا ہے ایسے شخص پر جو اجماع کا انکار کرے تو یہ واجب ہے (فقیر تقدس علی قادری شیخ الجامعہ جامعہ راشدیہ پیرکوٹھڑ) مصیب فیما اجاب (مفتی محمد رحیم ناظم جامعہ راشدیہ)



## تصدیق علماء سکھر :-

د الجواب صحیح واللہ  
(مفتی) ابوالخیر محمد حسین قادری رضوی مصطفوی خادم  
جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

● اصحاب من اجاب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

محمد ابراہیم القادری رضوی غفرلہ، قادم دارالافتاء جامعہ غوثیہ سکھر  
● جواب درست ہے۔ محمد رفیق غفرلہ، مہتمم مدرسہ انوار المصطفیٰ سکھر

● الجواب صحیح :- فقیر محمد عارف نائب مہتمم مدرسہ انوار المصطفیٰ سکھر

● الجواب صحیح واللہ تعالیٰ ورسولہ، اعلم

قاری عزیز احمد مدرسہ عربیہ انوار اہمران پرانا سکھر

● جواب صحیح ہے۔ انیس احمد قادری خادم حضور مفتی اعظم علیہ السلام

کراچی :- ”یہ فقیر اپنے استاذ مکرم حضرت غزالی مدین

کے موقف سے متفق ہے۔ پروفیسر صاحب کامسک المل سنت

جماعت سے مختلف ہے، لہذا کوکب نورانی اور کاروی کراچی

● الجواب صحیح۔ (نونان محمد صدیق ملتانی، کراچی)

تسکار چور :- صحیح الجواب واللہ اعلم بالصواب۔

الفقیر (مفتی) محمد قاسم یاسینی مدرسہ ہاشمیہ گڑھی

یاسین ضلع تسکار پور

حبیدر آباد :- ”فقیر اپنے اکابر سے علیحدہ کوئی

رائے نہیں رکھتا“ کتاب ”خطرہ کی گھنٹی“ ساکھ

عدد ارسال فرمائیں۔ (مفتی احمد میاں برکاتی پرنسپل

دارالعلوم احسن البرکات حبیدر آباد)

ڈیرہ غازیخان :- قد اصحاب المجیب، محمد اسماعیل

(ابن علامہ محمد فضل حق) دارالافتاء ڈیرہ غازی خان، خولہ

محمد دین مہتمم آفتاب علوم ڈیرہ غازی خان۔

تشکر گڑھ :- مندرجہ بالا سوال کا جواب بالکل درست

و صحیح ہے۔ مجھے اس سے مکمل اتفاق ہے (محمد غیاث الدین

(سیدہ حضرتی، تشکر گڑھ)

سکھیک :- الجواب صحیح والمجیب مصیب ابوالمنصور  
نذیر احمد دارالعلوم چشتیہ رضویہ منڈی سکھیک۔

دوہٹہ شریف :- الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(فقیر محمد عارف حسین غفرلہ، دوہٹہ شریف)

”مندرجہ بالا سوال کا جواب بالکل

صحیح ہے۔ ”علی پور شریف“ درست ہے لہذا بندہ ناچیز

اس کی مکمل تائید کرتا ہے (سید عابد حسین سجاد نشین

آستانہ ملت شندیدہ لاثانیہ علی پور شریف)۔

علامہ الہی بخش ایم اے لاہور یہ فتویٰ بالکل حق اور

صائب ہے۔ میں کامل طور سے اس سے اتفاق

کرتا ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ ان اکابرین ملت

نے وقت کی بعض پرہاتھوں کو عظیم الشان فریضہ ادا

کیا ہے۔ بلکہ جہاد عظیم فرمایا ہے۔ علماء حق کی یہی پہچان

اور کردار ہے اور اس قافلہ میں جتنے علماء و حق شامل

ہیں ان کو دل کی گہرائیوں سے سلام عقیدت پیش کرتا

ہوں کہ انہوں نے ”ابن الوقت“ زمانہ ساز اور

صلح کی قسم کے خطرناک لٹولہ سے ہمیں محفوظ رکھا۔ اللہ

تعالیٰ علماء حق کا یا ادب غلام بننے کی توفیق عطا فرمائے

● پروفیسر طاہر القادری شروع سے ہی قوم اور ملک سے

دھوکہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے لندن کا نفرنس کے فیصلے

بھی علماء و مشائخ کو دھوکا دیا۔ حضرت سید طاہر علاؤ الدین

کے صاحبزادوں کے نام پر دجل و فریب کا مظاہرہ کیا اور

بینار پاکستان کی گراؤندہ میں مہاراجہ کافر نس کر کے اصل میں

قادیانیوں سے معافہ کافر نس کی غی۔ علماء و مشائخ

اس شخص کے چہرے کی پہچانی اور اسکے ذریعہ اہلسنت کو



# صلح کلی سے خطاب

با ادب بانصیب ہیں بے ادب بے نصیب  
 فطرت کا ہے تقاضا اس بات کو نہ قبول  
 جنتی ہیں اہل نار سے ممتاز ہر طرح  
 لَا یَسْتَوِیٰ قرآن میں لکھا ہے یہ اصول  
 مومن ہیں مخلص طیب و مستقرے کھرے کھرے  
 منافق ہیں جھوٹے گندے نہ کو گندگی قبول  
 سنی ہے تو تو ان سے نہ کوئی میل جول رکھو  
 گستاخ ہیں اصحاب کے یا شاتم رسول  
 ممکن نہیں یہ دل سے ہوں حامی تیرے کبھی  
 آواز اس خیال سے یہ خیال ہے فضول  
 باطل کے پیرو کار کا جب بھی چلا ہے بس  
 مسلے ہیں اس نے پاؤں تلے اہل حق کے پھول  
 دباطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے  
 شرکت میان حق و باطل نہ کر قبول  
 تو پیرو کار حق ہے، حق ملکِ رضا  
 ناخن اس سے ہٹ کے نجات کا حصول  
 ہے قادری فقیہ کا طاہر کو مشورہ  
 مسلکِ رضا میں رہ نہ کر غیر میں شمول  
 (نتیجہ فکر فقیر قادری محمد حفیظ نیازی)  
 (عہد علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عہد رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

طرف جعلی قادری کے تم نہ جاؤ سنیو  
 غوث اعظم ہیں بلاتے آؤ آؤ سنیو  
 بات آقا کی نہ مانے عشق کا دعویٰ کرے  
 ایسے دعویدار جبریلؑ کو بھگاؤ سنیو

(محمد بن علی بن ابی طالب)

# طاہر القادری

جوڑ غیروں سے نہ ناتا اے طاہر القادری  
 قادریوں کو نہ شرماتا اے طاہر القادری  
 غوث اعظم کو بھلا یہ کیسے تو دکھلائے گا  
 بے وفاؤں کا سا چہرہ اے طاہر القادری  
 فرمودہ غوث کو تو نے پشت پیچھے ڈال کر  
 غلط تو نے دے دیا فتویٰ اے طاہر القادری  
 ایک اعلیٰ صحابہ دوم گستاخ رسول  
 تو نے سب کو بے سینے لگایا اے طاہر القادری  
 من میں تیرے کچھ اور ہے اور اسٹیج پر کچھ اور ہے  
 دے رہا ہے خود کو دھوکا اے طاہر القادری  
 جب سے رضائے معصیٰ منظر پہ لایا ہے تجھے  
 ہر بندہ ہے تجھ کو سمجھ گیا اے طاہر القادری  
 انشا اللہ تیرے دھوکہ میں نہ آئیں گے سنی  
 چل پتہ تیرا ہے اب گیا نے طاہر القادری  
 جو کہوں گا وہ چلے گا تم نے سمجھا ہے غلط  
 میرے علماء بیٹھے ہیں زندہ اے طاہر القادری  
 اب بھی کافی وقت ہے ہیں بابِ توبہ کے کچھ  
 بڑھو لے تو استغفر اللہ اے طاہر القادری  
 یا قادری کی لسٹ سے اب نام اپنا کاٹ دے  
 قادری بن کے نہ دے دھوکہ اے طاہر القادری  
 دورِ ننگی پالیسی چلنے والوں کو کیا تو بتا  
 خواب میں آئیں گے آقا اے طاہر القادری  
 یہ بلائی "تم" نہ کہتا "آپ" کر کے بولتا  
 گبر تیرا من حراف ہوتا ہے طاہر القادری



# آستانہ عالیہ علی پور شریف

● جواب صحیح ہے۔ شمس الہی سرخی صاحب ہدایہ۔  
صاحب جوہرہ نیرہ ابن المنذر۔ علامہ ابن عبد البر  
لیث ابن سعد۔ امام نووی۔ ابن ابی لیلیٰ۔ ابن شبرمہ۔ امام  
ابن سیرین۔ ملا علی القاری اور دیگر اکابر ائمہ و فقہاء  
سہی فرماتے ہیں کہ عورت کی دیت نصف ہے جب  
یہ مسئلہ اجماعی ہے تو انکار کا کیا مطلب ہے۔

(مفتی) غلام رسول دارالعلوم نقشبندیہ علی پور سیدان۔  
فتح سیالکوٹ۔ ● الجواب صحیح صاحبزادہ سید حیدر حسین شاہ  
جماعتی علی پور شریف۔ ● صاحبزادہ سید افضل حسین جماعتی  
سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف۔ ● صاحبزادہ  
سید نذر حسین۔ (مولانا) محمد رفیق رضوی عفرہ،  
مدرس دارالعلوم ہذا۔ (مولانا) محمد اسماعیل جماعتی۔

## مولانا ضیاء اللہ

کا مطالعہ کیا آپ نے پروفیسر صاحب کی چند عبارات  
پر جو تبصرہ فرمایا ہے۔ وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ اعظم  
محمد و بن ولایت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ  
کے ساتھ صحیح معنی میں عقیدت و محبت رکھنے والا۔ اور  
ان کی تحقیق کی تعریف کرنے والا۔ کبھی بھی دہریوں،  
دیوبندیوں، رافضیوں اور دیگر بدعقیدہ حضرات کے پیچھے  
نماز پڑھتے اور ان سے دوستانہ مراسم رکھنے کا قطعاً  
قائل نہیں ہو سکتا۔ پروفیسر صاحب کا مشن جوانوں نے  
اپنی تحریروں میں بیان کیا ہے اعظم حضرت علیہ الرحمۃ اور  
شیخ الحدیث مولانا محمد مرد احمد علیہ الرحمۃ کے صحیحاً خلاف ہے۔  
(ابوالحاجہ محمد ضیاء اللہ قادری جامع مسجد علامہ عبدالحکیم سیالکوٹ)

## حیدر آباد

”دیوبندیوں کی جن کتابوں میں کفریہ  
عبارات موجود ہیں جن کی بنا پر ان  
کے مصنفین کو حرمین شریفین کے علماء نے کافر قرار  
دیا ہے۔ کوئی شخص جو ان عبارات کو صحیح سمجھے۔ یا  
ان کے مصنفین کے کفر میں شک کرے۔ وہ دائرہ  
اسلام سے خارج ہے۔ یوں ہی وہ افسوسناک کہ وہ  
بھی مرتد ہیں۔ بیشک اگر طاہر القادری نے بھی اہل  
دیوبند کی کفریہ عبارات کو پڑھا ہے اور پھر بھی دیدہ  
والستہ ان کو صحیح سمجھا۔ تو یہ شخص بھی حکم عام کے تحت  
اسلام سے خارج ہوا۔ اس پر تجدید اسلام اور توبہ  
فرض ہوئی۔“ (ابوالحاجہ مفتی احمد میاں برکاتی مہتمم د  
شیخ الحدیث دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد)

## مراڑیاں

”عورت کی دیت شرعاً مرد کی دیت  
سے آدھی ہے۔ یہی احادیث فقویہ  
مرفوعہ د علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور آثار صحابہ  
تابعین رضی اللہ عنہم اجماع سے ثابت اور اس پر صحابہ  
تابعین اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے۔  
سیدنا فاروق اعظم سیدنا علی مرتضیٰ۔ سیدنا عبدالقادر  
اور سیدنا زید بن ثابت وغیرہم رضی اللہ عنہم (جیسے  
اجلہ صحابہ و خلفاء) نے یہ مسئلہ صریحاً بیان فرمایا اور  
یاقینوں نے خاموشی سے اسے قبول کیا۔ اور رد نہ فرمایا  
لہذا عورت کی نصف دیت کا انکار دو وجہوں سے جو  
فسق و ضلال ہے انکار احادیث کی وجہ سے بھی۔ اور  
رد اجماع صحابہ کی وجہ سے بھی۔ والیہذا باللہ تعالیٰ  
اصولی اختلاف قبیحہ اور دہابہ مبینہ طور پر ضروری  
دین کے منکر ہیں۔ قطعیات و ضروریات دین کے اس  
انکار کی بنا پر علماء عرب عجم نے ان کے بکثرت عقائد کو کفر



قرار دیا ہے۔ لہذا ان خرق ضالہ کے اختلافات اہل سنت و جماعت کے ساتھ اصولی اور ایمان و کفر کے اختلافات ہیں۔ ان اختلافات کو فردی قرار دینا اور علیحدگی کا پرچار کرنا کم از کم جہالت و سفاہت یا ضلالت و مدہانت فی الدین ہے۔ (مولانا مفتی محمد اشرف القادری مراڑیاں شریف گجرات)

الجواب صحیح۔ صاحبزادہ محمد افضل مراڑیاں شریف راولپنڈی۔ عورت کی دیت کے مسئلہ میں پروفیسر طاہر القادری کا تقاب کرتے ہوئے حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو تحقیق فرمائی ہے اس سے فقیر کو اتفاق ہے (مولانا ابو الجیر سید حسین الدین راولپنڈی) پتہ دی گچیپ۔ الجواب صحیح (مولانا غلام مرتضیٰ درہ پیرو۔ قلع بنوں۔ اصحاب من اجاب۔ (مولانا) محمد عبدالمنان مستم جامعہ غوثیہ سلیمانہ۔ ساہیوال۔ جواب بالکل صحیح ہے۔ الفقیر محمد بشیر مدینہ مسجد۔ ساہیوال۔

گوچرہ منڈی۔ الجواب صحیح۔ مولانا ابد الوار محمد مرکزی جامع مسجد گوچرہ۔

جیدر آباد۔ مذکورہ جواب سے کلینہ متفق ہوں مفتی سید احمد قادری (مولانا) عبدالعزیز نقشبندی لاہور۔ الجواب صحیح۔ مفتی عزیز احمد قادری جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور۔

گوچرہ والا۔ الجواب صحیح (مولانا) محمد نواز مستم جامعہ نوریہ رضویہ۔ الجواب صحیح۔ حافظ محمد حمید اختر دارالعلوم سلطانہ رضویہ گلگٹر۔ بندہ جواب سے

متفق ہے (مولانا) محمد اکرم نقشبندی۔ عروج والا مشرکہ فتویٰ۔ جمعیت علماء دجوں کشمیر کے سر

مولانا ظہور احمد صدیقی کی زیر صدارت علماء کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر کہا گیا کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں عورت کی دیت لازم ہے اور اس پر ائمہ کرام کا کوئی اختلاف نہیں۔ اجلاس میں طاہر القادری سے کہا گیا کہ وہ خدا درمہٹ دھرمی کی پالیسی ترک کر کے علماء امت کی طرف رجوع کریں۔ اجلاس میں

• مولانا طالب حسین • مولانا محمد سعید احمد مجددی • مولانا اعجاز احمد جلالی • بشیر احمد قادری • قاری عبدالعزیز • مولانا نور احمد نقشبندی • صاحبزادہ اسد لورانی

• سردار بشارت حسین • علامہ لوری • قاری محمد اعظم • مولانا بشیر اختر • مولانا عبدالرزاق اور صاحبزادہ وقاص درانی نے شرکت کی۔ (پرنس نوٹ)

حضرت شیخ رفاعی کی تائید۔ (سابق وزیر

اوقاف کویت) کی پاکستان آد پر لاہور میں مفتی غلام سرور قادری سے ملاقات ہوئی۔ تو مفتی صاحب نے انہیں پچاس سے زائد مقبرہ دیت ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ شیخ رفاعی نے اس موقف کی بھرپور تائید کی اور فرمایا کہ "واقعی یہ مسئلہ اجماعی ہے جس میں اختلاف کی قطعاً گنجائش نہیں بلکہ اجماع کے خلاف سوچنا بھی گمراہی ہے" (بکوالر ضائع) مصطفیٰ جواد الاخری

شام۔ شام کے سابق وزیر انصاف ڈاکٹر مصطفیٰ زرقا

نے بتایا کہ احادیث میں یہ واضح ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے مقابلے میں نقص ہوگی۔ بعض علماء کے سوا تمام متعلقہ حکام اور فریقوں نے اسے قابل قبول قرار دیا ہے اور ڈاکٹر معروف دوانی اور اردن کے پروفیسر احمد زرقا نے اسے تائید کی ان کوششوں کو سراہا ہے (جنگ لاہور ۲-۱۰ اکتوبر ۱۹۸۶ء)



# فتویٰ علامہ غلام رسول رضوی شیخ الحدیث بہار رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

در الجواب وہو الموفق للصواب۔ قتل خطاء میں عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔ اس پر باری اُمت کا اجماع ہے۔ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے موقوف و مرفوع حدیث منقول ہے۔ جبکہ صحابی سی موقوف بھی رفع کے حکم میں ہوتی ہے۔ گنت و اجماع اور حضرت ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف محض قیاس سے علیحدہ موقف اختیار کرنا خرق اجماع ہے اور اسلام میں ایک نئے فرقہ کی بنیاد کے مترادف ہے۔ اور انتشار کی آب پاشی کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ صراطِ مستقیم کی ہدایت دے۔ حدیث شریف میں ہے۔ جو اُمت مسلمہ سے علیحدہ راستہ اختیار کرے وہ ناری ہے۔ ”مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ“ اگر اسی طرح سلف کی مخالفت ہوتی رہی تو بے شمار تناعات کھڑے ہو جائیں گے۔ واللہ البادی۔ غلام رسول رضوی جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

در الجواب صحیح و صواب واللہ تعالیٰ اعلم (مفتی) ابو سعید محمد امین دارالعلوم امینیہ رضویہ محلہ محمد پورہ فیصل آباد۔

ذالک کذا لک و اِنّی مُصدّقٌ لِذالک محمد ولی النبی (شیخ الحدیث جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد علیہ رحمۃ)۔  
 الجواب صحیح والمجیب مصیب۔ الفقیر ابو المعالی محمد معین الدین القادری رضوی جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد۔  
 ”سُنی ہونے کے لئے ہر اجماعی مسئلہ کا ماننا ضروری ہے۔ اجماع واجب العمل ہے قابل بحث نہیں“ (فقیر محمد احسان الحق فیصل آباد)۔  
**قاضی محمد عبدالرحمن** (الابھوی) ”بندہ کی رائے طاہر القادری صاحب کے بارے میں یہ قائم ہوئی ہے کہ وہ گم کردہ راہ ہیں۔ ایک طرف تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے مسلک کے علین مطابق اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف بریلویت سے ان کو وحشت ہوتی ہے۔ جو اعلیٰ حضرت کے مسلک کا عنوان سمجھا جاتا ہے۔ انہیں حق کو حق اور باطل کو باطل یقین کرنا چاہیئے جو مذہب اہل سنت کا خاصہ ہے۔“ (مولانا قاضی محمد عبدالرحمن مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور)۔

”پروفیسر طاہر القادری نے حضرت مفتی تقدس علی خاں (قدس سرہ) کو مولانا محمد عبدالکریم خانقاہ ڈوگرال سے۔ کے خط کے جواب میں جو پمفلٹ صفائی کے طور پر لکھا ہے۔

اس کا زیادہ حصہ بغور پڑھا ہے۔ جس میں تضاد بیانی ہے۔ اور عورت کی دیت کے بارے میں ان کا موقف اجماع اُمت کے خلاف ہے۔ پروفیسر صاحب سے بڑی توقعات وابستہ تھیں۔ مگر وہ بھی، پچھو ما دیگرے نیست کی مرض میں مبتلا ہو گیا۔“ (مولانا عبدالکریم خانقاہ ڈوگرال)۔

**علامہ محمد شریف ملتانی** ”بزرگان سلف کے متفقہ فیصلوں کے خلاف اگر کوئی شخص اپنی رائے (مسلک اہل سنت) کے خلاف اپنی نام نہاد تحقیق کو ترجیح دے اور صحیح سمجھے اور علماء اہل سنت کے فتاویٰ اور



## مولانا کوکب النورانی ابن مولانا محمد شفیع اوکاڑوی

پروفیسر صاحب نے امت میں پہلا فتنہ انتشار کے لئے یہ پیدا کیا کہ • عورت کی دیت کے مسئلے میں اجماع امت کے خلاف موقوف اختیار کیا جس کے لئے شریعت اسلامی کا فتویٰ یہ ہے کہ اجماع امت کے خلاف کہنے والا گمراہ ہے۔ کسی گمراہ کا خود کو مجتہد اور مجدد یا عظیم مفکر و مفسر لکھنا، کہلوانا وغیرہ سراسر ظلم ہے اور قرآن کہتا ہے کہ ظالموں کے لئے ہدایت نہیں ہے۔

• پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ ”وہابیہ اور دیوبند کے عقائد رکھنے والوں کی اقتداء میں بلا کراہت نماز جائز ہے اور حرمین میں (بالخصوص) احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ وہاں کے ائمہ (جو اپنے عقائد باطلہ کے لئے مشہور ہیں) کے پیچھے نماز ضرور پڑھی جائے اور میں پڑھتا ہوں۔“

• وہ فرماتے ہیں کہ دارِ حسی معمولی سی بھی ہو تو سنت پوری ہو جاتی ہے • وہ دیوبندی وہابی، مودودی، رافضی، خارجی وغیرہ سب کو درست جانتے ہیں • اور اپنے مہدفہ انڈیو میں فرماتے ہیں کہ میں کسی بھی فرقے پر تنقید نہیں کرتا یعنی حکم الہی وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ الخ پر عمل نہیں کرتا۔ اپنے اقوال پر اہل حق کی گرفت سے فرار کے لئے پروفیسر صاحب جھوٹ بولنے اور اپنے قول و فعل کے انکار میں ذرا دیر نہیں کرتے • امام اہل سنت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا کہ پروفیسر طاہر القادری اب سنی نہیں رہا اور یہ اس قدر فتنے برپا کرے گا کہ اس کی اصلیت سب پر کھل جائے گی • اکابر علماء حق کا یہی اعلان ہے کہ پروفیسر جھٹکا ہوا ہے۔ کیا ان خفایاں کے باوجود طاہر القادری کو صحیح العقیدہ سنی حنفی اور مجتہد و مفسر تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

فیصلوں سے انحراف کرے اور ائمہ سلف کے مقابلے میں اپنے اجتہاد کو فوقیت دے۔ اور اپنے آپ کو ان کا مقابل سمجھے۔ میرے نزدیک وہ گمراہ ہے اور مَنْ شَذَّ شَذَّ بِنِ النَّارِ کا مصداق ہے۔

پروفیسر جناب ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کی تقریر پر تحریر میں تضاد ہے۔ اور اہل سنت و جماعت کے فیصلوں سے انحراف کی بو آتی ہے اور ان کی گفتگو اور تحریر سے تکبر ٹپکتا ہے مولیٰ کریم انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

## مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحومؒ بلاشبہ عورت

مرد کی دیت کے مقابلے میں نصف ہے یہ کسی امام یا مجتہد کا قیاس یا اجتہاد نہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ چنانچہ ہدایہ شریف اور بیہقی شریف میں ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔ اسی کے مطابق امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔ (رد ہایہ) اس کی بنیاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت

عمر بن حزم کو لکھوائے گئے نامہ مبارک میں بھی ثابت ہے کہ عورت کی دیت مرد سے نصف ہوگی اور صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہوا اور فقہاء میں سے کسی فقیہ نے بھی اس کا انکار نہ کیا لہذا اجماع امت ہو گیا (ملاحظہ ہو بدائع الصنائع اور المنعنی وغیرہ) ہماری دونوں جہان کی سلامتی اسی میں ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو دل و جان سے تسلیم کریں۔



# مولانا محمد بشیر قادری رضوی کراچی

آپ نے بھی فتنہ طاہریہ کی حقیقت کے انکشاف کے لئے کتاب ”الفتنۃ المجدیدہ“ تحریر فرمائی ہے جس میں تفصیل کے ساتھ طاہر القادری کے نظریات باطلہ کی گرفت کی ہے۔ ایک جگہ فرمایا: ”ما جوبہا جانا چاہیئے کہ (طاہر القادری) جملہ علماء کو بے اعتبار بنا رہا ہے اجماع سنت کا حکم کھلا انکار کر رہا ہے۔ صلح کلیت کا پرچار کر رہا ہے۔ درہم و دینار اور اپنی تشبیہ کے لالچ میں آکر اپنا دین و دنیا برباد کر رہا ہے اور اسلام کا رنگ دے کر دوسروں کے عقائد بھی برباد کرنا چاہتا ہے۔“ علاوہ ازیں مولانا موصوف نے کتاب کے آخر میں طاہر القادری کو چیلنج منظرہ بھی کیا: ، کہ یا وہ سامنے آکر مناظرہ کرے اور یا اپنی خلاف اسلام و اہل سنت عبارات سے رجوع کرے۔ **نصدیق:** ”پروفیسر طاہر القادری فرقہ پرستی کا خاتمہ کرتے کرتے ایک اور فرقہ صلح کلیہ کو جنم دے کر اس کی سرپرستی کر رہے ہیں۔۔۔ اب فرقہ دیوبندیہ۔ دہلیہ فرقہ روافض وغیرہ کا مجموعہ فرقہ صلح کلیہ طاہریہ ہے۔ جو تمام باطل عقیدوں کا مجموعہ ہے۔ اور باطل کا مجموعہ بھی باطل ہوتا ہے۔“

(مولانا ابوالعلاء محمد عبداللہ قادری قصور شہر) دیگر نصدیقات: علاوہ ازیں کتاب کے آخر میں جو کمزرت علماء کی نصدیقات نقل کی گئی ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں: (مولانا مفتی وقار الدین دارالعلوم امجدیہ کراچی) (مولانا محمد ولد احمد دارالعلوم سادہ رضویہ کراچی) (مولانا محمد الباس قادری) (مولانا کوکب نورانی) (مولانا محمد علی قصوری وغیرہم۔

# پروفیسر اکٹر علا محمد مسعود احمد صاحب

(ایم۔ اے رگولڈ میڈلسٹ) پی۔ ایچ ڈی) ”جن مسائل پر جمہور علماء کا اتفاق ہو چکا ہے۔ ان پر از سر نو تحقیق کرنا اور زیر بحث لانا فتنے کو دعوت دینا ہے۔ اس طرز عمل سے سوئے انتشار کے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک اتحاد بین المسلمین کا تعلق ہے تو حقیقی اتحاد قدری ہم آہنگی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے مخالف الحیال جماعتوں کا اتحاد ایک نئے فرقے کو تو جنم دے سکتا ہے۔ یک جہتی پیدا نہیں کر سکتا۔ عالم اسلام کے حالات کے پیش نظر اب کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ سب مسلمانوں کو ان کے اسلاف کے حوالے سے سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے بین الاقوامی مسلک کی طرف دعوت دی جائے۔ اگر ایسی کوشش کی گئی تو یقیناً اس کے مفید اور مثبت نتائج برآمد ہونگے۔“ (احقر محمد مسعود احمد محطہ سندھ)

کتاب ”خطرہ کی گھنٹی“ کے بعض **سمندر کی بہ** مضامین پڑھے۔ بفضلہ تعالیٰ آپ نے بلا خوف و مہ لا سہ اظہار حق و ابطال باطل فرمایا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کی اس سعی مبارک کو قبول فرمائے۔ پروفیسر طاہر القادری کو بیباک کہ علمائے حق نے لکھا ہے کہ وہ ضال و مفیل متحد ہیں۔ جب تک توبہ نہ کرے صحیح العقیدہ اہل سنت نہیں۔ فقیر اس کی تائید کرتا ہے اور دعا گو ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدق سے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (مولانا محمد عبدالرشید غفرلہ، مدرسہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام سمندری)



# طاہر القادری اپنے اسٹاذ محترم کے فتویٰ کی روشنی میں

پروفیسر طاہر القادری جو داعی اتحاد اُمت و قاطع فرقہ واریت کے بہرہ پر میں شیعہ شنی جعفری و بابی اور دیوبندی بریلوی اختلافات کو فروغی قرار دے کر ان کے اتحاد کیلئے تمام مکاتب فکر کے علماء پر مشتمل "سپریم کونسل" قائم کر چکے ہیں۔ اور دیوبندی و بابی کے پیچھے نماز پڑھنے اور انہیں امام بنانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ ان کی اس روش و بد مذہبوں گستاخوں سے ایسے معاملات و تعلقات کے سلسلہ میں پروفیسر صاحب کے اسٹاذ محترم مولانا علامہ محمد عبدالرشید صاحب جھنگوی نے ایک بڑے اشتہار کی صورت میں بدیں الفاظ فتویٰ ارشاد فرمایا ہے کہ "ان (دیوبندیوں و بابیوں) سے ترک معاملات ہر صورت ضروری ہے۔ گستاخ رسول گستاخ صحابہ سے یقیناً بدتر ہے اور گستاخ صحابہ کے متعلق حدیث پاک موجود ہے۔ جسے غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے مد غنیۃ الطالبین میں نقل فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آخر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی۔ جو میرے اصحاب کی تنقیص شان کرے گی۔ خبردار۔ نہ ان کے ساتھ مل کر کھانا پینا۔ نہ ان کے ساتھ رشتہ داری کرنا۔ نہ ان کے ساتھ مل کر نماز میں پڑھنا۔ نہ ان کے جنازوں میں شریک ہونا۔ ایسی قوم پر لعنت کرنا جائز اور حلال ہے" (المحدث)

ایسے (گستاخ) لوگوں کے پیچھے نماز محض باطل۔ ان لوگوں سے میل جول حرام۔ بد مذہبوں مفسدوں اور موزیوں کو بشرط استطاعت مسجد سے روکا جائے۔ خصوصاً جماعت میں شامل نہ ہونے دیا جائے۔ بد مذہب بد عقیدہ کو مسجد کی کمیٹی میں شامل نہ کیا جائے (جیسا کہ انہیں منہاج القرآن کے ارکان میں شامل کیا جاتا ہے)۔ ان کی تمام عبادتیں مردود ہیں۔ ان کے ساتھ دوستی حرام۔ ان کے ساتھ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ان کے ساتھ شادی بیاہ حرام۔ ان کی تعظیم و توقیر کرنا حرام۔ ان کے مدرسوں، اداروں کی ہر قسم کی مدد کرنا حرام (جبکہ طاہر القادری نے اس سے بھی بڑھ کر اپنا اور میں دیوبندی مکتب فکر کے ایک ادارہ کا سنگ بنیاد رکھا)۔ ان کے ساتھ کھانا پینا، میل جول۔ ان کی دعوت کرنا اور ان کی دعوت میں جانا۔ ان کو اپنی کسی تقریب میں شریک کرنا اور ان کی کسی تقریب میں شریک ہونا۔ ان سے کسی قسم کا کوئی اسلامی تعلق باقی رکھنا قائم کرنا سب ناجائز اور سخت گناہ ہے۔ ان کی اپنی معلومات و مقدرات کے بقدر علی الاعلان بلا رعایت تردید کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اگر کسی مسلمان نے دل میں بھی ان کو کافر مرتد اخبث الناس نہ سمجھا تو اس کے پاس رائی کے دانہ برابر بھی ایمان نہیں پایا۔ ان مرتدوں پر نیز اس عالم پر بھی جو اپنی معلومات و مقدرات کے بقدر قصداً بلا عذر شرعی



ان کی تردید عام فہم نہ کرے۔ خدا کی لعنت فرشتوں کی لعنت تمام جہان کے لوگوں کی لعنت۔ ان کی تمام عبادتیں فرضی و نفلی مردود“ (مطبوعہ فتویٰ از اشتہار) انہی اسناد محترم کا یہ فتویٰ ہے۔ جن کا ذکر کتاب ”نابغہ عصر“ میں نابغہ عصر بننے کیلئے پروفیسر نے بڑے اہتمام سے کیا ہے۔ لیکن جب ان کے فتویٰ پر عمل کا وقت آتا ہے۔ تو پروفیسر صاحب مقابلہ میں آتے۔ دامن کھسکاتے اور کئی کڑاٹے ہیں۔ اور دیدہ دلیری سے سینہ زوری کے ساتھ فتویٰ کی ہر شق کی نافرمانی کرتے ہیں اور ذرا بھی وفاداری کا احساس نہیں رکھتے۔

## فتویٰ بابت روافض

”رافضیوں کے متعلق اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں سے مجھے چُن لیا اور میری صحبت کے لئے میرے صحابہ کو چُن لیا۔ آخر زمانہ میں ایسی قوم آئے گی جو ان کی تنقیصِ شان کرے گی۔ خبردار ان کے ساتھ مت کھاؤ اور مت پیو اور ان کے ساتھ رشتہ داری مت کرو اور ان کے ساتھ مل کر نماز مت پڑھو اور ان کی نماز جنازہ مت پڑھو ان پر لعنت کرنا حلال ہو چکا ہے (غنیۃ الطالبین) قرآن پاک کے وہ منکر ہیں۔ حضور کے صحابہ کرام کو وہ مسلمان نہیں سمجھتے۔ ازواج مطہرات پر وہ الزام لگاتے ہیں۔ اس واسطے فتاویٰ عالمگیری میں جو پانچ سو علماء کرام کی سعی بلیغ سے مرتب ہوا ہے۔ اس کے بابِ ابغاء میں ہے کہ رافضی قوم ملتِ اسلامیہ سے خارج ہے اور ان کے احکام مرتدوں جیسے ہیں۔“

• جس شخص نے تیرائی کو اپنی لڑکی کا رشتہ دیا ہے وہ عداً زنا کو حلال سمجھ کر اپنی بیٹی سے بدکاری کروا رہا ہے۔ ایسے شخص کو مؤذن مقرر کرنا شرعاً حرام ہے اور امام مسجد اسی سے اذان کہلانے پر مصر ہے۔ وہ بھی اسی زمرہ سے ہے۔ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”جو شخص یہود اور نصاریٰ (اور بدعتیہ لوگوں) سے دوستی اور موالاة رکھے وہ یقیناً انہی میں سے ہے“ اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا“ (آیہ رکوع)

(مولانا) محمد عبدالرشید رضوی عفرلہ جہتم صدر مدرس دارالعلوم شیخ الاسلام ضویہ سیٹلائٹ ٹاؤن

جھنگ صدر۔ المرقوم ۱۲ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۹۸۸ء

پروفیسر صاحب کے عورت کی پوری دیت کے موقف کے رد میں نصف دیت کا مسئلہ ہے کہ ”عورت کی دیت نصف ہونے پر تمام سلف و خلف

کا اتفاق ہے۔ آج اس طے شدہ مسئلہ کو چھیڑ کر ملت میں انتشار و افراق کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ دورِ حاضر کے کسی عالم کی تحقیق کو مجتہدین علی الاطلاق کی تحقیق کے مقابل لانا ان کے تجربہ علمی کے انکار کے مترادف ہے“ (مکتوب گرامی مولانا علامہ محمد عبدالرشید صاحب جھنگوی)



# مفتی غلام سرور قادری بنام پروفیسر طاہر القادری

کی تحریفات کا انکشاف کرتے ہوئے ان کی اس ہولناک غلطی و گمراہی کا بھی تفصیلی رد فرمایا ہے۔ جس کے مطابق پروفیسر نے معاذ اللہ۔

استغفر اللہ۔ خدا تعالیٰ پر لفظ اجیر (مزدور) کا اطلاق کر کے اپنی بدترین جہالت و گمراہی کو آشکار کیا ہے۔ مفتی صاحب :- کا کہنا ہے کہ جو شخص فقہاء کرام و ائمہ دین اور سلف صالحین کا دامن چھوڑ کر بزعیم خویش اجتہاد کا دعویدار ہو اس کا انجام اسی طرح ٹھوکر پی کھانا اور پے در پے گمراہیوں میں مستغرق ہونا ہے۔

جس طرح ”کنز الایمان“ ترجمہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے دیوبندی و بابی تراجم کے ساتھ تقابلی جائزہ پر مشتمل کئی کتابیں چھپ چکی ہیں اسی طرح مفتی صاحب نے کمال مہارت و نفاست کے ساتھ ”کنز الایمان“ اور نام نہاد تفسیر منہاج القرآن کا تقابلی جائزہ پیش کر کے ”کنز الایمان“ کی علمی و فنی برتری اور پروفیسری ترجمہ و تفسیر کی خرابی و غلط کاری کو نمایاں کر دیا ہے۔ الفضل الموبی، علامت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی عظیم تصنیف ہے جسے مفتی صاحب نے مع حاشیہ شائع کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی یہ کتاب جس طرح غیر مقلدین کی رد میں ہے۔ بینہ اعلیٰ حضرت کے قلم سے اس میں منکر جماع و فقہ پروفیسر طاہر القادری کا بھی رد ہے اس لئے کہ پروفیسر صاحب صرف غیر مقلد بابیوں کی پیروی کر رہے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی ورتدم آگے بڑھ گئے ہیں۔

اجماع امت کے مقابلہ میں پروفیسر صاحب نے جب عورت کی پوری دیت کا شوشہ چھوڑا تھا۔ تو اس وقت علامہ مفتی غلام سرور صاحب قادری لاہور نے پروفیسر کو مناظرہ کا چیلنج دیا تھا۔ جسے قبول کرنے اور مفتی صاحب کے سامنے آنے کی پروفیسر صاحب کو جرأت نہ ہو سکی۔ پروفیسر صاحب کا دعویٰ تھا کہ نصف دیت پر ایک بھی صحیح حدیث نہیں جبکہ مفتی صاحب نے اس مسئلہ پر درجنوں احادیث مبارکہ جمع فرمائی تھیں۔ علاوہ ازیں :- مفتی صاحب نے پروفیسر صاحب کے ہمنوا اہل علم حضرات پر اتمام حجت کے لئے ایک خوبصورت محققانہ کتاب دو جلدوں میں بعنوان ”پروفیسر طاہر القادری کا علمی و تحقیقی جائزہ“ شائع کی ہے جس میں پروفیسر صاحب کا مکمل علمی و تحقیقی محاسبہ و مواخذہ کیا گیا ہے۔ اور ان کی جہالت و خیانت اور قرآن و حدیث میں پے در پے تحریفات کی تفصیل کے ساتھ پوری فہرست شائع کر کے علمی و واقعاتی طور پر ثابت کیا ہے کہ بزعیم خویش مفکر اسلام و مفسر قرآن عربی زبان و عربی گرامر سے جس قدر جاہل ہے اسی قدر قرآن و حدیث میں تحریف و خیانت کا ماہر اور گمراہ ہے۔ کتاب ہذا نہ صرف تمام اہل علم بلکہ خود پروفیسر صاحب کے لئے ایک بہترین علمی و تحقیقی ذخیرہ اور دعوتِ فکر ہے۔

اللہ اجیر :- مفتی صاحب نے پروفیسر صاحب



حضرت خواجہ حمید الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف کے اُستادِ محترم

# استاذُ العلماء علامہ عطاء محمد بنیدالوی کی تصدیق و فتویٰ

مہتمم مرکزی دارالعلوم

علامہ محمود احمد ضوی حزب الاخلاف

نے فرمایا ہے "مستدات کو میراث بھی نصف ملتی ہے اور دیت کا معاملہ بھی اسی طرح ہے جب نصف میراث پر اعتراض نہیں تو نصف دیت پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے۔" اصل قانون یہی ہے جو کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔ اور سب مکاتب فکر کے علماء اس بات پر متفق ہیں۔" پروفیسر طاہر القادری نے قصاص دیت کے مسئلہ میں اجماع امت سے جو الگ نئے اختیار کی ہے اس سے جمہور علماء نے اختلاف کیا ہے اور اختلاف درست ہے۔ لیکن دو مسائل میں ان کو جمہور کے خلاف جانے پر میرے لئے یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ آئندہ وہ کیا نکل کھلائیں گے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ ویسے بھی مروجہ سیاست جو ہے اس میں بڑی لچک ہے اور فکرِ عمل میں تشدد کا ہونا اہل سیاست کے نزدیک کوئی بری بات نہیں ہے۔

مولانا جید آباد جو مسئلہ منشی بہ ہوا اور اس

عبد اللطیف پر اجماع امت بھی ہوا اسی کو اختیار کرنا راد سلامتی ہے۔ جیسا کہ عورت کی نصف دیت کے مسئلہ پر علامہ کاظمی صاحب مرحوم اور دیگر اہل بریں امت کا موقف ہے۔ (مولانا) محمد عبد اللطیف ایم اے جامع سبر ٹیٹ آباد۔ جید آباد۔

"اما بعد طاہر القادری صاحب نے عورت کی پوری دیت سے صرف اجماع صحابہ اور اجماع امت کا ہی انکار نہیں کیا۔ بلکہ اس اجماع کی تحقیر کا ارتکاب کیا ہے۔ جو کہ صرف گمراہی ہی نہیں بلکہ ایسے آدمی کے ایمان کو خطرہ لاحق ہے۔۔۔ لہذا قادری صاحب کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ اس انکار سے توبہ کریں کیونکہ معلوم نہیں کس وقت موت آجائے اور قادری صاحب کے مداحوں اور معاونین پر لازم ہے کہ وہ اپنے رویہ پر نظر ثانی کر لیں۔ اور انکارِ اجماع کی معاونت سے باز رہیں۔"

حریہ الفقیر (مولانا) عطاء محمد حسینی بنیدالوی مدرسِ بلکھی شریف بھکھی شریف: بحوالہ صحیح والہ تعالیٰ دُرسولہ الکرم اعلم (مولانا) سید محمد مظہر قیوم شاہ خادمِ دربارِ عالیہ بھکھی شریف۔

کیرنوالہ: "جناب علامہ عطاء محمد اور دیگر علماء نے دیت کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے۔ میں صواب اور شریعت کے مطابق ہے۔ طاہر القادری سرسُر غلطی پر ہے اور گمراہی پھیلا رہا ہے۔ مولیٰ کریم اس کو ہدایت دے۔"

السید محمد یعقوب شاہ فاضل بریلی شریف کیرنوالہ سیدانِ صلح گجرات "حضرت علامہ عطاء محمد صاحب۔ اور حضرت سید محمد یعقوب شاہ صاحب آف کیرنوالہ شریف نے جو کچھ لکھا ہے۔ یہی درست ہے۔ طاہر القادری کا فیصلہ غلط ہے۔"

سید محمد شعیب (کیرنوالہ) خطیب جامع مسجد شیربانی گوہر نوالہ صاحبزادہ حامد سعید کاظمی نے فرمایا کہ غزالی دروازہ علامہ احمد سعید کاظمی بہت پیٹے طاہر القادری کو گمراہ قرار دے چکے ہیں اسلئے ہم پر انہی کسی سیاسی غیر سیاسی تقابلی کا کچھ اثر نہیں۔ (اندازے اجازت لائے) جون ۱۹۹۹ء



## مولانا حافظ محمد حنیف فیصل آباد

”پروفیسر طاہر القادری صاحب علم اصول فقہ سے ناواقف ہیں۔ اور علم اصول فقہ کے مسائل سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ اسی لئے اہل سنت کے سوا سارے مذاہب والے علم اصول فقہ سے ناواقف ہیں۔ جبھی تو ہر مسئلہ میں نہ سمجھنے کی وجہ سے اختلاف کرتے ہیں۔“

پروفیسر صاحب کا عورت کی دیت مرد کی دیت کے برابر قرار دینے کا دعویٰ بھی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ فقہ اور حدیث سے مرفوعاً ثابت ہے۔ کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔“

## مولانا محمد شفیع

پروفیسر محمد طاہر القادری نے ہم شرع کی ہے وہ مسلک اہل سنت کے لئے زہر قاتل ہے اور پروفیسر کے معتقدین حضرات کا انہیں وقت کا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ قرار دینا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد ملت کی سردار کشی کی گھناؤنی سازش ہے۔ کہاں وہ مجدد ملت آفتاب علوم ظاہرہ و باطنہ کہ جن کا ہر فرمان و عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سنت تازہ کر دے جو زندگی بھر نئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنے اور تحریر فرمانے کے ساتھ ساتھ گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف برسرِ پیکار رہے اور کہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے علم بردار حکام کے کاسہ لبس اور مراعات حاصل کرنے والے چہ نسبت خاک را عالم پاک سے اہل نظر فرق کر دے عشق و ہوس میں سگریٹ کا دھواں اور ہے آہوں کا دھواں اور

حقیقت تو یہ ہے کہ جس راہ پر پروفیسر مذکور گامزن ہے وہ اہل سنت اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے سراسر منافی ہے۔ ایسا شخص علما اہل سنت اور تعلیمات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روشنی میں اقتداء کے لائق نہیں۔ اہل سنت ایسے شخص کو نہ اپنی نمازوں میں امام مقرر کریں اور نہ ہی اس کی مجالس کی رونق بنیں۔ (فقیر محمد شفیع ڈسک)

## مولانا قاری غلام رسول صاحب فیصل آباد

(ابن مولانا حافظ محمد حنیف صاحب)

”پروفیسر طاہر القادری صاحب گونا گوں صفات کے حامل ہیں۔ پچھلے چند سالوں سے تو محترم موصوف نے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے ہیں۔ خاص کر اس ”اتفاقی“ دور میں تو جو قرآن فہمی محترم موصوف کو نصیب ہوئی وہ کسی اور کو نہ مل سکی (خدا کرے کسی کو نہ ملے)۔ آپ ذرا قرآن فہمی کا انداز ملاحظہ فرمائیے۔ پروفیسر صاحب کا ایک خط جو انہوں نے حضرت علامہ مولانا تقدس علی خاں صاحب مرحوم کے جواب میں لکھا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ”میری طرف غلط طور پر منسوب بعض اخبارات و رسائل کے بیانات کی بنا پر کئی اور لوگوں نے مختلف رسائل اور اخبارات میں جو کچھ لکھا ہے۔ میں نے نہ صرف یہ کہ ان کا جواب دینا بھی مناسب نہ سمجھا بلکہ اس طرف توجہ کرنا بھی وقت کا ضیاع تصور کرتے ہوئے ان کے ساتھ قالوا سلماً کا طریقہ اپنایا ہے۔“

جاہلون:- اس قالوا سلماً میں کون کون داخل



# ہم تو صادق و سُر کا ہے محکم دین

طاہر القادری کی کہانی۔ اُسکی زبانِ حال کی زبانی  
 سہ علم کا رعب جھپٹا تو بُرا مان گئے  
 ہے بجا "نابغہ عصر" جو کہتے ہیں مجھے  
 قادریت کے بارے میں حسین لگتا تھا  
 قادری ہوں، امرا سدک سے مگر مودودی  
 بام "منہاج" میں ڈالی تھی شرابِ اچھرہ  
 میں فقیہانِ زمانہ کو سمجھتا ہوں حریف  
 مجھ کو تسلیم ہے مسلکِ مرا آزادِ ردی  
 ملت و ملک کو فرقوں سے بچانے کیلئے  
 حکمِ الہام میں ہوتا ہے جو کرنا ہوں وہی  
 نام بردیں کے سیاست کی دکان چمکانی  
 مرا وعدہ تھا سیاست میں نہیں آؤں گا  
 اب یہ وعدہ ہے حکومت میں نہ لوں گا وعدہ  
 جن بزرگوں کی عقیدت کا میں دم بھرتا تھا  
 جن کے کندھوں پہ کھڑا ہو کے ہوا تھا اونچا  
 ہم تو صادق و سُر کا ہے محکم دین بھی

یعنی احساساتِ طاہر القادری اشعار کے لباس میں  
 مجتہدِ خود کو بتایا تو بُرا مان گئے  
 عبقری رنگ دکھایا تو بُرا مان گئے  
 روپ جب اصل دکھایا تو بُرا مان گئے  
 نکل کر جب سامنے آیا تو بُرا مان گئے  
 جب لشکر اس نے دکھایا تو بُرا مان گئے  
 اجتہاد اپنا دکھایا تو بُرا مان گئے  
 دوست "مرتد" کو بنایا تو بُرا مان گئے  
 ہمک نیا فرقہ بنایا تو بُرا مان گئے  
 خواب جب کوئی سنایا تو بُرا مان گئے  
 دامِ تزویر بچھایا تو بُرا مان گئے  
 جب نہ وعدہ یہ بنھایا تو بُرا مان گئے  
 علتِ قراں پہ اٹھایا تو بُرا مان گئے  
 ہاتھ اب ان سے چھڑایا تو بُرا مان گئے  
 اب انہیں نیچا دکھایا تو بُرا مان گئے  
 راز یہ ان کو بتلایا تو بُرا مان گئے

مسلمان کی قیادت کر رہے ہیں  
 اسی در سے بغاوت کر رہے ہیں  
 وہ دعوائے صحافت کر رہے ہیں  
 شیاطین کی ضیافت کر رہے ہیں  
 عجاں زور خطابت کر رہے ہیں  
 الگ اپنی جماعت کر رہے ہیں  
 بزرگوں کی اہانت کر رہے ہیں

عجب ہے بے نیاز دین و ملت  
 مستم ہے جس کے ٹکڑوں پر پلے ہیں  
 سلیقہ بھی نہیں جن کو زماں کا  
 نہک خوارانِ سلطانِ دوعالم  
 سر ایلئے جہالت بھی شب و روز  
 ہے جن کی متحد ہونے کی کوشش  
 نسیم یہ مدعی دین و ایمان

بزرگوں کی  
 اہانت  
 کر رہے ہیں  
 (از قلم مولانا محمد رفیع بستیوی)



ہیں۔ ذرا ان ”جاہلون“ پر (معاذ اللہ) بھی نظر ڈالتے جائیے۔ غزالیؒ دورانِ علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (مسئلہ قصاص و دیت) علامہ عطاء محمد بندہ یا موسیٰ مدظلہ۔ مولانا تقدس علی خاں مفتی محمد حسین صاحب نجفی۔ مفتی عبدالقیوم صاحب بزاروی۔ مولانا محمد الیاس صاحب قادری۔ مناظرِ سلام مولانا حافظ محمد احسان الحق صاحب قادری۔ مفتی غلام سرور صاحب قادری (جنہوں نے مسئلہ دیت وغیرہ میں پروفیسر صاحب کے خلاف فتویٰ شرعی صادر فرمایا ہے)۔ غالباً پاکستان میں اہل سنت و جماعت کے جتنے بھی علماء ہیں وہ تقریباً انہی مندرجہ بالا شخصیات کے شاگرد ہیں۔ اس لئے ہم نے انہی کے اسماء گرامی لکھے ہیں۔ جبکہ جانشین اعلیٰ حضرت حضرت مفتی اختر رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہ جسی چونکہ ”بالغہ عشر“ کی شان میں فتویٰ لکھ چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ بھلا اس پیارے خطاب سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

مولانا دارمیؒ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک بکری مکان کی چھت پر کھڑی تھی نیچے سے شیر گزرا وہ بکری شیر کو گالیاں بکنے لگی۔ شیر نے ادھر چھت کی طرف دیکھ کر کہا ذرا چھت سے نیچے آکر گالیاں دو تو پھر دیکھوں۔ محترم پروفیسر صاحب ذرا سرکاری اور مذاقاً ”چھت سے نیچے آکر کڑا سراہ احمد کی سطح پر کھڑے ہو کر دیکھیں۔“

سوال است بر طاہر

۱) آپ فرقہ پرستی کے خلاف ہیں۔ آپ نے لندن میں فرمایا۔ دیوبندیت، بریلویت کی لعنت یہاں پہنچ گئی ہے۔ نیز بریلویت، دیوبندیت، اہل حدیث

شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔ دیگر میں فرقہ واریت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ سوالیٰ پیدا ہوتا ہے کہ کیا آپ کسی نئے فرقے کی بنیاد ڈال رہے ہیں۔ کیونکہ کسی فرقہ میں نہ ہونا خود ایک فرقہ ہے۔

(۲) کیا حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اہل سنت و جماعت نہ تھے۔ کیا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنے سنی ہونے پر فخر نہیں فرماتے تھے؟ کیا حضرت پیر سیدنا طاہر علاؤ الدین گیلانی اہل سنت و جماعت نہیں؟ جبکہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی شیعہ تھے۔ نیز یہ کہ اسماعیلی، بوہرہ اور قادیانی بھی خود کو اسلامی فرقے ہی میں تصور کرتے ہیں۔

(۳) جناب پروفیسر صاحب کیا آپ تقلید کے قائل ہیں؟ اگر مقلد ہیں تو ائمہ اربعہ میں سے کس کے مقلد ہیں؟ نیز اگر مقلد ہیں تو اجتہاد کا دعویٰ کیا؟ اگر مقلد نہیں تو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور پیر سید صاحب قبلہ مقلد ہیں لہذا ایک غیر مقلد کی ایک مقلد سے بیعت کا کیا معنی؟

(۴) حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”وَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتَّى أَصْرْتُ قَطْبًا أُنْتِ عِلْمُ بَادٍ جُودِ انْهَوْنِ اجْتِهَادُ كَيْوَنُ نَهْ فَرَايَا۔ جبکہ بصیرت و بصارت کے مخزن تھے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ کا علم غوث اعظم کے علم سے زیادہ ہے؟

(۵) آپ تو ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کفر سمجھتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جن عبارات کو کفریہ قرار دیا ہے۔ آپ ان کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟

(ماہنامہ انیس اہلسنت فیصل آباد ستمبر ۱۹۸۸ء)



**آزاد کشمیر:-** کتاب ”خطرہ کی گھنٹی“ میں بعض انکشافات احوالات اور

پروفیسر طاہر القادری کی فکری آزادی کے بارے میں بڑھ کر انتہائی دکھ ہوا۔ ان سے مسلکی خدشات کی بڑی توقعات وابستہ تھیں مگر بعض اجماعی مسائل سے انحراف اور اسلاف کرام کی روایات سے اعراض کا معلوم کر کے ساری امیدوں پر پانی پھر گیا۔ احقر نے جناب پروفیسر صاحب کو بھی خط لکھا ہوا ہے جس کا ہنوز جواب نہیں ملا۔ (صحیح جواب ملے گا بھی نہیں)

(مولانا محمد بشیر مصطفوی عفا اللہ عنہ ہستم دارالعلوم محمدیہ نظامیہ میرپور۔)

**کھر کا شریف:-** رہندہ پہلے تو پروفیسر صاحب کی بہت تعریف کیا کرتا

تھا۔ کیسٹ شدہ تقاریر سماعت کیا کرتا تھا۔ گویا کہ پروفیسر صاحب کا بڑا معتقد تھا۔ لیکن جس وقت مجھے دیت کے مسئلہ کی خبر پہنچی کہ پروفیسر نے اجماع صحابہ و خلفاء و ائمہ اربعہ کی مخالفت کی تو اس کی وجہ سے جو محبت و الفت میرے دل میں تھی وہ اس طرح نکل گئی کہ جس طرح مکھی وغیرہ کو درد دھ سے نکالا جاتا ہے۔ یہ کہ جو شخص اجماع صحابہ و ائمہ اربعہ کی

مخالفت کرے وہ گمراہ اور بدعتی ہے۔ علاوہ انہی جب میں نے پروفیسر کی یہ بات سنی کہ میری محفل میں تمام لوگ آسکتے ہیں ائمہ دین و شیعہ وغیرہ اور میں ان کی دعوتوں میں جاسکتا ہوں تو اس سے بھی دل ان سے متنفر ہو گیا۔ اس لیے کہ رب تعالیٰ اور اس کے حبیب و درجہاں کے حبیب نے بغیر مذہب کی مجلس میں جلنے سے سخت ممانعت فرمائی ہے۔ جو قرآن اور احادیث

وغیرہ میں واضح ہے۔ (صاحبزادہ سید علی عابد شاہ بخاری کھر کا شریف ضلع گجرات)

**مولانا عبد الستار نیازی:-** جمیعت علماء

پاکستان کے ایک اجلاس کے دوران • اکابرین جمیعت کے مابین پروفیسر طاہر القادری کے خیالات و افکار پر گفتگو ہوئی ارکان نے اس تاثر کا اظہار کیا کہ پروفیسر طاہر القادری کے خیالات و افکار ارکان کے بقول مسلک اہل سنت سے مطابقت نہیں رکھتے • مولانا عبد الستار خاں نیازی

نے کہا کہ وہ پروفیسر طاہر القادری کی کتابیں دیکھنے کے بعد ان کے خیالات سے باخبر ہو گئے ہیں لہذا وہ آئندہ ادارہ منہاج القرآن کے شیخ پر قطعاً نہیں جائیں گے۔

• جمیعت کے اس اجلاس میں مولانا شاہ احمد نورانی۔ مولانا عبد الستار خاں نیازی اور پیر برکات احمد مہمان خصوصی تھے • (جنگ لاہور ۲۳ ستمبر ۱۹۸۷ء) **اجماع:** طاہر القادری وغیرہ منکرین اجماع کے نظریہ کے رد میں لکھا ہے کہ ”صحابہ کرام تابعین تبع تابعین اور اولیاد و علماء امت کی اتباع....“

توسل منہاج خلافت ہے • ہر مسئلہ میں اجماع امت اور فقہاء امت کے اجماعی فیصلے کی بغیر مشروط اطاعت

• اتحاد بین المسلمین کا یہ مطلب نہیں کہ اجماع ماضیہ کی گرفت کو بھی ڈھبلا کر دیا جائے بلکہ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ماضی کے اجماع کی روشنی میں آئندہ کے اجماع و اجتہاد کو ختم کیا جائے • قرآن پاک سورۃ نساء آیت ۵۹ میں ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَمِعُوْا لِقَآءِ رَبِّکُمْ فِیْ ہٰذَا یَوْمِکُمْ دِیْنَ فِیْہِ اَفْرَاقٌ وَّ اَنْتُمْ اَنْتُمْ اَفْرَاقٌ“

(کتاب اتحاد بین المسلمین ص ۷۷-۷۸)



# تقدیر ضویت حضرت مولانا مفتی تقدس علی خاں صاحب بریلوی (علیہ الرحمۃ)

دے رہے ہیں اور دوسری جگہ ان کو علی التحقیق  
مسلمان بھی تصور کر رہے ہیں۔

اپنے پروفیسر صاحب سے اپنے ایک خط میں جواب طلبی  
کی تھی اور پروفیسر صاحب نے اس کا مفصل جواب  
شائع کر کے اپنی صفائی پیش کرنے کی کوشش کی تھی  
مگر حضرت مفتی صاحب نے اپنے انتقال سے کچھ عرصہ  
قبل پروفیسر صاحب کے جواب کو مسترد کرتے ہوئے اس  
پر عدم اطمینان کا اظہار کیا اور پروفیسر صاحب کا جواب  
الجواب لکھ کر پروفیسر صاحب کو لا جواب کر کے دنیا سے  
رفعت ہوئے۔ آپ کا وہ تاریخی جواب الجواب  
درج ذیل ہے۔

”پروفیسر طاہر القادری صاحب! السلام علیکم!  
آپ کا تفصیلی خط مجھے ایسے وقت ملا جب میں حرمین  
طیبین اور بغداد شریف کی غامضی کے لئے پابرجا  
تھا وہاں سے تقریباً ایک ماہ بعد واپس آیا تو آپ  
کے جواب کی روشنی میں دوبارہ خط لکھنا مناسب  
سمجھا کیونکہ آپ کے اس جواب سے تو متعلقین کے  
خدشات اور پختہ ہو رہے ہیں۔ جہاں تک تنقید  
کی بات ہے اگر اس میں حقیقت ہو تو اسے مان  
لینا چاہیے۔ یہ وسیع النظری اور پختہ عمل کی علامت  
ہے۔ صرف ایسی ہی بات پر اثر جلنے سے تو فرقوں  
نے جنم لیا ہے۔

دوسری نگی: آپ کی ذہانت اور مقید بیت کی  
بڑی خوشی ہوئی اگر اکابرین امت سے آپ کے  
خیالات نہ حکم کرتے اس خط میں آپ ایک مقام  
پر گستاخانہ رسوں کے متعلق کفر و ارتداد کا فتویٰ

آپ ذرا وضاحت کریں کہ آپ کے نزدیک  
کون لوگ گستاخ رسول ہیں اور ان مکاتبات فکر  
کی بھی نشان دہی کریں جو آپ کے نزدیک علی التحقیق  
مسلمان ہیں اور کیا مندرجہ ذیل عبارتیں گستاخی ہیں کہ نہیں؟  
مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویت الایمان  
عبارات: میں لکھا کہ ”جب ہر قوم کا چودہری

اور گاؤں کا زمیندار، سو ان معنوں کہ ہر پتھر اپنی  
امت کا سردار ہے یعنی انسان آپس میں سب بھائی  
ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی اور کمزور لکھا کہ ہر  
مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کے شان کے آگے  
چھارے سے بھی زیادہ ذلیل ہے“ مولوی قاسم نانوتوی  
”تحدیر الناس“ میں لکھتے ہیں: ”اگر بالفرض بعد زمانہ  
نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں  
کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور  
زمین یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا  
جائے“ مولوی خلیل احمد نے ”براہین قاطعہ“ میں لکھا ہے  
کہ ”الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت  
کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص  
قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت  
کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟“  
مولوی اشرف علی نے ”حفظ الایمان“ میں لکھا کہ اگر  
بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی

کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر مہمی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی مرتبہ کتاب ”صراطِ مستقیم“ میں لکھا ہے کہ نماز میں پیر اور اس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جناب رسالت مآب ہوں کتنے ہی درجوں اپنے پیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جلنے سے بدتر ہے۔

(ترجمہ فارسی) اسی طرح قرآن پاک کو نامکمل کہنا جبرائیل امین کو غلطی کا مرتکب بتانا۔ خلیفہ اول کی خلافت کو غلط تصور کرنا۔ صحابہ کرام خصوصاً شیخین پر سب و شتم کرنا گستاخی ہے کہ نہیں؟ آپ جس اختلاف کو فروعی اور معمولی سمجھ رہے ہیں ذرا

اس کی نوعیت اور سنگینی کو دیکھیں جو بات کفر و ارتداد تک پہنچائے وہ معمولی نہیں ہو سکتی۔ آپ نے غلط فہمی پیدا کرنے والی عبارت کو اس کتاب سے نکلوانے کا

وعدہ کیا اور ہم بھی یہی چاہتے ہیں مگر رسالہ ”وید و شنید“ کے غیر ذمہ دار صحافیوں پر آپ نے کیا قدم اٹھایا اور ان کے متعلق کونسی قانونی چارہ

جوئی کی صرف مرکز پر رسالہ فروخت نہ کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اخبارات اور رسائل میں آپ کے انٹرویوز اور تقاریر اگر کبھی غلط رنگ سے

چھپ جائیں تو فوری طور اس کے متعلق ترمیمی بیان دیا کہیں اسی طرح ناکردہ گناہ اور عوام و خواص کی غلط فہمی خود بخود ختم ہو جائے گی۔

فرقہ واریت :- آپ نے لکھا ہے کہ آپ کا کسی فرقہ سے تعلق نہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

بڑے فرقہ سے تو اللہ جل شانہ آپ کو بچائے کیا اچھے فرقے سے بھی آپ کو نفرت ہے؟ واضح ہو کہ امت میں فرقہ بندی موجود ہے۔ ارشادِ گرامی ہے کہ: ”تفترق الامم علی ثلاث و سبعین ملة“ کلمہ فی الناس الاملة واحدة کسی موجود کا

انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسا دن کے وقت سورج

کا انکار کرنا اور جس فرقہ بندی سے امت کی تباہی

اور بعض فرقوں کی تکفیر تک نوبت آئی یہ ساری

دنیا میں اور ہمارے پاکستان اور ہندوستان میں

متعارفہ فرقہ بندی ہے لیکن بعض باتیں ایسی بھی

ہوئی ہیں جن میں اختلاف کا ہونا نہ افتراق امت

کا سبب بنانا اس کی وجہ سے فساد ہوا اور نہ ہی

مسلمان اس کو فرقہ بندی شمار کرتے ہیں اور یہ

اختلاف، اختلاف امتی رحمتہ کا مظہر ہے آپ

نے بھی اپنی کتاب میں ایسی گروہ بندی کو مستحسن قرار دیا

ہے اور یہ وجہ لکھی ہے کہ ایسے اختلافات کی وجہ سے

زیادہ تحقیق کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ سمجھئے کہ

اس کی مثال شریعت میں حنفیت، شافعیت، مالکیت

اور حنبلیت ہے اور طریقت میں قادریت، چشتیت

نقشبندیت اور سہروردیت ہے یہ فروعی اختلافات

کہلاتے ہیں ان کی وجہ سے نہ کہیں فساد ہوتا

ہے نہ کوئی ایک دوسرے کو بُرا سمجھتا ہے

اور نہ ہی اس کے متعلق کسی مسلمان کے ذہن

میں فرقہ بندی کا تصور ہے۔

اصل فرقہ بندی :- عقائد میں اختلاف

اور اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام اور خصوصاً حضور انور

صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام خصوصاً خلفاء راشدین



درائمہ مجتہدین کی توہین و تنقیص کی وجہ سے پیدا ہوئی اور اسی نے مسلمانوں کی جمعیت کو منتشر کر دیا۔ ان میں سے ایک فرقہ شیعہ ہے جو کلام اللہ کو محفوظ و مکمل نہیں مانتا۔ جبرائیل امین کو غلطی کا مرتکب قرار دیتے ہیں کہ اس نے وحی پہنچانے میں غلطی کی تھی۔ خلفاء ثلاثہ خاص طور پر شیخین کو سب و شتم کرنا اور ان پر برا کرنا اپنا شعار بنا یا ہوا ہے۔ مزید ان کے عقائد کی تفصیل ان کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

## فرقہ دہابیہ :-

سب سے زیادہ تفریق بین المؤمنین اور مسلمانوں کی جمعیت کو تباہ کرنے والا دوسرا فرقہ دہابیہ ہے جو کہ بعد میں دیوبندیت کے نام سے مشہور ہوا۔ جس کی حدیث کا اطلاع پہلے سے دی گئی اور اس کے پیدا ہونے کی جگہ بھی بیان فرمادی تھی۔ ”هناك الزلازل والفتن وبها يطلع قران الشيطان“ چنانچہ اس فرمان کے مطابق ابن عبد الوہاب نجد میں پیدا ہوا اس نے ایک نیا مذہب ایجاد کیا جس کی بنیاد توہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنے پر رکھی۔ اس نے جو کتاب بنام کتاب التوحید

لکھی تھی اس میں کفر و شرک کی اتنی بھرمار ہے کہ آج دنیا میں شاید ہی کوئی مسلمان اُن کے اس حکم شرک کفر سے بچا ہو۔ ان کے متعلق فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ”ابن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے، ہندوستان میں وہابیت کے معلم

دل مولوی اسماعیل دہلوی حج کو گئے اور وہ کتاب التوحید دہلی لے آئے۔ اگرچہ جگہ بعینہ اس کا ترجمہ کر کے اور اپنی

طرف سے فائدے بڑھا کر ایک کتاب لکھی جس کا نام ”تقویۃ الایمان“ رکھا۔ اسے دیوبندی اپنے عقائد کی اساس قرار دیتے ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے کہ ”تقویۃ الایمان“ نہایت عمدہ کتاب ہے، مولوی مودودی نے اپنی کتاب ”تجدید و احیاء دین“ میں مولوی اسماعیل کو مجدد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ”تقویۃ الایمان“ اور اس کے مصنف کی تعریف و توصیف کرنے والے سب اسی فرقے کے نمائندے ہیں غیر مقلد، دیوبندی اور مودودی اسی وہابیت کی مختلف شاخیں ہیں انہوں نے وہابیت کے بدنام ہونے کی وجہ سے اپنے نام بدل لئے ہیں مگر عقیدے وہی اختیار کئے ہوئے ہیں۔

اسے کہتے ہیں :- فرقہ بندی اور یہی فرقہ بندی ہے جس نے امت مسلمہ کو گرد ہوں میں تقسیم کر دیا اور ان کا اتحاد پارہ پارہ کر دیا۔ اسی فرقہ بندی کو ہر مسلمان فرقہ بندی سمجھتا ہے اور قابل مذمت قرار دیتا ہے۔ آپ اپنی کتاب ”فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے“ میں فرقہ بندی کا تذکرہ یوں کرتے ہیں ● صفحہ ۵۴ فرقہ پرستی کی تنگناؤں میں بٹھکنے والے نا عاقبت اندیش مسلمان کے لئے زوال بغداد

کی تاریخ بے ترناک منظر پیش کر رہی ہے ● اسی صفحہ پر ہے ”وزیر اعظم کی سیاست شیعہ مسلک کے گرد گھومتی تھی جبکہ خلیفہ کا بیٹا ابو بکر سنی عقائد کا نقیب تھا۔ دونوں فرقے باہم دست و پیر بیان تھے

● صفحہ ۵۴ ”پھر جو تباہی ہو گی اس میں نہ کوئی بریلوی نیچ سکے گا نہ دیوبندی نہ کوئی اہلحدیث اور نہ کوئی شیعہ“

# مفتی قاری محبوب خان بریلوی کراچی

آپ نے پروفیسر طاہر القادری کے رد میں دو کتابیں لکھی ہیں • ”فتنہ طاہری کی حقیقت“ اور • ”علمی گرفت پروفیسر“ ان دونوں کتابوں میں تفصیل کے ساتھ فتنہ طاہری و پروفیسری مسلک کا رد کیا ہے۔ اور آخر میں بدین الفاظ اتمام حجت فرمائی ہے۔ کہ • ”پروفیسر صاحب کے اقوال مذکورہ فی السوال بعض حرام و گناہ اور بعض بدعت و ضلالت اور بعض کلمات کفر والعیاذ باللہ تعالیٰ اور قائل مذکور حکم شرع فاسق و فاجر بدعتی خاسر مرتکب کبائر گمراہ غلور اس قدر پر تو اعلیٰ درجہ کا یقین • اس کے علاوہ اس پر حکم کفر و ارتداد سے بھی کوئی مانع نظر نہیں آتا راستہ مسدود ہے ایک ہی راہ ہے جس کو اختیار کر کے وہ مسلمان رہ سکتے ہیں • ہمدنی دل سے توبہ کریں اور بالا اعلان توبہ کریں اور اس کو شائع کریں اور تجدید نکاح و تجدید بیعت کریں اور آئندہ سوچ سمجھ کر لکھا کریں“ فقیر محبوب رضا قادری رضوی مصطفوی سابق مفتی دارالعلوم اجدیہ کراچی

تائید: فقیر اس کی تائید کرتا ہے اور تصدیق کرتا ہے کہ پروفیسر طاہر القادری مذہب حق مذہب اہل سنت سے خارج ہے اور گمراہ بد مذہب ہے اس نے راہ مسلمین سے ہٹ کر الگ اپنا نیا مذہب بنانے کی سعی کی ہے اور اس نے دیوبندیوں و مایوں شیعہ رافضیوں اور بد دینوں کے پیچھے غائب ہونے اور اس کو پسند کرنے کے عمل سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے مسلک سے انحراف کیا ہے۔ مولیٰ عزوجل مسلمانوں کو اس نئے فتنے سے محفوظ رکھے۔ آمین (فقیر ابوالخیر محمد حسین قادری رضوی مصطفوی غفرلہ افادہ جامعہ غوثیہ رضویہ سکندر)

بریلویت :- صفحہ ۱۱۱ ”بریلویت“ دیوبندیت  
الحمد للہ شیعیت، شیعیات ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بھی اسی کو ہی فرقہ بندی قرار دیتے ہیں اور حنفیت و شافعییت اور قادریت و چشتیت وغیرہ کو آپ نے بھی فرقہ بندی میں شمار نہیں کیا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ انہیں قابل مذمت فرقوں میں آپ نے بریلویت کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ بریلویوں کے متعلق ایسی باتوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ جن کی بنا پر آپ نے ان کو بھی گستاخ اور بد عقیدہ فرقوں میں شمار کیا ہے۔ یہ افسوس ناک بات ہے۔ **بریلوی مسلک :-** واضح ہو کہ بریلویت کسی مذہب کا نام نہیں ہے جو اس سے کسی کو وحشت ہونے لگے یہ ایک مرکز روحانی و علمی کی نسبت ہے جس نے دہلیت کے فتنے کا پردہ پاک کیا اور مقام نبی و ولی کا تحفظ و دفاع کیا۔  
مقرر اور منکر کے درمیان امتیاز کی خاطر متعلقین نے اپنا تعارف مرکز علمی کی نسبت سے کروانا شروع کیا اور بریلوی کہلائے ورنہ ان کے عقائد وہی ہیں جو سلف صالحین کے تھے اور یہ قرآن و سنت کے عین مطابق ہیں آپ کے بقول۔ مسلک اہل سنت ہرگز فرقہ نہیں ہے اور امت مسلمہ کا سوا داغظم ایسے ہی بریلوی مسلک بھی امت ناجیہ کا سوا داغظم ہے۔ اور اسے دقتی تعارف کی ضرورت کے پیش نظر بریلوی کہا جاتا ہے۔ فقط

(فقیر نقس علی قادری رضوی بریلوی)  
شیخ الجامعہ جامعہ راشدیہ پیر گوٹہ خیر پور سندھ



# طاہر القادری اور اسکے والد حقائق کی کسوٹی پر

(مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ فیصل آباد کا متفقہ فتویٰ)

المجواب۔ وهو ملوف فوق الحق والصواب۔  
 علامہ القادری نے جب سب سے پہلے ٹھکر کھائی اور  
 عورت کی دیت کے مسئلہ میں اجماع امت کی مخالفت کی  
 اور غلوئے حق کے سمجھنے کے باوجود رجوع نہ کیا۔ بلکہ ائمہ  
 مجتہدین کو اپنا فریق گردانا اور اپنے اس غلط خیال کو قرآنی  
 حدیث کے مطابق ثابت کرنے کے لئے "ذات وقت"  
 کے کئی کالم کالے کے تحت ہم نے اسی وقت اندازہ لگا  
 لیا تھا۔ کہ یہ شخص خطرناک حد تک بہک جائے گا اور امت  
 مسلمہ رسول اللہ تعالیٰ علی نبیہ وسلم بہت نقصان پہنچائے گا  
 مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا  
 ہے کہ "میری امت کے لئے سب سے زیادہ خطرناک  
 چرب زبان منافق ہے" (الجامع الصغير ص ۱۶)

طاہر القادری اب بالکل بہک چکا ہے اور اس کی چرب  
 زبانی نے اسے گمراہی کے عمیق ترین گڑھے میں گرا دیا ہے  
 اور اس کا اندرونی خبث کھل کر باہر آ گیا ہے اور اب یہ  
 فریب خوردہ دُستیوں کو ان کے ابا سے بالکل بے تعلقی کرنے  
 کے لئے ان کے اکابر علماء کو بھانسی دینے کے خواب دیکھ  
 رہا ہے۔ تاکہ نہ علماء حق رہیں نہ فریب خوردہ دُستی عوام اس  
 کے جال سے نکل سکیں۔ طاہر القادری کا خود کو دہری کہنا  
 بھی خطرناک دھوکا ہے کیونکہ قادری کہلانا غوث اعظم سید  
 عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی غلامی کو ظاہر کرتا ہے۔ مگر یہ  
 شخص آپ کو غلام نہیں سمجھتا کہ آپ فرماتے ہیں۔  
 ہدایات غوث اعظم۔ نعمی المؤمنین اتباع السنۃ والجماعۃ

عبارت مذکورہ میں جو پیر مسلمانوں پر لازم فرمائی  
 گئی ہے۔ اس کو طاہر القادری نے انتہا پسندی سے  
 تعبیر کیا ہے۔ اور اس کی سزا بھانسی بتائی ہے۔ تعجب ہے  
 اس شخص پر کہ حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کی تعلیم شریف کا اتنا بڑا باغی ہو کہ خود کو قادری کہنے  
 سے نہیں شرماتا۔ کیا یہ منافقت نہیں کیا یہ دھوکہ نہیں  
 کیا یہ جھوٹ نہیں ہے؟

والد کی جھوٹی کہانی۔ طاہر القادری نے کہا ہے کہ  
 "علوم دینیہ میں ان کے (والد) کے اساتذہ ہیں مولانا  
 سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ اور مولانا ابوالبرکات رحمۃ اللہ  
 علیہ بھی شامل ہیں۔ میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ میں نے  
 اپنی زندگی میں علامہ سید احمد سعید کاظمی شاد (رحمۃ اللہ علیہ)

کی شخصیت کو چھوڑ کر پاکستان کے اندر اس جیسا استدلال  
استنباط و استخراج نہیں دیکھا۔ جتنا خدا نے ان (والد گرامی)  
کو عطا فرمایا تھا۔ (قومی ڈائجسٹ اپریل ۱۹۸۱ء)

جواب اس عبارت کے ذریعہ طاہر القادری نے • استاذ  
المکرم محدث اعظم مولانا محمد سرور احمد صاحب • سیدی المکرم  
مولانا علامہ ابوالبرکات شاہ صاحب مفتی اعظم پاکستان دہشت  
اسیر اہم کی شان میں جہاں سخت گستاخی کی ہے۔ ذہال مئی  
جھوٹ بھی بولے ہیں۔ کیونکہ ان ہر دو بزرگوں کے علم و فضل  
کے سامنے ڈاکٹر فرید الدین مرحوم (والد ماجد طاہر القادری)  
بالکل لاعلم دکھائی دیتے تھے ان ہر دو علم و فضل کے سمندر  
سے اپنے باپ کے علم کو بڑھانا بہت بڑا جھوٹ ہے۔

جس پر جامعہ رضویہ کے وہ مدرسین گواہ ہیں • جن سے  
ڈاکٹر فرید الدین مرحوم استفادہ کیا کرتے عمری عبارات  
کے اعراب معلوم کیا کرتے اور فقہی جزئیات دریافت کیا  
کرتے تھے • ان میں یہ تقریر بھی شامل ہے اور مولانا  
مفتی محمد امین صاحب بھی اور حضرت مولانا محمد عبدالقادر شبید  
(علیہ الرحمۃ) وغیرہ بھی۔ ڈاکٹر فرید الدین جب ہمارے  
پاس مسائل کی تحقیق کے لئے آتے تو ہمیں بہت خوشی ہوتی  
کہ ایک دارحی مندا دینی مسائل کی جستجو کر رہا ہے۔ بیسٹ  
پر ماں باپ کی اطاعت بھی لازم ہے اور تعریف و توصیف  
بھی۔ لیکن تعریف و توصیف میں غلط بیانی اور بزرگوں کی  
توہین درست نہیں۔ محدث اعظم پاکستان مفتی اعظم  
پاکستان اور غزنی زمان (دہشت اسرار ہم) کے ہزاروں مزاح  
پاکت بند ہیں ایسے موجود تھے اور موجود ہیں جن کے سامنے  
ڈاکٹر صاحب مرحوم صرف لٹل مکتب کی حیثیت رکھتے تھے  
• مولانا محمد عبدالقادر صاحب قصور والے، مولانا مفتی غلام سرور  
مداح صاحب لا مبر والے، مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب

گو جبرائیل والے انہیں مذکورۃ العدر حضرات کے شاگرد ہیں۔  
مگر طاہر القادری <sup>علم و عقل میں</sup> اپنے والد مرحوم کے ان کی گود راہ کو  
بھی نہیں پہنچ سکتے۔ واقعہ ایک بار میں اور ڈاکٹر  
فرید الدین مرحوم جامعہ قطیف کے سالانہ جلسہ میں حاضر ہوئے  
مجھے کسی نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب ادراک حیوانات پر اطلاق  
علم کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ میں نے مآثر شیعہ الاذنیۃ  
آئی رسول اللہ حدیث پڑھ کر ڈاکٹر صاحب کے حیوانات  
کبارہ کیا اور ثابت کیا کہ کتاب و سنت میں ادراک حیوانات  
پر علم کو اطلاق موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے میری تقریر سن کر  
مگر مجھ سے گفتگو کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ بعض حضرات نے  
گفتگو کرنے پر اصرار کیا تو مجھ گئے میں عافیت سمجھ کر طبری  
جلدی تشریف لے گئے۔

دارحی سے گریز۔ ایک بار ان سے عرض کی گئی کہ  
آپ دوسروں کو وعظ کرتے ہیں۔ مگر آپ خود دارحی  
نہیں رکھتے۔ تو بولے اگر میں دارحی رکھوں تو مولوی بن  
جاؤں گا۔ پھر بالولوب مجھ سے مستفیض نہ ہو سکیں گے۔ ان  
کو خیال تھا کہ لوگ ان کے پاس دوائی لینے اس لئے آتے  
ہیں کہ وہ دارحی مندے ہیں اگر دارحی رکھ لیں گے۔  
تو لوگ دوائی لینی چھوڑ دیں گے (معاذ اللہ) حالانکہ یہ  
خیال بالکل غلط ہے۔ اور یہ جواب حد درجہ پھر ہے  
اور اس دعویٰ کے منافی ہے جو دعویٰ طاہر القادری نے اپنے  
باپ کے علم اور روحانی نسبت کی بابت کیا ہے۔ اگر انہیں  
سلسلہ خالیہ قادریہ سے پختہ نسبت حاصل ہوتی اور قرآن  
حدیث و فقہ و تصوف کی تسلیم مکمل کی ہوتی تو ایسا بیہودہ  
جواب دینے سے ضرور شرماتے اور صفات لفظوں میں اپنی  
غلامی کا اعتراف کر کے تائب ہوتے اور بال بال بگتہ  
تسلیم کرتے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔



الرحیمہ پیش منڈانے میں ہے صفائی رخ  
گنہگار مگر بال بال ہوتا ہے

جو محترم بزرگوں علماء و اکر صاحب سے علمی تبحر میں بڑھ  
میں۔ لہذا طاہر القادری کو یہ جھوٹ ہزاروں جھوٹوں کے  
برابر ہے۔ دوسرا جھوٹ طاہر القادری نے کہا  
ہے کہ ایک بڑے اہم مسئلے پر قبلہ کو غلطی شاہ صاحب  
قبلہ اباجی کے مابین علمی اختلاف تھا۔ اس مسئلہ پر قبلہ  
و غنی شاہ صاحب اور والد صاحب قبلہ کے درمیان  
دو اڑھائی گھنٹے گفتگو ہوئی۔ قبلہ والد صاحب نے  
اپنے موقف کے حق میں بیسیوں کتابوں کے حوالہ جات  
غبارت اور مقامات کو علمی شاہ صاحب کے سامنے رکھے اور  
ان پر بحث کی۔ والد صاحب جو حوالہ جو غبارت پیش کرتے  
قبلہ کو غلطی شاہ صاحب فرماتے یہ میری نظر سے نہیں گزرا  
جواب۔ پہلی غبارت میں محدث اعظم پاکستان اور مفتی  
اعظم پاکستان سے اپنے باپ کو برحا کران کی گستاخی  
کی تھی۔ اور اس غبارت میں غزالی زماں غلیہ الرحمۃ سے  
برحا کران کی بھی گستاخی کر ڈالی۔ سچ ہے جس متکبر کے  
دل کو بزرگوں کے بغض اور بے دینوں کی حب سے کالا  
کر دیا ہو وہ کسی کو صاف نہیں کرتا۔ قبلہ کو غلطی شاہ صاحب  
علیہ الرحمۃ جیسے پیکر عالم و فضل سے کسی مسئلہ میں اختلاف  
کر کے ان کے حضور ڈاکٹر فرید الدین جیسے آدمی کا دو  
اڑھائی گھنٹے تک صرف بیٹھنا بھی ممکن نہیں۔ ان سے بحث  
کرنا تو بڑی دور کی بات ہے۔

مجھ ایں خیال است و محل است و جہ  
کیا طاہر القادری میں ہمت ہے کہ ان بیسیوں کتابوں کے  
نام بتائے جو علامہ کا غلطی صاحب کی نشر سے نہیں گزری  
تھیں اور اگر ایسی کتب کے نام نہ بتا سکیں اور ہرگز نہ بتا

سکیں گے تو انہیں چاہیے کہ اس جھوٹ سے جو بیسیوں  
جھوٹوں کے برابر ہے۔ علی الاعلان توبہ کریں اور اس جھوٹ  
جھوٹ جیسی رسوا کن گفتگو سے احتراز کریں اور سچ بولنے  
کو عزم بالجزم کریں۔ تیسرا جھوٹ طاہر القادری نے  
کہا ہے کہ والد صاحب کو سلطان العارفين حضرت بابہ  
علیہ الرحمۃ کی بیداری میں زیارت ہوئی۔ دمشق میں انہیں  
ایک ابدال نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یاد کنور کہہ  
کر پکارا۔ پھر اس ابدال کی مدینہ طیبہ میں تراء بچ کے دوران  
زیارت ہوئی۔ سیدنا حضرت علی شیر خدا کی روح  
مبارک ایک نور بن کر چمکی۔ انہوں نے بیداری کے عالم  
میں والد صاحب کو اپنی زیارت کر دائی اور پھر مدینہ  
پاک پہنچا دیا۔ مجھے یہاں میاں صالح محمد نے فرمایا۔  
” ہم تمہارے والد کو بڑے بڑے ادیبار کی بارس میں  
دیکھتے ہیں۔ یہ اُدنی کچھ لوں میں حاضر ہوتے ہیں۔“  
اباجی اختلاف میں تھے کہ پچیسویں شب رمضان  
حضور علیہ السلام تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ فرید الدین  
اٹھو آج لیلۃ القدر ہے۔ آج بارہ بجکر پچاس منٹ  
پر وہ مبارک گھڑی ہے۔ (قومی ڈائجسٹ اپریل ۱۹۸۷ء)  
جواب۔ یہ سب باتیں فی نفسہ ممکن ہیں۔ لیکن  
ڈاکٹر فرید الدین مرحوم کے ساتھ اگر ان میں سے کوئی  
ایک واقعہ پیش آیا تو تو ان کا دل فی الفور جھلکا اٹھتا۔  
اور دو سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق  
دارِ حی رکھنے کا عزم بالجزم فرما لیتے اور سال ہا سال  
تک سنت رسول اللہ کے قتل کرنے کا جو جرم عظیم کرتے  
ہے۔ اس پر اتنے نادم ہوتے کہ ان کے کپڑے آنسوؤں  
سے تر ہو جاتے اور تادم واپس رد و رد کر اس گناہ کی  
معافی مانگتے۔ مناسب ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی کے اخیر

زمانے میں دائرہ ہی رکھ لی تھی مگر مذمت کے مطابق  
یکمشت نہ ہو سکی کہ وہ فوت ہو گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون  
**جو تھا جھوٹ** ”بخاری علماء سے تو تسل شفاعت  
وغیرہ مسائل پر والد صاحب نے مناظرے کئے۔ ہر  
روز بادشاہ بھری مجلس میں اعلان کرتا۔ اے علماء عرب  
تم ہار گئے۔ اور دکتور فرید الدین تم جیت گئے (حوالہ مذکور)  
**جواب**۔ بخاری وہابی مذہب سراسر جھوٹا ہے اس  
لئے ان سے جب کبھی کسی سنی عالم نے مناظرہ کیا۔ تو  
بخاریوں نے شکست ہی کھانی اس لئے جتنا علم و اکڑ  
فرید الدین کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا اتنے علم و انجیل  
کو شکست تو دے سکتا ہے۔ مگر طاہر القادری کی گھڑی ہوئی  
کہانی ساری کی ساری جھوٹی ہے کیونکہ اگر بادشاہ نے ہر  
روز وہابیوں کی شکست کا اعلان کیا ہوتا تو سراسر سودی مسٹر  
وہابیہ کے ناپاک جراثیم سے پاک ہو گیا ہوتا اور ہر  
گھر آفتابِ سنیت سے منور ہوتا۔ نظر آتا۔ مگر ایسے ہوا  
نہیں۔ بلکہ وہ لوگ وہابیہ میں پہلے سے زیادہ پختہ ہو  
گئے۔ کہ ہر سال کروڑ ہا ریال وہابیہ و نجدیت کی تبلیغ  
کے لئے پاک و ہند میں خرچ کر رہے ہیں۔ اور بارگاہ  
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کی تعداد دن  
بدن بڑھا رہی ہے۔ اور قیامت کے آثار نمایاں طور پر  
دکھائی دے رہے ہیں۔ کہ صبح کو مومن ہوں گے۔ شام کو  
کافر ہو جائیں گے۔ شام کو مومن ہونے۔ صبح کو کافر ہو جائیں گے۔  
**متفقہ فتویٰ** طاہر القادری کی بابت اس کی تحریر  
تقریر کے پیش نظر یہ متفقہ  
فتویٰ دیا جاتا ہے کہ • یہ شخص اگر پہلے سنی تھا تو اب  
سنی نہیں رہا • اگر پہلے قادری تھا تو اب قادری نہیں  
رہا • اگر پہلے علماء حق اہلسنت و جماعت کا

محب تھا تو اب محب نہیں رہا۔ دشمن بن چکا ہے۔  
• اس کی اقتدار میں نواز پڑھنی منع ہے • اس کے  
منہاج القرآن میں بچوں کو تعلیم دینا خطرناک ہے۔  
• اس کی تقریر و غلط سنا مہلک ہے۔  
**کیونکہ سنی ہونے کے لئے صرف میلاد و معراج**  
کی محافل میں شریک ہونا اور اعراس و فاتحہ خوانی کو جائز  
سمجھنا کافی نہیں۔ بلکہ تمام عقائد حق کا ماننا بھی ضروری ہے  
اور گستاخان باہمہ رسالت و گستاخانِ بارگاہِ خلافت و  
گستاخانِ بارگاہِ اہلبیت سے متنفذ ہونا بھی ضروری  
ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا  
”اللہ ورسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دوستوں  
سے دوستی رکھو اور ان کے دشمنوں سے دشمنی کرو کیونکہ  
اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی دوستی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس  
کے بغیر کوئی آدمی لذتِ ایمان نہیں پاسکتا۔ اگرچہ اس  
کی نازیں بھی یاد ہوں اور روزے بھی (کنز العمال ص ۱۱۳)  
طاہر القادری چونکہ تمام بے دینوں سے خارجیوں۔ روافضیوں  
سے شانِ رسالت و شانِ ولایت کے دشمنوں اور باغیوں  
سے محبت کرتا ہے۔ انہیں اپنی جماعت میں شامل کرتا ہے  
شیعوں، سنیوں میں فرق نہیں کرتا۔ اس لئے یہ اللہ کی  
دوستی سے محروم ہے اور لذتِ ایمان سے بھی نا آشنا ہے  
مذہبِ اہلسنت و جماعت سے خارج ہے اور سنیوں  
کا مخالف ہے“ (مولانا حافظ) ابوالیمان محمد احسان الحق  
قادری رضوی مدرس مرکزی جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد۔  
**تصدیق مدرسین**۔ (شیخ الحدیث) غلام رسول رضوی  
• (مفتی) محمد اسلم رضوی • محمد حبیب الرحمن • ابو صالح محمد  
اللہ بخش • محمد نظام الدین • محمد سعید نقشبندی • قاری محمد آقا  
مدرسین مرکزی دارالعلوم اہلسنت جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ صحبہ اجمعین

## احقاق حق و البطل باطل کی سرگزشت

خدا تعالیٰ بطریق مصلحت اعلیٰ الترتیب و الثنار دنیا کے تمام فتنوں اور آخرت کے عذابوں سے محفوظ رکھے یوں تو ہر فتنہ ہی خطرناک ہوتا ہے اور فتنہ کا نام ہی خطرہ کی نشاندہی کرتا ہے لیکن "فرقہ طاہرہ" کی طرح بعض فتنے اپنی دورنگی و دوغلا پالیسی کے باعث کچھ زیادہ ہی پیچیدہ و خطرناک ہوتے ہیں جنہیں پہچانا اور ان سے پہچانا بچانا عام فتنوں کی طبیعت زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ "فرقہ طاہرہ" کے سربراہ پروفیسر طاہر القادری نے محض ہوس شہرت کی بنا پر "لیڈ لیجھانے" کی خاطر جب اپنے پر پرزے نکالنے اور دین میں فتنہ انگیزی و سنٹیوں میں تفرقہ اندازی کا سلسلہ شروع کیا تو اولاً انہیں ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" کو جراثیم میں ایک بٹکے بھگے مسنون کے ذریعے مختلف امور میں اصلاح کی طرف توجہ دلائی گئی۔ ثانیاً انہیں ایک مدلل دستے کا نائب کے ذریعے اباح امت کی پیروی کرنے اور اجماع اہلسنت کے دامن سے وابستہ رہنے کے متعلق عرض کیا گیا۔

**ثالثاً** عورت کی نصت دینت کے مسئلہ پر جب طاہر القادری کی رد میں حضرت علامہ احمد سعید صاحب کالمی مرحوم۔ حضرت علامہ عبدالمجید صاحب ہندیلوی اور علامہ محمد عبدالمجید صاحب تیسری کی تصدیق منظر عام پر آئیں۔ تو نفیر خود پروفیسر صاحب سے ملاقات کی۔ اور کہا کہ اب جب کہ ایسے چید و نامور علماء کی تصانیف آپ کے موقف کے رد میں شائع ہو چکی ہیں۔ آپ کو اپنے موقف (عورت کی مرد کے برابر دیت) پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ مگر انہوں نے اس مختصانہ درخواست پر عمل کرنے سے بھی عداوت انکار کر دیا اور اپنے گمراہ کن انفرادی و شخصی موقف پر اصرار کیا۔ **رابعاً** پندرہ روزہ رسالہ "دید شنبہ" لاہور کے اسٹریو میں مسدک اہلسنت کے خلاف دیگر بالوں کے علاوہ جب پروفیسر صاحب نے یہاں تک کہہ دیا کہ "شیلہ و بابی عطار کے پیچھے میں نماز صحت پسند ہی نہیں کرنا بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہوں" تو اس کے بعد ازراہ دینی خیر خواہی ہمایہ بسر بسر ہو گیا۔ اندھجولے بھالے نینوں کو پروفیسر صاحب کی سازش سے خبردار کرنا ضروری ہو گیا۔ چنانچہ رسالہ "رضائے مصطفیٰ" میں باقاعدہ طور پر پروفیسری سازش کو بے نقاب کیا گیا۔ اور ساتھ ہی پروفیسر صاحب کو دعوت دی گئی کہ "اگر وہ اپنی سخاوت میں کچھ لکھنا چاہیں تو" "رضائے مصطفیٰ" کے صفحات، حاضر ہیں۔ مگر "رضائے مصطفیٰ" کے نعرہ حق اور سنی برحقان لا جواب مضامین کے مقابلہ میں پروفیسر صاحب کی یہ حالت ہو گئی کہ "چنانچہ خفتہ اند گوئی کہ مردہ اند" یا ظہر میں جہنم جہنم گل محمد

**حامساً** نہایت پر خطر اور پیچیدہ دگہری سازش نے برادران اہلسنت کو مزید خبردار کرنے کیلئے "رضائے مصطفیٰ" میں شائع شدہ ضروری مضامین اور بعض دیگر اہم مضامین پر مشتمل مستقل طور پر ۱۶ صفحات کی کتاب "خطرہ کی گھنڈ" تیار کی۔

# شرح مشکوٰۃ مفسر قرآن مفتی احمد یار خاں اہمیت اجماع

تحت فرمایا: ”مسلمانوں کا اجماع برحق ہے جس پر سارے علماء و اولیاء متفق ہو جائیں۔ وہ ایسا ہی لازم العمل ہے۔ جیسے قرآن کی آیت۔ اس حدیث کی تائید اس آیت سے ہے۔

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ تَبِيلٍ مُّوْمِنِينَ ..... اجماع امت کا حجت ہونا یہ بھی سنت کی خصوصیت ہے۔

● حدیث اشْبَعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ کے تحت فرمایا: ہمیشہ وہ

عقیدے اختیار کرو جو مسلمانوں کی بڑی جماعت کے ہوں یہ حدیث منصوص اور غیر منصوص سارے احکام کو شامل

ہے۔ آیات و احادیث کے جو معنی مسلمانوں کی بڑی جماعت نے سمجھے ہیں وہی حق ہیں۔ آج اگر کوئی نئے معنی بتائے تو جھوٹا ہے۔ (مرآت منک)

● جس نے مسلمانوں کی بڑی جماعت کے خلاف عقیدے اختیار کئے۔ تو جماعت تو جنت میں جائے گی۔ اور

یہ (مخالف) دوزخ میں۔ یہ حدیث تا قیامت بدعت

سے بچنے کا بڑا ذریعہ ہے۔ اگر مسلمان اس پر کاربند رہیں تو چھوٹے چھوٹے (نئے نئے) فرقے خود بخود ختم ہو

جائیں۔ (مرآت منک)

سوال :- حضرت مفتی صاحب مرحوم نے تفسیر نعیمی میں لکھا ہے کہ امام اعظم کے ہاں عورت مرد بچہ جو ان سب کی دیت یکساں ہے اور اس میں پروفیسر

صاحب کے وقف کی تائید ہے۔ کہ عورت کی آدھی نہیں بلکہ پوری دیت ہے۔

جواب :- اَوَّلًا۔ مفتی صاحب کی تفسیر میں عورت کی

آئندہ صفحات میں پیر محمد کرم شاہ صاحب نے جس آیت کے تحت اجماع امت کی اہمیت بیان کی ہے۔ اسی آیت کے تحت مفسر قرآن علامہ مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ

”اجماع امت بہ دلیل قطعی ہے۔۔۔ رب تعالیٰ نے مخالفت رسول اور مخالفت اجماع دونوں کی سزا جہنم قرار دی۔ لہذا مخالفت صدیق و فاروقی کا منکر قطعی کا فر ہے۔ کہ وہ اجماع صحابہ کا انکاری ہے۔

● تقلید ائمہ ضروری ہے۔ کیونکہ یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے۔ تمام اولیاء علماء محدثین مفسرین تقلید ہوئے۔ ان کی مخالفت کر کے غیر تقلید بننا مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راہ اختیار کرنا ہے۔ اور اس آیت (کی وعید) کے تحت داخل ہے۔

● اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی جماعت میں رکھے۔

● ہمیشہ وہی عقائد رکھو۔ جو آج تک عام مسلمانوں کے ہیں۔ عام اہل اسلام کے خلاف عقیدہ اختیار نہ کرو۔ (تفسیر نعیمی ج ۵ ص ۵۸)

مرآت شرح مشکوٰۃ :- میں حدیث فرہی الجماعۃ کے تحت فرمایا ● جنتی ہونے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ سنت کی پیروی اور جماعت مسلمین کے ساتھ رہنا۔ اسی لئے ہمارے مذہب کا نام

اہل سنت و جماعت ہے ● جماعت سے مراد مسلمانوں کا بڑا گروہ ہے۔ (مرآۃ جلد اول منک) ● حدیث اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْعَلُ اُمَّتِيْ عَلٰی ضَلٰلٍۭہِۭۃٍ کے



دیت پوری ہونے کی کوئی تصریح نہیں۔ صرف اتنا فرمایا کہ عورت مرد بچہ جوان سب کی دیت یکساں ہے۔ اور یکساں کا مطلب عورت کی دیت پوری ہونا نہیں۔ بلکہ یکساں لازم ہونا ہے۔ کہ عورت کی دیت بھی لازم ہے۔ اس کا خون ضائع نہیں جائے گا۔ باقی رہی

مقدار۔ تو وہ بالاجماع عورت کی نصف دیت ہے۔ اور اجماع کی اہمیت و اجماع پر عمل کے متعلق مفتی صاحب کی پرزور تصریحات نقل کی جا چکی ہیں۔ لہذا پردیسر صاحب کے خلاف اجماع موقف کی تائید میں مفتی صاحب کا حوالہ دینا سراسر سیٹ دھرمی ہے

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو وہ اجماع پر اس قدر زور دیں اور دوسری طرف خود اجماع کے خلاف قول کریں۔ ثانیاً:- مفتی صاحب نے صرف عورت مرد کی یکساں دیت لکھنے پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اس عبارت کے ساتھ ہی تفصیل جاننے کے لئے کتب فقہ تفسیر کبیر اور تفسیر خازن ملاحظہ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ جبکہ ان سب کتب میں عورت کی نصف دیت ہی کا ذکر ہے۔ لہذا مفتی صاحب کی ادھوری عبارت سے غلط تاثر دینا بالکل ناجائز ہے۔

ثالثاً:- تفسیر نعیمی میں (اسی موقع پر) مفتی صاحب نے ”دسوائے فائدہ“ کے تحت فرمایا ہے کہ ”دیت مقتول کے ورثاء کو بطور میراث ملتی ہے“ اور چونکہ میراث میں عورت کا حصہ مرد سے آدھا ہے لہذا اس سے ثابت ہو گیا کہ عورت کی دیت بھی مرد سے نصف ہے اور دیت و میراث میں مماثلت ہے۔

سابعاً:- حضرت مفتی صاحب کے استاذ محترم صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ

نے آیہ مبارکہ فِذِیۡتِہٖ مُسْلِمَۃٌ اِلٰی اٰہْلِہٖ کے تحت لکھا ہے کہ ”یعنی (دیت) اس (مقتول) کے وارثوں کو دی جائے۔ اور وہ اسے مثل میراث کے تقسیم کر لیں“ (پٹ رکوع ۱۰) اس سے بھی دیت کا مثل میراث ہونا واضح ہو گیا اور ان تمام شواہد سے عورت کی نصف دیت کے مسئلہ کی تائید ہو گئی۔ اب ان حقائق کے بالکل برعکس مفتی صاحب پر عورت کی پوری دیت کا الزام بڑی زیادتی و ناانصافی کی بات ہے جو کہ نہ صرف خود صراط مستقیم سے بہکنا بلکہ بزرگوں کو بھی ناحق اپنے ساتھ ملوث کرنے کی ناکام کوشش کرنا ہے۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ۔

خاصاً:- بالفرض تفسیر نعیمی میں اگر عورت کی پوری دیت کی تصریح بھی ہوتی (حالانکہ ایسا نہیں ہے) تو پھر بھی اجماع اُمت کے بالمقابل وہ حجت نہ ہو سکتی۔ اور اجماع اُمت ہی واجب العمل ہوتا۔ جیسا کہ مفتی صاحب نے خود اس کی تاکید شدید فرمائی ہے۔ ویسے بھی عقل و نقل کی روشنی میں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی ایک قول کی بنا پر اجماع اُمت کو پس پشت ڈال دیا جائے۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ اجماع کے پیش نظر کسی بزرگ کا قول چھوڑ دیا جائے۔ اور اس بزرگ کو سہو و نسیان وغیرہ کے عذر کے باعث معذور رکھا جائے۔ لٰکِنَّا یُتَّبِعِی التَّحْقِیْقَ وَاللّٰہُ دَلِی التَّوْفِیْقِ

تائید و تصدیق:- ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۱ھ کو مفسر قرآن حضرت مفتی احمد یار خان کے صاحبزادے مولانا مفتی محمد مختار احمد صاحب زینتہ المسما عبد میں فقیر کے پاس آئے اور انہوں نے فقیر کی مذکورہ تشریح کی تائید کی اور فرمایا کہ تفسیر نعیمی کے آئندہ ایڈیشن کے حاشیہ پر بھی اسکی وضاحت کر دی جائے گی۔

# پیر محمد کرم شاہ صاحب ازہری آل کی تفسیر ضیاء القرآن

توفیق الہی سے محروم ہو جاتا ہے • اور شیطان کے ہاتھ میں قص ایک کھلونا بن کر رہ جاتا ہے اور وہ جیسے چاہتا ہے اسے تنگی کا ناچ نچا تارے •  
(ضیاء القرآن ص ۳۹۲)

صراطِ مستقیم :- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کی تفسیر میں پیر صاحب نے لکھا ہے کہ الصِّرَاطُ الَّذِي اَنْشَأْتَ عَلَيْهِمْ "ان الفاظ میں راہِ حق کی ایسی نشاندہی فرمادی تاکہ تعصب اور ضد سے بلند ہو کر جو اس کا متلاشی ہو۔ وہ اسے پہچان لے۔ فرمایا جن لوگوں پر میں نے انعام و اکرام فرمایا ہے انبیاءِ صدیقین شہداء و صالحین جس راستہ پر وہ چل رہے ہیں وہی سیدھا راستہ ہے۔ اب خود سوچ لو کس

راہ پر ان نفوسِ قدسیہ کے نقوش یاہیں (ضیاء القرآن ص ۳۹۲) خلاصہ :- تفسیر "ضیاء القرآن" و قرطبی کے مذکورہ حوالہ جات سے واضح ہو گیا کہ • مرد کی بہ نسبت عورت کی دیت نصف ہے جیسا کہ اس کی وراثت و شہادت بھی نصف ہے • رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی طرح اجماعِ امت کی مخالفت کرنے والا شخص بھی بد نصیب اور شیطان کا کھلونا ہے • بزرگانِ دین و اجماعِ امت کا راستہ ہی صراطِ مستقیم و راہِ حق اور سیدھا راستہ ہے۔ اور جس بد نصیب نے ان کی پیروی کی بجلٹے از خود کوئی نیا راستہ اختیار کیا اس نے راہِ حق و صراطِ مستقیم سے ہٹ کر گمراہی کا راستہ اختیار کیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

عورت کی نصف دیت اور اجماعِ امت کا مسئلہ چونکہ بہت اہم اور قطعی مسئلہ ہے اس لئے دیگر کتب احادیث و تفاسیر و فقہ کی طرح مولانا پیر محمد کرم شاہ صاحب بیرونی نے اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں بھی اس پر روشنی ڈالی ہے۔ آیہ - فَدِيَّةُ الْمَسْلُومَةِ إِلَى أَهْلِهَا كَالْفِيْءِ الْفَرَقِیُّ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ دِيَّةُ الْمَسْلُومَةِ مَا تَقْبَلُ مِنْ قِبَلِ زَمَانٍ - یعنی ہرزمانہ میں آزاد مسلمان مرد کی دیت سوا اونٹ ہے (ضیاء القرآن ص ۳۹۲) اور تفسیر "ضیاء القرآن" کے ماخذ تفسیر "قرطبی" میں عورت کی دیت کے متعلق پیر بطورِ قاص لکھا ہے کہ "نصف وراثت اور نصف شہادت کی طرح عورت کی دیت (خون بہا) بھی مرد سے نصف ہے اور اس مسئلہ پر علماء امت کا اجماع ہے (مختصاً قرطبی ج ۳ جز ۱ ص ۳۹۲) عورت کی نصف دیت

منکر اجماع کا حکم :- اور اس پر اجماعِ امت کی تصریح کے بعد تفسیر "ضیاء القرآن" میں اجماع کے مخالف منکر کا حکم بھی بڑی اہمیت و شدت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ آیہ مبارکہ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ کے تحت پیر صاحب نے وضاحت و مراحات کے ساتھ لکھا ہے کہ "اس بد نصیب کا کیا حال ہو گا رحمتِ د توفیق الہی نے جس کی دستگیری چھوڑ دی ہو۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ • رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت • اور اجماعِ امت کی مخالفت سے انسان



# تصویر کا دوسرا رخ

جناب پیر محمد کرم شاہ صاحب کافیتی اور خامن قرآن و تفسیر قرآن "خیار القرآن" کا مسئلہ نصف دین اور منکر اجماع کے متعلق کتنا واضح و صحیح و صریح ہے مگر افسوس کہ اس فتویٰ و تفسیر اور حکم شرعی و قرآنی کے مخالف غائب القادری کی دیر صاحب بطور خاص سرپرستی

فرماتے ہیں۔ بلکہ "ارشادات اکابر فی مقامات طاہرہ وغیرہ" میں یا تاغیہ اس کی تفسیر خوانی کرتے ہیں اور توجہ لانے کے باوجود برابر اس کو نوازتے ہیں۔ اگر پیر و فیسر صاحب کو پیر صاحب کے فتویٰ و تفسیر قرآن و فرمان رحمان اور اجماع امت کا کوئی احترام و لحاظ نہیں تو کم از کم پیر صاحب کو تو اپنے شکے ہوئے فتویٰ و تفسیر قرآنی کا لحاظ دیاں فرمانا چاہیے۔ بڑے انوس کا مقام ہے کہ لوگ پیر صاحب کی تفسیر کے حوالے دیں اور خود پیر صاحب علیہ السلام کی سرپرستی نہ کریں۔ مسئلہ اجماع کبیرہ منہج کیلئے بھی پیر صاحب کے استفسار ملاحظہ فرمائیں

# پیر صاحب سے استفسار

فرمان رسالت :- وَتَفَرَّقْ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلِّ مِلَّةٍ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً۔ یعنی میری امت تینتر گروہ میں متفرق ہوگی۔ جس میں سے بہتر جنہی اور ایک گروہ ناجی و جنتی ہوگا (الحديث مشکوٰۃ حریف ص ۷۷) دوسری حدیث :- میں فرمایا کہ "آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو میرے صحابہ کی شان میں تنقیص و کمی کرے گی۔ خبردار ان کے ساتھ کھانا پینا نہ رکھو۔ خبردار ان کے ساتھ رشتہ ناٹھ نہ کرو۔ خبردار ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ خبردار ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔ ان پر لعنت پڑ چکی ہے کہ غیۃ الطالبین ص ۷۷) کتاب الشفاء میں اس کا بھی اضافہ ہے کہ ان کے ساتھ مجلس نہ کرو۔ اور اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کے لئے نہ جاؤ۔ (شفاء ص ۷۷) لیکن :- گیارہ بارہ ربیع الاول کی درمیانی رات

ادارہ منہاج القرآن کے زیر اہتمام بینار پاکستان لاہور میں منعقدہ کانفرنس میں جس علماء و کونسل کا پیر محمد کرم شاہ صاحب کو چیئر میں بنا کر امت مسلمہ کا اتحاد قائم کیا گیا ہے اس میں چار شیخ علماء کو شامل کیا گیا ہے۔ لہذا پیر صاحب سے یہ استفسار ہے کہ کیا طاہر القادری اور آپ کی یہ محکوم کونسل مندرج بالا دونوں احادیث صریحہ کی صریح خلاف ورزی نہیں؟ اس لئے :- کہ پہلی حدیث کے مطابق اُمت ۳۷ گروہ میں متفرق ہوگی۔ متحد نہیں ہوگی۔ تو آپ حضرات کا "اتحاد امت کا فارمولا" اور طاہر القادری کا قاطع فرقہ داریت و داعی اتحاد امت کہلانا کیا حدیث پاک کا انکار و مقابلہ نہیں اور کیا فرمان رسالت کے خلاف کوئی فارمولا کامیاب ہو سکتا ہے؟ ثانیاً :- دوسری حدیث کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بار بار خبردار فرما کر مخالفین شان صحابہ کے سامنے جملہ تعلقات سے منع فرمایا ہے۔ تو کیا آپ حضرات کا ایسے لوگوں کو اپنے پروگرام میں شامل کرنا حدیث کی مخالفت نہیں؟ تعجب ہے کہ حدیث کی تو مخالفت کی جائے

اور جن کے متعلق حدیث کی وعید ہے ان سے اتحاد رچایا جائے۔ ثالثاً:- جب آپ حضرات نے شیعہ مودودی دیوبندی و بابی مکاتب فکر سے اتحاد قائم کر کے ان سے تعلقات بحال کر لئے ہیں اور باہمی حد پامال کر کے ان کے ساتھ مخلوط کافر نس کر کے مخلوط کونسل بنائی ہے تو اس کے بعد حدیث پاک کی مخالفت سے بچانے کے لئے عوام اہل سنت کو آخر کس بنا پر مخالفین اہل سنت کی مجالس و تقریر و تحریر سے روکا جاسکتا ہے؟ یا اب سب کچھ جائز ہو گیا ہے؟

سابعاً:- جن شیعہ علماء کو آپ نے اپنے ساتھ متحد کیلئے کیا وہ حضرات صحابہ و خلفاء ثلاثہ کے مخالف نہیں کیا وہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور خال المسلمین امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے مخالف نہیں؟ اگر مخالف نہیں تو تحریری ثبوت دیں کہ شیعیان حضرات کو مومنین محکم میں جانتے ہیں؟ اور اگر وہ ان کے مخالف ہیں تو جن کا صحابہ و خلفاء اور ام المؤمنین و خال المسلمین سے کوئی تعلق اور اتحاد و اتفاق نہیں۔ آپ حضرات کا ان سے اتحاد کیونکر روا ہے؟ اور قیامت کے دن ان حضرات کے سامنے ان کے مخالفین سے اس اتحاد کا کیا جواز و جواب ہوگا؟

خامساً:- حضرت شیخین رضی اللہ عنہما پر جن لوگوں کے ناپاک حملوں کے رد میں آپ نے شیعہ امامیہ کا نام لے کر ان کے خلاف ”ضیاء حرم“ کا ”صدیق اکبر غر“ اور ”فاروق اعظم غر“ شائع کیا ہے۔ اب انہیں کے ساتھ اتحاد کی کچھ دی پکانا کیونکر درست ہے؟ آپ نے تفسیر ”ضیاء القرآن“ میں ”سورہ“

فتح“ کے بالکل آخر میں مخالفین صحابہ کے رد میں مزید کہا: ”جو احادیث صریحہ نقل کی ہیں کیا ان کی موجودگی میں ایسے لوگوں کے ساتھ اتحاد جائز ہے؟“ اپنی تفسیر ”ضیاء القرآن“

میں خود آپ نے صحابہ کو برا بھلا کہنے اور طعنہ و تشنیع کرنے والوں پر حدیث پاک سے اللہ ملا کر اور سب لوگوں کی لعنت نقل کی ہے اور اب خود ان لوگوں کو اتحاد امت مسلمہ میں شامل کر لیا ہے۔ لہذا بتایا جائے کہ تنقیض صحابہ کے مرتکبین اہل لعنت اور اہل سنت میں وجہ اتحاد اور قدر مشترک کونسی ہے؟

سادساً:- سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی نے کتاب ”ردّ روافض“ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی (رحمۃ اللہ علیہما) نے کتاب ”ردّ الرّفصہ“ میں روافض کے متعلق جو شرعی احکام بیان فرمائے کیا ان فتاویٰ کی موجودگی میں آپ کا ان سے اتحاد جائز ہے؟ اور اگر آپ کے فتاویٰ روافض ان فتاویٰ سے مستثنیٰ ہیں تو پھر ان دونوں اماموں کی دونوں کتابیں جن روافض کے رد میں ہیں۔ اس کی وضاحت فرمائیں پیر صاحب:- چونکہ آپ کے پروفیسر صاحب کلمہ حق کہنے اور کسی دلیل و سوال کا جواب دینے کی اہلیت سے محروم ہیں اور انہوں نے اپنے خلاف شائع ہونے والی دس مستقل تصانیف کا بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لئے آپ کی طرف ان کا ہمنوا ہونے اور مخلوط علماء کونسل کا چیئر مین ہونے کے باعث رجوع کیا گیا ہے۔ خدا را آپ ضرور توجہ فرمائیں۔ اور اس استفسار کی ساری شفقت کا ترتیباً جواب تحریر فرما کر اپنی دینی اخلاقی شرعی اور منہی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں۔ نیز گزارش ہے کہ آپ کے شیخ طریقت حضرت علامہ خواجہ قمر الدین صاحب سیلوی علیہ رحمۃ نے مخالفین صحابہ کے متعلق جو کتاب اور فتاویٰ تحریر فرمائے ہیں۔ ان پر بھی نظر فرمائیں تو بہتر ہے۔



# تفسیر ضیاء القرآن میں اتحاد کا رد و عملاً اتحاد کا معرکہ

ماہنامہ رمضان سے پہلے اپنی منکبین شان

رسالت و مخالفین شان صحابیت پر مشتمل پروفیسری اتحاد کے چیئرمین و ترجمان پیر محمد کرم شاہ صاحب کی خدمت میں بعنوان ”پیر صاحب سے استفسار“

ہم نے دو احادیث صریحہ کی روشنی میں چھ سات شقوں پر مشتمل مضمون میں یہ عرض کیا تھا کہ ”چونکہ آپ کے پروفیسر صاحب کلمہ حق کہنے اور کسی دلیل و سوال کا جواب دینے کی اہلیت سے محروم ہیں۔۔۔ اس لئے آپ کی طرف ان کا ہمنوا ہونے اور مخلوط علماء کو نسل کا چیئر مین ہونے کے باعث رجوع کیا گیا ہے۔ الخ

مگر افسوس: کہ پیر صاحب نے بھی اپنے مدد و منظور نظر پروفیسر صاحب کی طرح نہ کوئی جواب دیا ہے نہ رجوع الی الحق کا اعلان کیا ہے۔ تعجب ہے کہ اپنی ہی لکھی ہوئی باتوں پر نہ عمل کیا جاتا ہے اور نہ قول و فعل کے تضاد کا معہ حل کیا جاتا ہے۔ پیر صاحب اپنی بزرگی و علمی مقام اور مفسر قرآن ہونے کے ناطہ سے اگر پروفیسر طاہر القادری صاحب سے حق جواب نہیں دے سکتے۔ تو کم از کم خود کو صورت حال کی وضاحت کرنا اور اپنے اتحاد

کی احادیث مبارکہ سے مطابقت کرنا ان پر ضروری ہے۔ اور اگر وہ جواب دینے کی زحمت گوارا نہیں فرما سکتے۔ تو پھر اپنے قول و فعل کے تضادات کے معنوں سے ہی اہلسنت کو صاف رکھیں۔ اور عوام کو تذبذب میں ڈالنا نہ کریں بلکہ غیر عشق اور مسلک اہلسنت پر ثابت قدمی کا

بہر حال یہ گزشتہ استفسار کے جواب کی یاد دہانی کرنے کے بعد ہم پیر صاحب کی تفسیر ”ضیاء القرآن“ کی روشنی میں ان سے مزید استفسار کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جب آپ نے آیات فداوندی کی تفسیر میں جا بجا بد مذہبوں اور گمراہ فرقوں سے اتحاد کا رد کیا ہے۔ اور ان سے اجتناب و بعد کا فتویٰ دیا ہے تو اب پروفیسر صاحب کے زیر اثر شیعہ دیانہ و ہابیہ سے آپ کے اتحاد کا کیا جواز ہے؟ کیا شیعہ دیانہ و ہابیہ اپنے عقائد باطلہ کی بنا پر بد مذہب گمراہ نہیں؟ یا

پیر صاحب کی تفسیر و فتویٰ منسوخ ہو گیا ہے؟ ملاحظہ ہو۔ مخالفین شان صحابہ کے رد میں ماہنامہ ”ضیاء ازم“ کے

چار چار سو صفحات کے ضخیم ”صدیق اکبر“ اور ”فاروق اعظم“ کے علاوہ تفسیر ”ضیاء القرآن“ میں جا بجا اس اتحاد کا کیا رد کیا گیا ہے پہلی آیت: حَتَّىٰ يَخِزُّوا الْجَنِّتَ مِنَ الطَّيِّبِ (جب تک الگ الگ نہ کر دے پلید کو پاک سے) کے تحت لکھا ہے۔

”حکمت الہی اس بات کی روادار نہیں کہ مخلص و منافق آپس میں ملے رہیں بلکہ ان کو الگ الگ کرنا ضروری ہے۔ (ضیاء القرآن ج ۱ ص ۴۳)

دوسری آیت: فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ رَاقِمَتٍ بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ کے ساتھ) کے تحت لکھا ہے: ”تمام گمراہ فرقوں کی مجلسوں اور جلسوں میں بیٹھنے کا یہی حکم ہے (کہ جو شخص ایسی مجلسوں میں شرکت کرتا ہے۔ وہ بھی گناہ میں برابر کا شریک ہوتا ہے) کیونکہ محبت کا اثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

تِلْكَ آيَاتُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا أَوْلِيَاءَ دُونِ اللَّهِ يُغْنِي عَنْهُمْ أَوْلِيَاءُ لَهُمْ فِي الْحَرْبِ وَلَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَلَا يُفْلِحُونَ (تیسری آیت :- فَلَا تَتَّخِذُوا بَعْدَ الذِّكْرِ آلَ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ) مت بیٹھو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے پاس کے تحت لکھا ہے کہ "آج کل کی عام گمراہی کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ اس حکم پر عمل نہیں کرتے اور بد عقیدہ لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے میں کوئی ضرر نہیں سمجھتے نتیجہ وہی نکلتا ہے کہ متعدی مرض کے مریض کے پاس بیٹھنے والا بھی اس مرض کا شکار ہو جاتا ہے (منیاء القرآن ج ۱ ص ۵۶)

چوتھی آیت :- لَا تَعْلَمُهُمْ عَنْهُمْ تَعْلَمُهُمْ سَعْدُ بِهِمْ مَوْلَانِ کے تحت لکھا ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جمعہ کے روز خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اے فلاں اٹھو یہاں سے نکل جاؤ تم منافق ہو چنانچہ ان کے نام لے کر انہیں نکال دیا اور ان کو رسوا کیا۔ یہ پہلا عذاب تھا دوسرا عذاب قبر میں ہو گا (تفسیر روح المعانی وغیرہ) اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ...

حضور نے جمعہ کے دن بھرے مجمع میں ان کے نام لے کر نکل جانے کا حکم فرمایا۔ (منیاء القرآن ج ۲ ص ۲۴۹) اور لَا تَعْلَمُهُمْ میں جو علم کی نفی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور اللہ کے بتائے بغیر خود بخود انہیں نہیں جانتے اور ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ حضور کے پاس جو علم ہے وہ اللہ تعالیٰ کا سکنا یا ہوا ہے (منیاء القرآن جلد ۲ ص ۲۴۹) یا بخوبی آیت :- وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَا تَكُونُوا أَنسَارًا اور مت جھکوان کی طرف جنہوں نے ظلم کیا ورنہ چھوٹے گی۔ تمہیں بھی آگ کے تحت لکھا ہے۔

یہاں مقصد یہ ہے کہ ظالموں کی مدد ہمت (خوشامد) مت کرو... علامہ بیضاوی نے فرمایا۔ لَا تَمِيلُوا إِلَيْهِمْ أَوْ فِي مِيلٍ۔ یعنی ان کی طرف کھوڑا سا

قلبی میلان بھی مت کرو... ابو العالیہ نے کہا۔ لَا تَرْضُوا أَعْمَالَهُمْ (قرطبی) ان کے اعمال کو پسند نہ کرو۔ اس آیت سے صراحت

معلوم ہوا :- کہ ● ان بد مذہبوں کے پاس بیٹھنا اور ان کی مجلس جلوسوں میں شرکت کرنا عذاب الہی کا باعث ہے ● ہم اپنی نادانی سے ان کی صحبت کو بے ضرر خیال کرتے ہیں اور اپنی سادہ لوحی سے

بے دھڑک ان کے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں ● لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ وہ ہر وقت اس موقع کی تاڑ میں رہتے ہیں ● جبکہ وہ پھونک مار کر تمہارے ایمان کی شمع کو گل کر دیں ● اس لئے اہل اسلام

کا یہ فرض ہے کہ وہ ان بد عقیدہ لوگوں کی صحبت سے احتراز کریں اور اپنے ایمان کی حفاظت کریں ● نیز اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان لوگوں کی سنگت کرنا اور ان کی تقویت کا باعث بننا جو

لوگوں کے حقوق تلف کرتے ہیں یہ بھی شرعاً ناجائز ہے ● تمہاری تائید اور اعانت صرف ان لوگوں کے لئے ہونی چاہیئے جو صحیح عقیدہ کے علمبردار ہیں ● اور اپنی عملی زندگی میں عدل و انصاف کی قدروں کو سر بلند دیکھنے کے لئے کوشاں ہیں۔

● مذاہب باطلہ کی فرقہ بازیاں سیاسی حلقہ بندیوں اور قبائلی تعصب ملت کے لئے تباہ کن ہیں۔ اور اس کے شیرازہ بکھیرنے کا موجب ہیں۔

(منیاء القرآن ج ۲ ص ۲۴۹)

حصہ چوتھا :- یاد فرمائیں کہ انہوں نے کلام خداوندی کی روشنی میں بد عقیدہ بد مذہب ظالموں کے ساتھ اتحاد و میل و ملاپ اور ان کی صحبت و مجلس کا کتنا شدید رد فرمایا ہے اور اس کے بعد اگر وہ ظاہر تعادری کو دیکھ کر راستہ پر نہیں لاسکتے تو کم از کم خود ہی غلطی کو نسل سے مستغنی ہو جائیں۔



# ضیاء القرآن میں مخالفین کا رد عملاً اتحاد چہ معنی دارد؟

”تفسیر ضیاء القرآن میں اتحاد کا رد اور عملاً اتحاد کا معنی“ نیز

”پیر صاحب سے استفسار“

اپنے ملاحظہ کیا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ پیر صاحب نے اپنے رفیق خاص پروفیسر طاہر القادری کی ملکیت کے زیر اثر لاہور میں ولادت باسعادت کی بارہویں پاک رات میں ناپاک اور گستاخانہ عقائد رکھنے والے فرقوں کے علماء سے نہ صرف عملاً اتحاد کیا بلکہ اس اتحاد کی ”مخلوط علماء کو نسل“ کے چیر میں بھی منتخب ہوئے اس لئے پیر صاحب پر لازم و فرض تھا کہ وہ ہمارے استفسار اور ”ضیاء القرآن“ کے پیش کردہ حوالہ جات کی روشنی میں اپنے اتحاد کا شرعی جواز پیش کر کے اپنا اور اپنے رفیق خاص کا حق بجانب ہونا ثابت کرتے اور یار جوع الی الحق فرما کر اس نام نہاد اتحاد سے اظہار برأت فرماتے اور مخلوط کو نسل سے مستغنی ہونے کا اعلان کرتے، مگر افسوس کہ بایں زندگی و مقبر قرآن

ہونے کے پردہ فیر کی ہرج پیر صاحب بھی خاموش ہیں۔ حالانکہ حق بیانی سے خاموشی ان کے شایان شان نہیں۔

ہو سکتا ہے کہ پیر صاحب اور ان کے پروفیسر صاحب ہمیں حق و صغیر تصور کر کے اپنے ”سٹینڈرڈ“ کا نہ سمجھ کر نظر انداز فرما رہے ہوں۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اگرچہ ہم چھوٹے ہیں۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ ہمارا موقف

اور ہمارے دلائل بہت بڑے ہیں۔ خصوصاً جبکہ خود یہ دلائل ان کی تفسیر و مسلمات سے پیش کئے جا رہے ہیں۔ لہذا ان کا جواب شرعاً اخلاقاً ضروری ہے۔ اور استفسار کی تیسری قسم حاضر خدمت ہے۔

آیہ مبارکہ: مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ کے تحت مخالفین صحابہ شیعہ شنیعہ کے متعلق لکھا ہے آج بھی صحابہ کرام سے محبت و عقیدت ایمان کی علامت ہے اور ان سے کینہ و عداوت ان کی بدگوئی اور غیبت ان کے حیرت انگیز کارناموں کا انکار وہی لوگ کرتے ہیں۔ جن کے دلوں میں کھوٹا ہوتا ہے۔۔۔ یہی لوگ ان پاکیزہ ہستیوں پر طرح طرح کی الزام تراشیاں کرتے ہیں جن کی تعریف سے قرآن کریم بھرا ہوا ہے

... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا کہ ایک ایسا گروہ پیدا ہو گا۔ جن کے دلوں میں صحابہ کرام کا بغض و عناد ہو گا اس لئے حضور نے پہلے ہی اپنی امت کو اس گروہ کی شرانگیزیوں سے آگاہ کر دیا۔۔۔ جو لوگ کسی غلط فہمی کے باعث صحابہ کرام کے بارہ میں سوئچن میں مبتلا ہیں۔

انہیں چاہیے کہ یَغْنِیَ بَہِمُ الْکُفَّارُ کے جملہ میں غور کریں اور ارشادات رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو غور سے پڑھیں۔۔۔۔۔ بعض لوگوں کے دلوں میں اسلام سے عداوت کی جڑیں اتنی گہری ہیں کہ وہ حق سننے اور دیکھنے سے

گم رہے ہیں۔ (ضیاء القرآن جلد ۲۵ ص ۱۵۵) (مختصاً)

ثانی اثبتین اذھما فی العار کے تحت لکھا ہے کہ

عے کفار صحابہ کو دیکھ کر غصہ سے تپتی و تاب کھلتے ہیں۔

ستیائاس پر تو تعصب اور ہٹ دھرمی کا کہ یہ دل سے غلو میں عقل سے فہم تر بان سے اعتراف حق اور قلم سے اظہار صداقت کی جرأت سلب کر لیتی ہے۔۔۔ اور انسان ایسی بہکی بہکی باتیں کرنے لگتا ہے کہ ٹھنڈے مارے شرم کے پانی پانی ہو جاتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر بلکہ تحریف کرتے ہوئے بعض شیعہ علماء نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ اس کی ایک دردناک مثال ہے مناسب تو یہ تھا کہ ضیاء القرآن کے صفحات ایسے بے معنی مباحث سے پاک رہتے۔ لیکن محبت اہل بیت کی آڑ میں قہر اسلام کو منہدم کرنے کی جو ناپاک کوششیں ہو رہی ہیں ان کا تقاضہ یہ ہے کہ ان باتوں کو بھی زیر بحث لایا جائے تاکہ سادہ لوح عوام کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر منارِ ایمان کو گم نہ کر بیٹھیں۔ واللہ ولی التوفیق۔

بعض شیعہ مصنفین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو داغدار کرنے کے جنون میں آیت طیبہ پر اس طرح طبع آزمائی کی ہے کہ دل لرز اٹھتا ہے۔۔۔ جب اللہ تعالیٰ کی توفیق ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔ تو انسان ایسی ہی بے سرو پا باتیں کرنے لگتا ہے۔۔۔ اگر آج کل بے عمل مسلمان حضرت صدیق اکبر پر زبان طعن دراز کرنے کی جرأت کرتا ہے تو وہ اپنا ہی کچھ بگاڑتا ہے۔ صدیق اکبر کی شان میں کمی نہیں ہو سکتی۔۔۔ اور کوئی صاحب ایمان ایسا کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ راہ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور شمع جمال مصطفوی کے پروانوں کی عزت و احترام اور پیروی کی سعادت سے بہرہ اندوز کرے۔ آمین (تفسیر ضیاء القرآن ص ۲۱۳ جلد دوم) بیعت رضوان :- کے بیان کے تحت لکھا ہے کہ

”اگر کوئی بد باطن یا کم فہم ان (صحابہ) سے برہم یا ناراض ہوتا ہے۔ تو ہوتا رہے۔ ان کی شان رفیع میں گستاخی کرتا ہے تو کرتا رہے۔ اس طرح وہ اپنا نامہ اعمال سیاہ کرے گا۔ ان نفوس قدسیہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ (ضیاء القرآن جلد ۲ ص ۵۵)“

کے متعلق بھی پیر محمد کرم **شیعہ بعد بابیہ :-** شاہ صاحب نے اپنی تفسیر میں جابجا پر زور دے کر فرما کر بھولے بھالے سُنی مسلمانوں کو ان کی گستاخانہ ذہنیت سے خبردار کیا ہے (ملاحظہ فرمائیے) جو لوگ (علم غیب) کو یہاں تک تنگ کر دیتے ہیں کہ حضور کو اور تو اور اپنے انجام کا بھی علم نہ تھا ان کی تنگ دلی اور تنگ نظری مستحق ہزار تأسف ہے۔ (ضیاء القرآن ج ۱ ص ۳۱)

”یہ کہنا کتنی بڑی جسارت بلکہ گستاخی ہے کہ حضور پر نور شافع یوم النور صلی اللہ علیہ وسلم کو لغو بذات اللہ اپنے انجام کی خبر نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نور ایمان سے محروم نہ کر دے ورنہ حضرت انسان بایں جبہ و دستار ہر مرتبہ لوگوں کے سامنے اس قسم کی ہرزہ سرائی کرتے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔ (دلائل و اقوالہ الا باللہ العلی العظیم) (ضیاء القرآن ج ۲ ص ۲۱۳)“

”قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِي فَسْرًا وَلَا لِقَعًا اَلَا مَا نَشَاءُ اللّٰہُ“ کے تحت لکھا ہے۔ ”یار لوگوں نے اس آیت کی آڑ لے کر حضور رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کا انکار شروع کر دیا اور ایسی اناپ شناپ باتیں کرنے لگے جن سے دین و دانش دونوں ہی ترمندگی محسوس کرتے ہیں۔ کہ حضور کچھ نہیں دیتے۔ حضور کچھ نہیں کر سکتے۔ بارگاہ رسالت میں اپنے دیکھ ب و درودوں کی فریاد کرنا ترک ہے وغیرہ وغیرہ (ضیاء القرآن ج ۲ ص ۲۱۳)“



لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ كَتَبْنَا لَهُ كِتَابًا فِيهِ آيَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ  
 کہہ جولوگ حضور کی شان رفیع میں سوتیانہ باتیں کرتے ہیں۔ حضور کے علم خدا اور پر معترض ہوتے ہیں۔

ادب و احترام کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ وہ اپنے انجام کے بارے میں خود سوچتے ہیں۔ اس جملہ میں گستاخوں کی اس محرومی و بد نصیبی کا بیان ہے۔ اس کو سن کر بھی علم و زہد کا خمار اگر نہ اترے فضیلت و پارسائی کا حلسم اگر نہ ٹوٹے تو بد قسمتی کی انتہا ہے۔ اعمال کا جو بارگاہ تم نے لگایا تھا اسے تو بے ادبی اور گستاخی کی باد صحر صر نے خاک سیاہ بنا کر رکھ دیا ہے (ضیاء القرآن جلد ۳ ص ۵۵)

کتاب تحذیر الناس میری نظر میں

پر صاحب رقم طراز ہیں کہ: یونہی

سلک کے۔ مولوی محبوب خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک

اور صفات کمال کو بدھ تنقید

بنا یا کرتے۔ کبھی علم خدا داد

پر اعتراضات کی بوجھا کرتے

اور بڑی ڈھٹائی سے دنیا کو

بتایا جاتا کہ دین اسلام کا دھٹی

العیاذ باللہ بے علم یا کم علم تھا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے عشاق جب اپنے روز و ریم

آفاق خدمت میں درو بھری فریاد

کرتے تو انہیں مشرک بلکہ ابو جہل

اور ابو لہب سے بھی بڑے مشرک

اور کافر کہا جاتا کہ جنہیں

یا رسول اللہ کہہ کر پکارتے بڑے

انہیں تو دیوار کے پیچھے با بھی علم نہیں تھا۔ حضور کو اپنا جیسا بشر یا زیادہ سے زیادہ بڑا بھائی کہنے کہلانے پر اصرار کیا جاتا اور یہ کہنے اور غرائے والے وہ لوگ تھے۔ جو اپنے آپ کو دیوبندی کہتے۔

تحذیر الناس :- (از مولوی قاسم نانوتوی بانی دیوبند)

کی (ختم نبوت کے خلاف) متعدد ایسی عبارات ہیں۔ جن پر

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے شدید نوحیت کی گرفت کی

... آپ کی اس بے باک تنقید کے باعث مسلمان بیدار ہو گئے۔

ایک طرف نام نہاد خالص بریلوی انداز میں یہ تھرمکات اور دوسری

طرف انہی بے ادب و بد عقیدہ لوگوں سے اتحاد و مخلوط کونسل کی

دھچک دینی کا سہمہ کتنی عجیب چیز ہے اور اپنا سہمہ چل نہ کرنا اس پر مستزاد

## اعلیٰ حضرت کا سد اسرار روح پرور پیغام

دشمنی احمد پہ شدت کیجئے  
 ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں  
 مثل فارس نہ لڑ لے ہوں نجد میں  
 غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل  
 نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا  
 کیجئے جبر جا انہیں کا صبح و شام  
 شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب  
 ظالمو۔ محبوب کا حق تحق یہی؟  
 ملحدوں کا شک نکل جائے حضور

جو نہ بھولا ہم عزیزوں کو رخصا (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

یا داس کی اپنی عادت کیجئے  
 (صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و صحبہ وسلم)

نے لے کی گئی۔ جو ”رضائے مصطفیٰ“ کے مفہامین کی طرح ماشاء اللہ آج تک لاجواب ہے اور بفضلہ تعالیٰ بہت مقبول و مفید ثابت ہوئی ہے۔ ثبوت اس کا یہ ہے کہ ماہِ جمادی الاخریٰ سنہ ۱۳۸۷ھ میں کتاب ”خطرہ کی گھنٹی“ کا اعلان ہوا تو بفضلہ تعالیٰ ڈیڑھ دو ماہ میں پہلا ایڈیشن ختم اور دوسرا ایڈیشن تیار ہو گیا۔ اور الحمد للہ تعالیٰ نہ کوئی شخص کتاب پر حرف گیری کر سکا اور نہ کوئی دلائل و حوالہ جات کی تغلیط و کمزیر کر سکا۔ برعکس اس کے جس بھی تحقیق و انصاف پسند شخص نے کتاب کو دیکھا اور پڑھا وہ اس سے متاثر ہوا کہ کلمہ خیر کہا اور حوصلہ افزائی و دعائے خیر فرمائی اس سلسلہ میں کراچی کے احباب اہلسنت نے بالخصوص دلچسپی لی اور کثیر تعداد میں کتاب منگوا کر تقسیم کی اور پھر ادارہ سے اجازت لے کر خود چھپوا کر مفت اشاعت کی۔ اس سلسلہ میں محدثیت نعمت کے طرز پر بروقت کھڑی کی پذیرائی کے متعلق بعض علماء و احباب کے تاثرات پیش خدمت ہیں۔

## ”خطرہ کی گھنٹی“ نے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی لاج رکھ لی

فنیصل آباد :- ”سلام سنون! آپ کی کوششیں مشکور ہیں۔“ ”خطرہ کی گھنٹی“ کو جس نے پڑھا، تعریف کی اور بروقت اقدام فرمانے کو سراہا۔ محمد اللہ کریم سے زور بیان اور زیادہ“ (مولانا) محمد احسان الحق غفرلہ کراچی :- ”الحمد للہ ”رضائے مصطفیٰ“ اپنی صحیح منزل پر گامزن ہے کتاب ”خطرہ کی گھنٹی“، ماشاء اللہ بہت عمدہ ہے۔ حق قبول کرنے کے لئے اور کیا دلائل چاہیں؟“ (شیخ محمد قادری قادریہ منزل کراچی) ● کتاب ”خطرہ کی گھنٹی“ کا مطالعہ کیا۔ بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے اہلسنت کے اس عظیم کام کو سرانجام دیا۔ جو وقت کی ایک اہم ضرورت تھی۔ یہ عظیم خدمت ہے جسے جتنا بھی سراہا جائے کم ہے۔ (محمد سلیم دارالعلوم عطاریہ کراچی) ● ”یہاں اکثر لوگوں نے ”خطرہ کی گھنٹی“ دیکھ کر تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب کو حق کا پرہیز بلند کرنے کی اور بھی توفیق دے۔ اور صلاحیت ایسے فتنوں کا سبب کرنے کی توفیق بخشے آمین!“ (محمد عنایت اللہ قادری۔ فضل الرحمن قادری کراچی)

حیدر آباد :- ”گزشتہ ہفتہ ”خطرہ کی گھنٹی“ کا آرڈر دیا تھا۔ اس میں ۲۵ کچھ تھیں۔ اب فی الفور غدر ارسال فرمادیں۔“ (مولانا مفتی احمد میاں برکاتی پرنسپل دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد) ● ”جناب نے اہلسنت جماعت کی جس بے باکی سے اشاعت و ترویج کا بیڑا اٹھایا ہے۔ وہ قابلِ تعریف ہے آپ کی ہی کاوش سے لوگ طاہر الفقاہری کا اصل ردِ پب سمجھ سکے۔ اس سلسلہ میں آپ کی کتاب ”خطرہ کی گھنٹی“ ایک اہم دستاویز ہے۔“ (مشتاق احمد قادری لطیف آباد حیدر آباد)

چنیوٹ :- کتاب ”خطرہ کی گھنٹی“ ملی فوراً پڑھ ڈالی۔ ماشاء اللہ دریا کوزے میں بند کر دیا ہے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے مشن کی لاج رکھ لی ہے۔ الحمد للہ جب بھی مسائل حق پر گرد و غبار، غادر پڑے



# مولانا محمد عجب صاحب سب مفتی مولانا عبدالرشید صاحب ستارہ حق

کے ساتھ گھٹ جوڑا اور صلح کی کا روپ دھار لیا ہے جو دیانت کے خلاف ہے۔

محضور رحمۃ اللعالمین کی ذات کو تو حکم ملا ہے۔ یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم۔ یعنی آپ کفار و منافقین سے جہاد کریں اور ان پر سختی کریں۔ اور یہ صاحبین اس کے برعکس ان سے اتحاد و اتفاق کی کچھڑی پکائیں اور ان سے مل بیٹھیں ان سے تعلقات استوار کریں۔ یہ کہاں کی دیانتداری ہے۔ ۱۶۔ اللہ کے مقبول بندوں کی علامت مومنوں سے پیارا اور بے دینوں سے جہاد ہے۔ اور ساتھ ہی اس جہاد کے دوران کسی کی ملامت سے خود فرزدہ بھی نہیں ہوتے۔ اذلت علی المؤمنین اعزۃ علی الکفرین یجادون فی سبیل اللہ ولا یخافون لدمت لائم۔ لیکن اس کے برعکس پر فقیر

صاحب و پیر صاحب بے دینوں سے پیار و اتحاد اور اپنوں سے دوری اختیار کرتے ہیں۔ شاید کسی مصلحت کے پیش نظر یہ اتحاد عمل میں لایا گیا ہے۔ حالانکہ ارشاد باری ہے۔ لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر لواء دون

من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءهم و ابناءهم و اخوانهم و عشیرتہم۔ و یا یہ تجدید و روافض سبھی کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں بن سکتے۔ اور نہ ہی ایسی امید رکھنی چاہیے ارشاد باری ہے۔ یحلفون باللہ لکم لیرعنکم واللہ ورسولہ احق ان یرعنو ان کاؤا المؤمنین۔ یعنی منافقین تمہیں قسمیں کھما کر راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر وہ مومن ہونے تو ان کا حق تھا کہ وہ خدا اور اس کے رسول کو راضی کرتے۔

آپ کا شائع کردہ مضمون بعنوان ”پیر صاحب سے استفسار“ اول سے آخر تک پڑھا یا کل درست و صحیح پایا۔ فقیر اس کی من و عن تصدیق کرتا ہے۔ مزید برآں • مسلک حق اہلسنت و جماعت ایک ناجی جماعت سواد اعظم ہے۔ جس کی حقانیت کی تصدیق احادیث نبویہ علی صاحبہا الوف التیجہ سے ہوتی ہے۔ مانا علیہ و اصحابی اتبعوا السواد الاعظم ید اللہ علی الجماعت • اور اس جلیل القدر جماعت کے خیر ہونے کی بشارت خود مولاکریم دیتے ہوئے ساتھ ہی اس کا فریقہ یا نشانی کی نشاندہی بھی فرمائی۔ کنتم خیر امتہ اخرجت للناس تا مرون بالمعروف و تنہون عن المنکر یعنی بہترین امت کی علامت یہ ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں۔

پیر و غیر صاحب اور پیر صاحب نے اپنی جماعت میں کونسی کمی محسوس کی ہے مکی بنا پر دشمنان خدا و رسول (جل علا و علی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی آغوش میں لے کر سستی شہرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ عزوجل اور انبیاء علیہم السلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کا حکم دیا ہے اور اس پر صحابہ کرام سے لے کر آج تک سلف الصالحین نے عمل کرتے ہوئے بر مذہبوں کا رد و البطل تقریری تحریری و عملی فرما کر رضائے الہی و رضائے مصطفیٰ (جل و علا صلی اللہ علیہ وسلم) حاصل کر کے مقام حاصل کیا ہے • آج ان صاحبین نے اس حکم اور سیرت صالحین کو منسوخ سمجھ کر بے دینوں

# ”ضیاءِ حرم“ کا ردِ تجدیدیت میں ایک اہم مضمون

شرعیات اور عین اسلام سمجھ لیتے ہیں اور جو چیز عقل و فہم کی رسانی سے بالاتر ہو وہ ان کے نزدیک شرک اور بدعت ہے وہ یہ نہیں جانتے کہ ان کے علم و عقل کا دائرہ کنوئیں کے بینڈک کے دائرہ سے زیادہ وسیع نہیں۔

**بیکو بیکو!** اے عامۃ الناس • ان نابہ رول کی طرف معمولی ساقبسی رجحان بھی نہ کر دے

در نہ دوزخ کی آگ میں جھلس جاؤ گے • ان کی صحبت میں مت بیٹھو • کیونکہ ان کے فاسد و خوبصورت ہیں • لیکن باطن بدبختی اور شقاوت سے لبریز ہیں • ان کی ربا کا راز نمازیں اور تلاوت قرآن تمہیں دھوکہ میں مبتلا نہ کر دیں۔

کیونکہ قرآن حکیم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا اور دل پر اثر انداز نہیں ہوتا • ان ظالموں کو ہدایت کی نعمت کیسے مل سکتی ہے جب کہ انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا بھی خوف نہیں • یہ لوگوں کے سامنے اس کے پیلے حبیب کی نشانی گھٹا کر بیان کرتے ہیں اور آپ کے ارفع اعلیٰ مرتبہ کو پست ثابت کرنے کی مذموم کوشش کرتے

ہیں • ارشاد باری تعالیٰ ہے • ”یہ نادان اپنی زبانوں پر کتنی نازیبا اور غیر معقول بات کہتے ہیں اور کتنا سفید جھوٹ بول رہے ہیں • قریب ہے کہ ان کے خرافات سے آسمان شق ہو جائے، زمین پھٹ جائے اور پہاڑ لرزہ بر اندام ہو کر گر پڑیں • کیونکہ ان ظالموں نے ذات معصوفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ایسی ایسی عجیب و غریب باتیں منسوب کر دی ہیں جو آپ جیسی عظیم ہستی کی بلند و بالا شان اور علو مرتبت سے انتہائی بعید ہیں • وہ نیرتابان • مہر دغاں

بیر محمد کرم شاہ صاحب کی زیر سرپرستی شائع ہونے والا ماہنامہ ”ضیاءِ حرم“ اگرچہ کافی حد تک صلاحیت میں طاہر القادری کا ہم نوا بلکہ اس کے مضامین و انٹرویو کا ناشر ہے • مگر حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی علیہ الرحمۃ کا درج ذیل مضمون شائع کر کے ”ضیاءِ حرم“ نے صلاحیت و پرد فیسری مسلک کا خوب راز کیا ہے گویا • ”یہ انقلابات ہیں زمانہ کے“ کا ایک نمونہ لکھا ہے کہ ”تجدیدی“ یہ وہ لوگ ہیں جو بغیر علم کے فتویٰ دیتے ہیں • نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کو بدعت سمجھتے ہیں • اور بدعت کو سنت خیال کرتے ہیں • جو سعادت مندان کے اس پسندیدہ عقیدہ کو نہ اپنائے اسے مشرک تصور کرتے ہیں • ان کے پاس شرک کے خزانے ہیں • شرک کے علاوہ ان کم فہموں کے پاس اور کوئی چیز نہیں • جسے چاہیں مشرک بنا دیں اور جسے چاہیں شرک کی سند عطا نہ کریں اور اپنے آپ کو کامل و متوحد (توحید پرست) سمجھتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ بہت سی ایسی چیزیں جو سنت سے ثابت ہیں وہ ان کے نزدیک شرک ہیں • اور کئی ناپسندیدہ امور کو وہ اپنا دہر و پیشوا سمجھتے ہیں دلائل و اقوالہ بال اللہ العلی العظیم • کتبوں کے مینڈک • بخدا یہ دیکھ کر میں درطہ نیرت میں ڈوب جاتا ہوں کہ قرآن و سنت کے اسرار و رموز سے ناواقف شخص کس طرح بے باکی کے ساتھ حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرانا پھرتا ہے جو چیز ان کی ناقص عقل اور تنگ ذہن کے دائرہ میں آجائے، اسے وہ



صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کا انکار کس طرح کرتے ہیں جبکہ خداوند ذوالجلال والاکرام خود اس ذات کی عزت و تکریم فرما رہا ہے۔

**گوش ہوش سنو** یہ بات روز روشن کی طرح عجباں ہے کہ یہ گروہ نجد

سے ظہور پذیر ہوا۔ مشکوٰۃ شریف میں باب ذکر الیمین والاشاہد کے اندر بنجاری شریف کے حوالے سے یہ روایت موجود ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

فرماتے ہیں کہ ایک روز دریا کے رحمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ش میں تھا۔ بارگاہ الہی میں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی: اے اللہ ہمارے لئے ہمارے ملک شام میں برکت دے۔ اے اللہ! ہمارے لئے ملک یمین میں برکت دے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ

علیک وسلم! نجد کے لئے بھی دعا فرمائیں مگر آپ خاموش رہے، حضور علیہ السلام نے پھر وہی دعا فرمائی: شام اور یمین کا ذکر فرمایا مگر نجد کا نام نہ لیا۔ صحابہ کرام نے پھر نجد کے لئے دعا کی درخواست کی۔ (مگر آپ نے سکوت فرمایا)

تیسری بار آپ نے وہی دعا فرمائی مگر نجد کا نام نہ لیا، الغرض تین بار شام اور یمین کے لئے دعائیں فرمائیں مگر نجد کے لئے دعا نہ فرمائی۔ بلکہ آخر میں فرمایا: میں اس ازلی محروم خطہ کے لئے دعا کس طرح کروں وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطانی گروہ پیدا ہوگا۔

**نجدی گروہ۔** اگر اس گروہ میں خیر و برکت اور سعادت مند کی ہلکی سی رمت بھی موجود ہوتی یا نیکی و خوش بختی کا معمولی سا شائبہ یا نشانی تک پائی باقی تو رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ان لوگوں کے لئے دعا فرماتے جنہی کہ آپ کی بارگاہ میں بار بار ان لوگوں کے لئے دعائے خیر کی درخواست

کی گئی (مگر آپ خاموش رہے) اگر ان کے بخت نارسا کئے لئے یمین و برکت کی معمولی سی بھی گنجائش ہوتی تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دعا سے قطعاً محروم نہ فرماتے ایسے بد نصیب لوگوں کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے صراحتاً ارشاد فرمایا ہے۔ اے حبیب! اگر آپ ان لوگوں کے لئے غنیمت یا شاد فرمایا ہے۔ اے حبیب! اگر آپ ان لوگوں کے لئے غنیمت نہیں فرمائے گا، لیکن چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمۃ اللعالمین کی غایتِ فاخرہ سے آراستہ ہیں۔ لہذا آپ ان کے لئے بہترین دفعہ بھی دعائے خیر فرما سکتے تھے۔ اگر خاموش رہے، پس یہ بد بختی اور گمراہ گروہ کس غنیمت سے اپنے آپ کو توحید پرست کہنا

**الہی توحید** اگر حقیقت حال ایسی ہوتی تو یہ ضرور اس دعائے نبوی سے مشرف کئے جاتے جو تمام خیرات و برکات کا منبع ہے۔ خبردار! ان کی توحید الہی توحید ہے۔ کبھی یہ کورباطن اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا داد علم غیب کا انکار کرتے ہیں۔ وہ رسول مکرم جنہیں ازل سے ابد تک تمام عالم عطا فرما دیئے گئے۔

**نایاب** کبھی یہ کم فہم اپنے کہنے اور ناپاک وجودوں کو ناجدار آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم مثل ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ آپ اس وقت بھی نبی تھے۔ جب ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کا جو دمی اور گائے میں تیار ہو رہا تھا اور جو اس وقت بھی نبوت کے تخت پر جلوہ افروز تھے جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ تو جو ذات اقدس حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی پہلے نبوت کے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے تو ایسی عظیم المرتبت ہستی کا ہم میں سے کون شخص ہم مثل ہو سکتا ہے؟ (فنائے حرم جون سہیل اس قدر مزاح و تندرست کے بعد اس کے بعد اس کی تشریح و تفسیر

# ”ضیاءِ حرم“ میں ”فرقہ طاہریہ“ کی تشہیر و ترجمانی

مسک کی بالائری نہیں۔ ”اپنے مسک کی بالائری کے لئے دوسرے مسک کی توہین اور تکفیر دینداری نہیں۔ بلکہ علین فرقہ واریت ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ اُمتِ مسلمہ کے مختلف طبقات کو ساتھ لے کر چلیں۔ میں خفیت یا مسک اہلسنت کی بالائری کے لئے کام نہیں کر رہا۔“ حنفی کا ہو کر دوسرے مسک کا احترام میرے دل کا افتخار بن چکا۔ ”ہم نے ادارہ منہاج القرآن اس لئے قائم کیا ہے کہ دور

## غیر مقلدیت

زوال کے اڑھائی سو سالہ علمی جمود کو توڑا جائے (ص ۲)۔  
 • منہج ذہن افکار تازہ کی نمود کی بجائے علوم کے پرانے درخت پر ہی اکتفا کرتے ہیں (ص ۳)۔ ہم تقلید سے آگے نہیں بڑھتے۔ ذہن و فکر پر جمود کی کیفیت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے طلباء کو تقابلی مطالعہ نہیں کراتے (ص ۲۵)۔  
 • میری دعوت خفیت کا شخص نہیں۔ میں تو نظریات اور عقائد کے باب میں تقلید کرتا ہوں (ص ۴)۔ جامد تقلید کے ساتھ دینی اقدار کے فروغ اور محافظت کا فریضہ سرانجام نہیں دیا جاسکتا۔ (ص ۲۵)۔ ہم اپنی بے بسری اور کورڈوئی کی بدولت اسلامی تعلیمات کو جامد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم نے پہلا مصدر فقہ کی کتب، اجماع و قیاس کو بنالیا ہے اور اپنے مسک کی کتابوں کو کتابتِ سنت کا بدل بنالیا ہے میرے نزدیک فرقہ واریت شرک فی النبوت سے پیدا ہوتی ہے۔  
 • ہمارے علماء و فقہاء انتہا پسندی کو چھو رہے ہیں۔ ہم افراط و تفریط دونوں صورتوں کی مذمت کرتے ہیں۔ (ص ۳۲)۔  
 افتاء و خفیت الیاد اور جو کہ نہ زور غیب متاثر بائی کی طرح تقلید فقہ اور علماء و فقہاء پر ظمن تشیع اور مقلدیت غیر مقلدیت کی تشہیر و ترجمانی نہیں

پیر صاحب کے ماہنامہ ”ضیاءِ حرم“ نے شروع سے ہی ”فرقہ طاہریہ“ کے سربراہ کی جسطرح حوصلہ افزائی اور اس کی تشہیر و ترجمانی کی ہے اس کا ایک نہایت اہم نمونہ ”ضیاءِ حرم“ فروری ۱۹۸۷ء میں شائع شدہ انٹرویو ہے جس کے بعض اقتباسات علماء و احباب اہلسنت کے لئے لمحہ فکریہ ہیں۔ جن میں پروفیسر صاحب فرماتے ہیں۔  
 ”ہمارے“ اجتماعات ہیں اہلحدیث سے شیعہ تک شرکت

## صلح کلیت

کرتے ہیں۔ ہمارے ممبران (منہاج القرآن) میں دیوبندی اہلحدیث اور شیعہ حضرات کی تعداد بیسیوں تک پہنچتی ہے۔  
 ص ۲۔ ”ہم منہاج القرآن میں داخلہ کے وقت مسک کا امتیاز نہیں برتتے۔ کسی بھی مسک کا طالب علم ہمارے ہاں داخلہ لے سکتا ہے (بلکہ) ہم دوسرے مسک کے اساتذہ بھی اپنے اداروں میں شریک ملازمت کر لیتے ہیں۔ ہمارے ہاں ایک شیعہ مسک کے استاذ اور جامعہ اشرفیہ (دیوبندی) ڈاکٹر کے استاد بھی کوئی عرصہ تک پڑھاتے رہے ہیں“ ص ۳۔ جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے۔ یہ کسی کی اپنی صوابدید پر ہے کہ جہاں چاہے تعلیم حاصل کرے۔ (ص ۴)۔ ”میرا ذاتی عمل یہ ہے کہ کسی بھی مسک کی تنظیم یا ادارہ کی طرف سے مجھے شرکت یا خطاب کی دعوت ملے تو میں بلا تامل چلا جاتا ہوں۔ میں اہل تشیع کے ہاں جا کر بھی خطاب کر چکا ہوں۔“  
 • ”ہم فرقہ دارانہ مسائل کو کسی صورت بھی زیر بحث آنے کی اجازت نہیں دیتے“ (ص ۳)



# قول و فعل کا تضاد، "ضیاء القرآن" کی روشنی میں

**پہلی آیت** (ترجمہ) "اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ۔ اور دیدہ دانستہ حق کو نہ چھپاؤ۔" • کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو۔ اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔ کیا تمہیں عقل نہیں؟" (پہلا رکوع ۵)

"اللہ تعالیٰ" • دوزخی پالیسی سے منع فرماتے ہیں یہ زبرد تو بیخ ہر اس شخص کے لئے ہے جو دوسروں کو نیکی کا حکم دے اور خود اس کے خلاف عمل پیرا ہو • خواہ وہ یہودی کہلائے یا مسلمان • قرآن حکیم نے جا بجا قول و فعل کے اختلاف سے رد کیا ہے۔

**رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام** کا معراج کی رات ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ یہ وہ خطیب تھے۔ جو لوگوں کو نیکی کا تو حکم کرتے اور اپنے نفسوں کو بھلائے رکھتے۔ حالانکہ وہ کتاب کی تلاوت بھی کرتے: "نَفْسُونَ أَنْفُسَكُمْ" کی تعبیر کتنی اثر آفرین ہے۔ یعنی تم ایسا کر کے اپنی بہتری نہیں کر رہے بلکہ تم تو وہ زیاں کار اور سود فراموش ہو جن کی نظروں سے اپنی بہتری اوجھل ہے (ملخصاً ج ۱ ص ۵)۔

**دوسری آیت** (ترجمہ) "اے ایمان والو کیوں کہتے وہ جو نہیں کرتے"

کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو" (پہلا رکوع ۹) "مسلمان کو چاہیے کہ جو زبان سے کہے اس پر عمل کرے"

کے لوگوں کو دکھائے۔ شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزرا ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ یہ آپ کی امت کے وہ خطیب تھے جو کہتے ہیں اور کرتے نہیں۔ جو کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے" (ضیاء القرآن ج ۵ ص ۲۱)

**اہل علم و انصاف** اور غیرت مند سنی بھائی ہر شادت قرآن و تفسیر "ضیاء القرآن" کی تصریحات پر غور فرمائیں۔ کہ فقہ حلی کی کتاب "دیوبند" اور رسالہ "ضیاء" کی گول مول دوغلہ پالیسی کے برعکس کس قدر وضاحت و صراحت کے ساتھ فرمایا گیا ہے کہ • حق و باطل کو نہ ملاؤ۔ اور دیدہ دانستہ حق کو نہ چھپاؤ۔ کتنی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو • اللہ تعالیٰ دوزخی پالیسی سے منع فرماتے ہیں اور ایسے دوزخ شخص کے لئے زبرد تو بیخ ہے • مسلمان کو چاہیے کہ جو زبان سے کہے اس پر عمل کر کے دکھائے • شب معراج

قول و فعل کے تضاد میں مبتلا بے عمل خطیبوں کو سخت عذاب میں دیکھا گیا۔ والبیاض باللہ تعالیٰ۔

**قرآن و ضیاء القرآن** کی ان تصریحات کے باوجود پیر صاحب کا طاہر القادری جیسے صلیبی

اور قول و فعل کے تضاد میں مبتلا ابن الوقت دوغلہ قسم کے انسان کی حوصلہ افزائی بلکہ پشت پناہی اور اس کی مدح سرائی کرنا بدنہ مہیوں پر مشتمل اسکی پیریم کونسل کا چیرمین بننا کیا بجائے خود قول و فعل کے تضاد پر مبنی نہیں ہے

(جُونِ جولائی ۱۹۸۸ء سے جُونِ جولائی ۱۹۸۹ء تک)

# بات ہے ایک سال کی

ایک سال کی کرشمے، فَا عْتَبِرُوا يَا اُولِيَ الْاَبْصَارِ (الایہ)

• مسلمان کسی کے محتاج نہیں رہیں گے۔ اور اسی

سال کے آخر میں پاکستان میں بین الاقوامی کانفرنس اور

مصر میں عالمی کنولیشن منعقد کیا جائے گا، "دجنگ لاپور" اور

مگر دیکھ لیجئے کہ حالات نہ صرف جوں کے توں ہیں

بلکہ برابر بگڑتے جا رہے ہیں۔ اور مذکورہ اعلانات میں

سے کوئی ایک بات بھی سچی ثابت نہیں ہوئی۔ بس ایک

کرشمہ دکھانا تھا۔ وہ دکھا دیا گیا۔ اللہ اللہ خیر سلا

حضرت پیر طاہر علاؤ الدین صاحب

**دوسرا کرشمہ** کوئٹہ کے صاحبزادگان کا اپنے

نہال کے رشتہ داروں میں ایک خاص قسم کی کارپم

تنازعہ ہو گیا جس پر بعض لوگوں نے دو صاحبزادگان

کو کچھ دیر اغوا کر کے چھوڑ دیا۔ چنانچہ • اس شخص نے

کوئٹہ کی بجائے گزشتہ جولائی کو لاہور میں احتجاجی

سلسلہ شروع کر کے اخبارات وغیرہ میں قیمتی اشتہارات

کی بھرمار کر دی۔ مختلف شہروں کا دورہ کیا۔ اور لوگوں

کو ناموس غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا واسطہ دے کر ۲۰

جولائی کو لاہور ایک جلوس کی صورت میں اکٹھا کیا • اور

اس کے بعد ۸ اگست ۸۸ء کو کفن بردار احتجاجی مظاہرہ

کا اعلان اور اس کی تشہیر شروع کر دی اور جب

کفن پہننے اور مظاہرہ کرنے کا وقت قریب آیا تو

کچھ وقت پہلے کفن برداری کی بجائے وزیر اعلیٰ

نواز شریف کو ساتھ لے کر چپکے سے حکام بلوچستان

ایک دور افتادہ علاقہ کے ایک نوجوان شخص کو

اس کی نوعمری میں ہی قدرت نے اپنی بے نیازی سے

اسے مختلف صلاحیتوں سے نوازا اور شہرت و دولت

سے بھی مالا مال کیا۔ مگر پنجابی محاورہ کے مطابق

"بھانڈا چھوٹا چیز بہتی" وہ نوجوان ان چیزوں

کا متحمل نہ ہو سکا۔ اور عجز و تواضع اور سجدہ شکر کی

بجائے آتش دولت و شہرت نے اس کی نفسیت

کو ایسے بھڑکایا کہ حُب جاہ و ہوس شہرت نے اسے

چین سے نہ پیٹھنے دیا۔ اور وہ اپنی نفسانیت

کی تسکین کے لئے نت نئے کرشمے دکھانے لگا

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ **زیر نظر مضمون** میں اس

کے گزشتہ سال کے بعض کرشموں کی جھلک دکھائی

گئی ہے۔ پڑھیے عبرت حاصل کیجئے۔ اور اس

شخص کے جال میں پھنسنے سے بچ جائیے۔ کیونکہ

اس میں حب جاہ و ہوس، شہرت، انانیت و نفسانیت

کے سوا کچھ نہیں۔ گزشتہ ماہ جون میں اس نے

اپنی دولت و وسائل کے بل بوتے پر لاکھوں کروڑوں

روپیہ کے خرچہ سے "لندن کانفرنس" کا انعقاد

پیر وینڈ کیا ۱۰ اور وہاں سے واپسی پر لاہور میں

اپنا جلوس نکلوایا اور یہ مشرکہ سنایا کہ

"اسلامی دولت مشترکہ" قائم کر دی گئی ہے • جو

امریکہ اور روس کے گھمنڈ کو خاک میں ملا دے گی



کے پاس جا کر کچھ ملے کر لیا۔ اور لاہور آ کر اپنے ہی طور پر اعلان کر دیا کہ ملزم گرفتار اور کفن بردار جلس ملتوی۔ گویا کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی اعلانات مذکورہ احتجاج کے دوران اس شخص نے مختلف اعلانات کر کے اپنی شیعہ بازی کا مظاہرہ کیا۔ کہ حکومت کو غوث اعظم کے فیروں کی قوت کا اندازہ نہیں۔ یہ درویش اگر پھر گئے تو حکومت کا قاتمہ کر دیں گے۔ ہم سے جو ٹکرائے گا۔ پاش پاش ہو جائے گا۔ ماریں گے مر جائیں گے۔ تحریک ہم چلائیں گے۔ ہماری ٹکر امریکی اور روسی سامراج اور عالم یہودیت سے ہے۔ ان چھوٹی موٹی حکومتوں سے محاذ آرائی تو ہمارے منصب سے گری ہوئی بات ہے۔ لیکن صاحبزادگان کے اغوا پر ہم احتجاج کی راہ چلنے پر مجبور ہو گئے ہیں (جنگ لاہور ۲ جولائی ۸۸ء)۔ لاہور کے کفن بردار جلوس میں گیارہ لاکھ افراد شرکت کریں گے۔ یہ حکومت ہسے گی یا ہم رہیں گے راخبار جنگ لاہور ۲ اگست ۸۸ء)۔ شیخ المتلح کے کردردوں عقیدت مند عظیم احتجاجی مظاہرہ کر کے حکومت کے ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیں گے۔ حکومت کے ہوش ٹھکانے لگا دیں گے۔ یا انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں یا حکمران نیست و نابود ہو جائیں۔ ہم نے طارق بن زیاد کی طرح کشتیاں جلادی ہیں۔ ہمارے اٹھے ہوئے قدم کسی بھی صورت واپس نہیں پٹ سکتے۔ (نوائے وقت لاہور ۱۹ جولائی ۱۹۸۸ء)

اہل علم و دانش غور فرمائیں کہ اس شخص کی مذکورہ دھمکیوں کو "بڑھکیں مارنے" کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ اور اگر غوث اعظم کا یہ فقیر اپنا پیچھا ہوا ہے کہ

• اس کے پیچھرنے سے حکومت کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ • اور چھوٹی بڑی حکومتیں تہہ دبالا ہو سکتی ہیں۔ تو پھر اسے اتنا پردہ پکینڈا کرے۔ • کفن بردار جلوس نکالنے اور گیارہ لاکھ بلکہ کردردوں عقیدت مندوں کو اکٹھا کرنے کے ہوائی دھماکے اعلانات کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ • اور اگر اعلان کر ہی دیا تھا۔ تو پھر پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو ساتھ لے کر بلوچستان کے وزیر اعلیٰ کے پاس جا کر کسی سودا بازی کی ضرورت کیا تھی۔ • لاکھوں کردردوں کا کفن بردار جلوس دیکھ کر حکومت خود اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتی۔ صاف ظاہر ہے کہ کفن بردار جلوس کا اعلان کرنے کے بعد آئے دال کا بھاد معلوم ہو گیا تھا۔ اس لئے کفن پوشی سے جسے حکومت بلوچستان کے ہاں حاضری بنوری ہو گئی تھی۔ • اس شخص کے بقول اگر صاحبزادگان کے اغوا کا ملزم واقعی گرفتار ہو گیا تھا۔ تو اس کو کیا سزا ملی۔ اتنے بڑے اغوا پر قانون انصاف کا تقاضہ کیسے پورا ہوا۔ اور ملزم کون سے قانونی ٹکینے میں جکڑا گیا۔ مگر یہ شخصیں ان سوالات کا کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ بلکہ کھانا تاجا سود کھا دیا۔

ماہ ربیع الاول شریف ۱۴۱۰ھ مطابق

**میسر اکرم** ۸ اکتوبر ۸۸ء میں بارہویں رات (شب ولادت) باسعادت میں مخلوط "ختم نبوت کانفرنس" کا مینار پاکستان لاہور انعقاد کیا۔ جس میں شیعہ، مودودی دیوبندی و دہلوی مولویوں کو بھی مدعو کر کے ایک نام نہاد مخلوط "سپریم کونسل" کی تشکیل کی۔ اور لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لئے یہ اعلان کیا۔ کہ میں اس کانفرنس میں نماز فجر تک سرزا طاہر نقاد بانی کا انتظار کروں گا۔ اگر اس نے

## درویشی سے چیمبرلین تک

پروفیسر صاحب کے اعلان سیاست کے بعد "منہاج القرآن" کی بہ نسبت دوسری پارٹی "عوامی تحریک" کا پروپیگنڈا زیادہ ہو گیا اور "مولانا طاہر القادری نے بھٹو اور ماڈ کی طرح "چیمبرلین" کہلانا شروع کر دیا۔ اور "مفسر قرآن" کے "قرآنی نکات" کی بجائے مردہ سیاست و معیشت اور اقتدار کے لئے عوام کو لانچ دینے اور سرباغ دکھانے پر زور خطابت صرف ہونے لگا۔ حالانکہ پہلے فرمایا کرتے تھے کہ

"میں سیاسی آدمی نہیں۔ نہ سرکاری دھڑے کا۔ نہ

ایوزیشن کا۔ میں درویش ہوں۔ دین کا خادم ہوں

● میں نہ آج تک کسی سیاسی جماعت سے وابستہ

رہا ہوں اور نہ رہوں گا۔ اور نہ ہی اس طرح کی سیاسی

جماعت بنانے کا ارادہ ہے۔ کہ میں خود براہ راست

سیاست میں الجھوں" (انٹرویو "دید شید" ۲۸ اپریل ۱۹۹۷ء)

درویشی سے چیمبرلین تک کی

## نواز شریف

قذافی کے بعد ایک اور نیا

کرشمہ بھی دیکھنے میں آیا کہ وہی وزیر اعلیٰ نواز شریف جو

چیمبرلین طاہر القادری کا پیر بھائی ہے۔ جو دیگر نواز شا

کے علاوہ پروفیسری کانفرنس لندن میں بھی باشریک ہوا

اور جس نے صاحبزادگان کے اغوا کے سلسلے میں پروفیسر

کو ساتھ لے جا کر بلوچان حکومت مذاکرات کے اور جس کے

معلق پروفیسر صاحب دعا گو تھے اور یہ فرمایا کرتے کہ نواز شریف

جیسا شریف اور دیانتدار کوئی وزیر اعلیٰ نہیں آیا۔ (رسالہ دید شید)

اب اسی نواز شریف کے معلق "چیمبرلین" صاحب فرماتے ہیں کہ میان

نواز شریف ہوس اقتدار میں اندھے ہو گئے ہیں۔ اور

اپنے موجودہ اور ضیاء دور میں غریبوں کے لئے مختص اربوں روپے

کی رقم ہشتم کر گئے ہیں (اخبار شرق ۲۳ جولائی ۱۹۹۷ء)

کانفرنس میں اگر میرے ساتھ مباہلہ کیا تو۔ نماز فجر سے پہلے یا مسلمان ہو جائیگا یا ہلاک ہو جائے گا۔

● اور اگر دونوں باتیں نہ ہوئیں تو میں اپنا سر قلم کر دیا

و ذیگما۔ حالانکہ دولت و وسائل کے بل بوتے پر

حصول شہرت کے لئے یہ بھی محض ایک خیالی شہید باہری

تھی۔ اس لئے کہ ● مرزا قادیانی نے نہ لاہور آنا تھا۔

● نہ آسکتا تھا۔ کیونکہ اس نے اعلان کر دیا تھا کہ

مباہلہ آنے سامنے نہیں ہوگا۔ بلکہ اپنی اپنی جگہ جو عاکی

جائے گی۔ مگر اس کے باوجود طاہر القادری صاحب نے

محض لوگوں کو اکٹھا کرنے اور اپنا ڈرامہ دکھانے کے

لئے یہ سب کچھ کیا۔ اور منکرین و میلاد و مخالفین صحابہ

بد مذہب و بے ادب مولویوں کی "سیریم کو نسل"

قائم کر کے اپنی ہوس صلیحیت کو تسکین ہم پہنچائی۔ ورنہ

اگر واقعی مرزا قادیانی کے ساتھ مباہلہ و اتمام حجت کے لئے

پروفیسر صاحب محض تھے تو یہ اپنے وسائل کے بل

بوتے پر بڑی آسانی سے لندن جا کر مرزا کا گھیراؤ کرتے

اور اس کے علاقہ میں ڈیرہ جمالیتے۔ جیسا کہ امیر ملت

حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نے مرزا غلام احمد قادیانی کے لاہور پہنچنے پر خود ہی لاہور

تشریف لے جا کر ڈیرہ جمالیہ اور اس وقت تک اس

کو نہیں چھوڑا جب تک کہ وہ خائب فاسر ہو کر فی النذر

نہیں ہو گیا۔ یہ ہے جذبہ حق کا مظاہرہ۔ نہ کہ طاہر القادری کا

نمائشی شواہد عوام کی تاش بینی۔ چوتھا کرشمہ۔ طاہر القادری نے

اپنے پروگرام کے آغاز میں ادارہ منہاج القرآن قائم کر کے بارہا سیاست

سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کیا۔ اور اپنی درویشی و بیکار کو ان کی خود ساختہ

کہانیاں بنا کر عوام کا ایک طبقہ بنایا اور پھر میدان کچھ سموار دیکر اپنی

ہوس شہید بازی و حصول اقتدار کیلئے ۲۵ مئی ۱۹۹۷ء کو میدان سیاست میں چھلانگ لگائی



(مودودی ازم کی طرف ایک اور قدم)

# کیمبر کی چمک اور تالیونی گونج میں انقلاب مصطفوی کا اعلان

فصول عمری کا عظیم گناہ اس کے علاوہ ہے۔ کہاں مٹی کے برتنوں میں کھانے پینے کی سنت پر سختی سے پابندی اور کہاں شریعت و سنت کے باطل ہی برکس نہایت ڈھٹائی کے ساتھ فوٹو بازی، وڈیو فلمیں اور تالی بجانے کا فرنگیانہ انداز۔ بمصادق

عہ یہی شاہکار ہے تیرے ہنر کا کیا یہی اتباع سنت و انقلاب مصطفوی کا نمونہ ہے۔ علاوہ ازیں انقلاب مصطفوی کے لئے جس تاریخ

کا زور دشور سے اعلان کیا گیا۔ وہ جی انگریزی (جی) کی ۲۵ تاریخ ہے۔ یعنی مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کی سنت کے شیعہائی کو اسلامی قمری تاریخ سے نہ کوئی سروکار ہے نہ یہاں اتباع سنت کا پاس ہے اور صرف ۲۵ مئی پر سارا دارو مدار ہے۔ جس نام نہاد انقلاب کی ابتدا ہی شریعت نبوی و سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے صریح انحراف، مغرب زدگی اور فرنگیانہ انداز پر ہے اس کی انتہا کا اندازہ لگانا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ۔

نخست اول چوں نہد مہمار کج  
تا شریای می رود دیوار کج  
مزید تضاد یہ امر بھی قابل غور ہے کہ پردیسر صاحب کا سر کبھی عامہ شریعت سے مشرف نہیں دیکھا گیا۔ اپنے پیشرو مودودی کی طرح ہمیشہ ٹوپی پوش رہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا سر پر دستار دیکھوای باندھنا مٹی کے برتنوں میں

یادش بخیر۔ فرقہ طاہریہ کے سربراہ پردیسر طاہر القادری نے ۲۵ مئی کو مہرچی دروازہ لاہور میں کیمبر کی چمک، فوٹو بازی کی بھرمار اور تالیونی زبردست گونج میں دس سال میں انقلاب مصطفوی برپا کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ سابق صدر ضیاء الحق تو صاحب اقتدار ہونے کے باوجود گیارہ سال میں انقلاب برپا نہیں کر سکے۔ دیکھئے پردیسر صاحب کی مجموعہ تفادات شخصیت دس سال میں کیا گل کھلاتی ہے۔

بہر حال اس وقت دکھانا یہ ہے کہ ایک طرف تو اپنی نمود و نمائش کیلئے اس شخص کا اپنی اتباع سنت کا یہاں تک دعویٰ ہے کہ ”میں ہر ممکن کوشش کرتا ہوں کہ میں نئی کریم کی سنت کے قریب ہوں۔ اس لئے میں مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کی سختی سے پابندی کرتا ہوں۔“ (انٹرویو صفت روزہ حرمت) اسلام آباد ۱۳ مئی ۱۹۸۹ء

یعنی اتباع سنت کے لئے مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے مگر دوسری طرف کیمبر کی چمک، فوٹو بازی کی بھرمار اور تالیاں بجانے کے ساتھ انقلاب مصطفوی کا اعلان کیا جاتا ہے۔ جبکہ ضرورت سے زیادہ اپنی ذاتی تشہیر۔ عام اشتہارات کے علاوہ تصویری لہر ڈول اور روزانہ اخبارات کے پہلے صفحہ پر بڑے بڑے بالتصویر انتہائی قیمتی اشتہارات کا اسراف

کھانے پینے سے کم اہم ہے حالانکہ غلیظ کد  
بالعلم اور العلم تیناں المسلمین جیسی بکثرت احادیث  
میں عامہ شریف کی فضیلت و اہمیت بیان فرمائی ہے  
جیکہ عامہ کی طرح مٹی کے برتنوں میں کھانے پینے کے متعلق  
ایسی احادیث وارد نہیں۔

ہاتھی دانت کیا پردیسر صاحب کی یہ دورنگی و من مانی  
اور قول و فعل کا تضاد (ہاتھی کے دانت کھانے کے اور  
دکھانے کے اور) کا مصداق اور بھولے بجائے عوام  
کو بچانے اور مغالطہ دینے کی مذموم روش نہیں ہے۔  
مجھ کچھ تو کیئے کہ لوگ کہتے ہیں

**اُف توبہ** صرف یہی نہیں کہ مودودی کی طرح  
طاہر القادری کا سر بھی ہمیشہ سنت  
عامہ سے محروم رہا ہے۔ بلکہ یہ شخص تو معاذ اللہ سنت  
عامہ سے ایسا الگ ہے کہ اسے دوسروں کا سنت  
عامہ پر عمل کرنا بھی ناگوار گزرتا ہے۔ چنانچہ مولانا علامہ

محمد عبداللطیف صاحب (جامع مسجد النجف شہید لاہور۔  
سابق مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور) اذلاً طاہر القادری  
کے مدرسہ منہاج القرآن میں اپنے درس و تدریس  
کے دور کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ فقیر منہاج  
القرآن میں (سبق پڑھا رہا تھا۔ کہ پیام آیا۔ طاہر  
القادری بکرا رہے ہیں۔ جب میں گیا تو قادری صاحب  
نے کہا۔ آپ نے ٹوپی (قراچی) نہیں پہنی۔ جواباً  
میں نے کہا کہ میں نے سنت کے مطابق دستار  
جو پہنی ہوئی ہے۔ پردیسر صاحب نے کہا۔ یہ  
ڈپلن کے خلاف ہے (معاذ اللہ)۔ میں نے کہا۔ میں تو جانتا  
ہوں کہ آپ اور طلبہ کے سر پر بھی دستار ہے۔ پردیسر  
صاحب نے پھر کہا۔ یہ ڈپلن کے خلاف ہے۔

● اس پر میں نے کہا۔ ڈپلن اپنا پاس رکھو۔ اور  
مدرسہ کا انتظام کرو۔ ● وہاں سے میرے آنے کا  
باعث یہی بات تھی۔ استغفر اللہ یہاں تو پردیسر  
صاحب مودودی صاحب سے بھی براہِ غم تھے۔ کیونکہ  
مودودی اور دوسرے کئی لوگ اگرچہ عامہ شریف سے  
محروم تھے لیکن کسی نے نام نہاد ڈپلن کو عامہ شریف  
پر ترجیح تو نہیں دی۔ یہ ہے ”مٹی کے پیالے میں کھانے  
پینے کی سختی سے پابندی کرنے والے“

طاہر القادری کا اپنی نمود و نمائش اور زیادتی مفادات  
کے تحت ظاہر و باطن اور قول و فعل کا تضاد۔ اور  
سنت عامہ شریف سے محرومی و اس کی بے ادبی اور  
اس پر انگریزی ڈپلن اور رواجی ٹوپی کو ترجیح دینے  
کی سنگدلانہ روش و ذہنیت۔ دلا حول و لا قوۃ الا باللہ  
بلکہ اس شخص کی فیشن پسند مڈرن  
**مولانا نہ کہو** ذہنیت کا یہ عالم ہے کہ اس نے  
انجارات سے درخواست کی ہے کہ ”ان کے نام کے  
ساتھ مولانا لکھنے سے گریز کیا جائے“ (دہشت روزہ  
ندا لاہور ۶ جون ۸۹ء) یعنی طاہر القادری کا ذکر زبان  
انگریزی کے چیرمین ڈاکٹر پردیسر نام سے کیا جائے۔ سنت  
مبارکہ کے تحت ادر اہل اسلام کے عام معمول کے مطابق  
مولانا نہ کہا جائے۔ جو شخص اب بھی اس شخص کو نہ سمجھے  
پھر اس کو خدا ہی سمجھے۔

**فراڈ و فریب** کی حد ہو گئی ہے کہ ایک طرف مجسم  
طور پر سزنا پا۔ پورا اندرونی و بیرونی ماحول و معمولات زندگی  
فیشن اور رواج میں ڈوبا ہوا۔ سر پر رواجی ٹوپی۔ داڑھی  
کی من مانی کمی بیشی۔ انگریزی ۲۵ مٹی کی دھوم دھام۔ کوٹھی  
کار۔ ٹیلیوژن۔ دی سی آر۔ فوٹو بازی۔ پرنٹنگ ٹائپ فیس



کی ایسی ناپاک کوشش کی گئی۔ تو "رضائے مصطفیٰ" نے میدان عمل میں نکل کر جہاد کیا اور کلمہ حق بلند کیا۔  
 کلمہ یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔ صلح کیوں نے حق و باطل کے درمیان اعلیٰ حضرت کی قائم کردہ دیوار میں  
 شکاف ڈالنے کی جو ناکام کوشش کی۔ ماسوائے "رضائے مصطفیٰ" نے اس کو ناکام بنا دیا ہے۔  
 "رضائے مصطفیٰ" زندہ باد۔ ابوداؤد محمد صادق زندہ باد۔ (محمد اسماعیل راجپوت ناظم انجمن رضائے مصطفیٰ بازار لاہور)  
 سرگودھا: السلام علیکم۔ کتاب مستطاب "خطرہ کی گھنٹی" دستیاب ہوئی۔ ایک مرتبہ نہیں بار بار پڑھنے کے  
 باوجود تشنگی دور نہ ہوئی اور دوران مطالعہ یہ محسوس ہوتا رہا کہ گویا کہ آپ کے شیخ طریقت حضرت مولانا سردار احمد  
 صاحب رحمۃ اللہ علیہ زدنق افروز ہیں۔ رب العزت کا احسان ہے کہ حضرت کی علمی و روحانی سرداری آج بھی  
 قائم ہے اور مولانا ابوداؤد محمد صادق کے روپ میں آج بھی ان کا سکہ رواں دواں ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ اپنے  
 مسلک کے دیگر رسائل و جرائد بھی منافقین کا تقابلیں اور محاسبہ کرتے۔ (محمد ایوب قادری سرگودھا)

بہر حال "خطرہ کی گھنٹی" کی اشاعت  
 و مقبولیت و افادیت کے بعد

## حصہ دوم

"فرقہ ظاہریہ" کے سربراہ کے کردار و تضاد کے کئی دوسرے  
 نمونے بھی دیکھنے میں آئے۔ اور بالخصوص ۲۵ مئی  
 ۱۹۸۹ء کو موچی دروازہ لاہور کے جلسہ عام میں "پاکستان  
 عوامی تحریک" کے نام سے سیاسی جماعت کا اعلان  
 کرنے اور اس کا "چیمبرلین" بننے کے بعد بعض اور  
 باتوں کا بھی انکشاف ہوا۔ اور اینوں بیگانوں کے  
 مختلف تبصرے اور تاثرات دیکھنے سننے میں آئے۔

اور آستانہ عالیہ بریلی شریف و دیگر مقامات سے  
 علماء اہلسنت کے فتاویٰ و بیانات بھی جمع ہو گئے۔

اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس پراسرار اور بکا  
 خویش ہو شیار شخص کے متعلق مزید معلومات پیش کی  
 جائیں تاکہ اہل حق و انصاف اس شخص کی تہ بہ تہ

"شخصیت" کو پہچان سکیں۔ بالخصوص بریلوی

اہلسنت اس سے اور زیادہ باخبر ہو جائیں اس شخص کی  
 محفل میلاد۔ نعت خوانی کی مجالس اور عشق رسالت  
 کے عنوانات سے دھوکہ نہ کھائیں۔ کیونکہ اس شخص

کا دوسرا منہ بد مذہبوں اور گستاخوں کی طرف ہے  
 اور درحقیقت یہ شخص شبیہ، دیانہ، دہابیہ اور  
 مرزائیہ کا ایجنٹ بن کر ایک طرف ان لوگوں کو اہلسنت  
 کی نظر میں مقبول و بے ضرر ظاہر کرنے کی کوشش  
 کر رہا ہے اور دوسری طرف خالص سنیوں پر یلویوں  
 کو اپنے جال میں پھنسا کر نیم شبیہ، نیم دہابی، نیم دیوبندی  
 یا کم از کم گول مول کھٹکلی بنا کر ان کی غیرت ایمانی و حرارت  
 عشق ختم کرنے کے درپے ہے۔ لہذا

اسلامی لکٹی بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ فرقہ

مودودیہ کی طرح "فرقہ ظاہریہ" بھی ایک مادرِ نالذہب  
 فرقہ ہے جس کی ایک مشہور مثال ہے کہ عہدِ اسلام اللہ  
 با برہن رام رام ثبوت اس کا یہ ہے کہ مولوی مودودی  
 نے کہا ہے کہ "حنفی بریلوی، شبیہ، سنی یہ اُمّنیس

جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں"۔ خطبات مودودی ص ۸۲  
 "جس شخص کو آپ اپنے نزدیک گراہی اور شریک میں

بتلا پاتے ہیں۔ اگر آپ اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔

تو اگر نماز قبول ہونے کے قابل ہے۔ ہر مالی قبول  
 ہو کر رہتی ہے خواہ امام کی نماز مقبول ہو یا نہ ہو۔ اور سال

کھانا شکر و رائفل برادر پیر سے دار۔ سرکاری ماڈرن  
انداز کا دفتر و بیکریٹ۔ عوامی رواجی قسم کی پارٹی  
"عوامی تحریک" اس کا چیئرمین اور ڈاکٹر و پروفیسر  
کہانا۔ اور دوسری طرف یہ دعویٰ کرنا کہ "ہر ممکن  
کی کوشش کرتا ہوں۔" نئی کیم کی سنت کے قریب  
رموں • اس لئے مٹی کے پیالے میں کھانے پینے  
کی سختی سے پابندی کرتا ہوں۔"

عمر تغیر برتو اسے چرخ گرداں تغیر

کہا متبعین سنت کا یہی انداز و کردار ہوتا ہے  
پروفیسر کی طرح دعویٰ کئے بغیر حضرات صحابہ کرام و  
وسیدنا فاروق اعظم اور سلف صالحین (رضی اللہ عنہم)  
کے قول و کردار گھر باہر اور ظاہر و باطن میں سادگی و اتباع  
سنت کا یہی دوہرا معیار تھا۔ ہرگز نہیں۔ یہ دوغلہ  
ہیں اور قول و عمل میں بعد و تفاوت نور طاہر القادری  
کی خود ساختہ شریعت کا کرشمہ ہے۔

**بچے مستثنیٰ اور سینے۔** طاہر القادری صاحب نے فرمایا  
کہ "بچوں کے برتنوں میں کھانا، کھانا جائز ہے۔ بچوں  
کو اس پر منع نہیں کرتا کہ وہ احساس محرومی کا شکار  
نہ ہوں۔" (رسالہ "حرمت"، اسلام آباد ۱۳۰۷ مئی ۸۹ء)  
گویا قادری صاحب کی اپنی ذات میں ہی تضاد نہیں۔  
بلکہ ان کے اپنے گھر اور بال بچوں میں بھی دوہرا معیار  
جاری ہے۔ کہ خود تو مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کی  
سختی سے پابندی کریں۔ لیکن بچوں کے لئے یہ پابندی و  
تربیت نہیں۔ اللہ اکبر۔ اپنی زبانی اتنے بڑے  
"متبع سنت" کی اولاد اور مٹی کے پیالے میں  
کھانے پینے کی سنت سے محروم حالانکہ قادری صاحب  
کے گھر میں ان کے بچوں کی بطور خاص تربیت ہونی چاہیے

تاکہ وہ دوسروں کے لئے نمونہ بنیں۔ اور قادری صاحب  
کی یادگار نہیں۔ **علاوہ ازیں** اس نام نہاد "متبع  
سنت" کا یہ جملہ کفہر و دھندلہ خراش ہے کہ "وہ  
(بچے) احساس محرومی کا شکار نہ ہوں" یعنی دوسروں  
کے لئے اور بالخصوص قادری صاحب کے بچوں کیلئے  
اتباع سنت محرومی کا باعث ہے۔ جیسا کہ عمر و شریف  
ڈسپلن کی خلاف ورزی ہے۔ حالانکہ اتباع سنت اور  
اس کی تربیت احساس محرومی نہیں بلکہ باعث برکت و  
احساس سعادتمندی ہے۔ الحاصل یہ ہے۔ اس  
اتباع سنت کے زبانی دعویدار اور ماڈرن عاشق رسول  
کی کہانی۔ اس کی اپنی زبانی ہے

ناطقہ سر بگڑے ہاں ہے اسے کیا کہیے

خامو انگشت بندہاں ہے اسے کیا لکھیے

الغرض اس تمام پس منظر اور پیش منظر سے یہ واضح  
ہو گیا۔ کہ پروفیسر صاحب کا اندازہ اتباع سنت مٹی  
کے پیالے میں کھانے پینے کا از خود اظہار صرف  
اپنی نمود و نمائش کے لئے ہے۔ اگر یہ اس معاملہ  
میں مخلص ہوتے تو اپنے باقی معاملات کو بھی شریعت  
سنت کے تابع رکھتے۔ مگر دیگر معاملات میں ان کی  
صراحتہ شریعت و سنت کی خلاف ورزی کرنا (جس کی  
متعدد امور میں نشانہ ہی کی گئی ہے) اس بات کا ثبوت  
ہے کہ یہ شخص دلی اخلاص و جذبہ اتباع سنت سے  
کوہرا ہے۔ ایک طرف تہمتیں سننے کا پرتکلف پرتعیش  
فیشن مار کہ ماڈرن انداز و ماحول محض اپنی ذات کیلئے  
اپنے پروگراموں کے پروپیگنڈا پر لاکھوں کروڑوں کا  
اسراف اور دوسری طرف مٹی کے پیالوں میں کھانے پینے  
کے اظہار میں کوئی ربط و مناسبت نہیں جیسے کہ پروفیسر صاحب کا یہ  
بیان بھی ہے کہ "ان کے ساتھ مسلح گارڈ کا دستہ سنت رسولی ہے (جنگ لاہور ۲۰۰۱ء)



# عورتوں کو آزادی ، مولویوں کو پھانسی

(فرقہ طاہریہ کے منشور کی دہائی دفعات)

اور محرم نامحرم کی مہندی کے استدلال کی ضرورت نہیں۔  
طاہر القادری کا بے پردہ عورتوں اور مردوں کے جیاسوز  
مخلوط اجتماع میں موجود ہونا ہی "شرعی جواز" ہے  
اور بمقدار علم

مستند ہے میرا فرمایا ہوا۔

پروفیسر صاحب جو کریں اور جو بھی غلط بات کہیں  
وہی مستند ضابطہ ہے۔ دفعہ ۲

اس دورہ سیالکوٹ کے دوران وکلاء خطاب کرتے ہوئے  
پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ "ہر فرقے کے تین تین مولوی یا  
انتہا پسند پھانسی چڑھائیے جائیں تو قوم کو نجات مل سکتی  
ہے" (نوائے وقت ۷ جولائی - ۸ جولائی ۸۹ء)

خواجہ حمید الدین صاحب پیر آف سیال شریف نے  
اس پروفیسری بیان کی مذمت میں فرمایا کہ "ڈاکٹر طاہر القادری  
کے اس بیان کے تحت ۷۲ فرقوں کے ۲۱۹ علماء کو پھانسی  
پر چڑھانا ہوگا" (نوائے وقت ۲۰ جولائی) گویا مجموعی طور  
پر سینکڑوں علماء کا خون طاہر القادری کی گردن پر ہوگا۔ قابل غور  
امریہ ہے کہ اب تیرا دین و علماء دشمن ملتوں کو خوش کرنے کے  
لئے بے نظیر حکومت کو طاہر القادری نے علماء کو پھانسی چڑھانے  
کا اشارہ دیا ہے کچھ خدا گنہگار کو ناخن نہ دے

خدا نہ خواستہ اگر کبھی طاہر القادری کو اقتدار مل جائے  
تو اس کے ہاتھوں علماء پر کیا کچھ ظلم و ستم نہ ہوگا بہر حال  
دفعہ ۲ کے تحت طاہر القادری کے اعدائے پھانسی سے  
اس کی علماء دشمنی اور اہلسنت دشمنی نمایاں ہو گئی ہے کیونکہ  
اچھے عشاق رسول علمائے حق علمائے اہلسنت کا کوئی اشتقاق نہیں ہے

جولائی ۱۹۸۹ء کے شروع میں فرقہ طاہریہ کے سربراہ  
نے دورہ سیالکوٹ کی ایک تصویر روزنامہ "نوائے وقت"  
اور "جنگ" نامور وغیرہ میں شائع ہوئی ہے جس میں  
کھلے بندوں آٹنے سامنے ننگے منہ بے پردہ عورتوں کو خطا  
کر رہے ہیں اور تصویر کے نیچے لکھا ہے کہ "ڈاکٹر طاہر القادری  
خواتین کے جلسہ میں پارٹی منشور پر روشنی ڈال رہے ہیں"

نوائے وقت ۸ جولائی - جنگ ۱۰ جولائی ۸۹ء

بحکم قرآن صحابہ کرام و ائمہ ائمہ نہیں ارضی اللہ عنہم کی  
گفتگو اور مسئلہ مسائل تو ہیں ورائے حجاب ہونا تھا  
مگر منہاج القرآن کا مفسر قرآن "مردوں عورتوں کے  
مابین حجاب کا قائل نہیں۔ غیر محرم ہونے کے باوجود

• وہ بارہا عورتوں میں آٹنے سامنے اور • مردوں  
عورتوں کے مخلوط اجتماعات میں شریک ہوتا ہے۔

• بلکہ ان کے ذیو اثر وائے جلتے ہیں اور اخبارات  
میں شائع کردہ قوم کی بیٹیوں کی پوری قوم کے سامنے  
تشہیر کی جاتی ہے اور اسلامی پردہ و حیا اور محرم نامحرم کی  
حد و پامال کی باتیں • اور ڈھٹائی کا یہ حال ہے کہ  
جب ایک مرتبہ ایک مخلوط اجتماع میں خواتین کے مرتبہ  
سامان عمل کے متعلق سوال کیا گیا تو پروفیسر صاحب نے  
نمائت لاپرواہی سے یہ جواب دیا کہ "اگر میں خواتین کے

سوجھی عمل (مخلوط معاشرت) کے خلاف ہونا تو یہاں  
(مخلوط پردگراں میں) موجود نہ ہوتا" (جنگ کراچی ۲۸ ستمبر ۸۹ء)  
یعنی قرآن و حدیث اور احکام شریعت سے پردہ و حیا

مفہوم میں کوئی خاص فرق نہیں۔

جو اس کی علماء دشمنی اور اہلسنت دشمنی کا واضح ثبوت ہے۔ اگر اس کے دل میں علماء اہلسنت کا کوئی احترام ہوتا تو کم از کم اسے ان کے متعلق کسی رعایت و خاطر داری اور حق کی علمبرداری کا اقتدار رکھنا چاہیے تھا۔

طاہر القادری کے اعلان پچاسی، اس کی علماء دشمنی اور اہلسنت دشمنی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جس کی زبان اس طرح علماء کے خلاف شعلے اگلتی ہے اس کے دل میں علماء کے خلاف کیا کچھ بغض و عناد ہوگا؟ قرآن مجید میں ہے۔ **قَدْ يَذَّاتُ الْبَغْضَاءُ مِنْ الْخَوَاهِشِ** وَمَا تَخْفِي صُدُودُهُمْ أَكْبَرُ۔ (الایہ۔ پکڑ کوغ) وجہ دشمنی طاہر القادری کی علماء دشمنی کی دراصل وجہ یہ ہے کہ یہ شخص اپنے "نابذہ عصر دیکھتا ہے زمانہ"

ہونے کے زعم میں علماء کرام کو اپنی ہال میں ہال ملانے اور اپنا پیر دکار بنانے کا خواہشمند تھا۔ مگر چونکہ مساک حق اہلسنت اور اجماع امت کو چھڑ کر کسی بھی ذمہ دار و مستمند غلبہ عالم دین نے اس کے نظریات باطلہ کی تائید و پروا نہیں کی۔ بلکہ اس کے اساتذہ (علماء سید احمد ظہری صاحب اور مولانا عبدالرشید صاحب بھٹکوی) سمیت مستقل تعانیف و فتاویٰ و بیانات میں اس کی گمراہی و انتشار انگیزی کو بالافتاق طشت

ازبام کیا ہے۔ اس لئے طاہر القادری علماء کرام کی دشمنی میں اس قدر آگے بڑھ گیا ہے کہ خبیث و الحواس ہو کر انہیں پچاسی چڑھانے کی بڑھانکے رکھا ہے۔ بناتیا۔ چونکہ پیپلز پارٹی بھٹو دور سے اب تک علماء کرام کی تحقیر و نفی لغت پر کمر بستہ ہے اس لئے طاہر القادری بے نظیر حکومت کی خوشنودی و قرب حاصل کرنے کے لئے پیپلز پارٹی سے بھی چار قدم آگے بڑھ کر علماء کو پچاسی چڑھانے اور قیام کو ان سے نجات دلانے کی باتیں کرنے لگا ہے گویا۔ قوم کو عربانی و

فحاشی، لادینی معاشرہ۔ بے پردگی، تخریب کاری، سود و رشوت، منشیات کی سنگین وغیرہ تمام جرائم و ذمائم سے نجات مل گئی ہے۔ اب صرف اور بسب سے بڑا جرم و برائی علماء کرام کا وجود ہے جس سے قوم کو نجات دلانے کے لئے طاہر القادری نے علماء کو پچاسی چڑھانے کا نسخہ تجویز کیا ہے۔ اور وہ بھلے نظیر اور پیپلز پارٹی کے دورِ حکومت میں۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی علماء دشمنی کا مظاہرہ ہو سکتا ہے؟

**الغرض** یہ ہیں "فرقہ طابریہ" کی دنیوی و دعات۔ کہ بے حجاب خواتین کے آمنے سامنے مخلوط پردگراہوں کی بشمولیت۔ ان کے فولڈ اترانا اور اخبارات میں شائع کرنا اور علماء کو پچاسی چڑھانے کے بیانات جاری کر کے عوام اور بالخصوص بے قید۔ آزاد منس نوجوانوں کو علماء سے متنفر کرنا اور ان کا دشمن بنانا جس شخص کے سیاست کی سیڑھی پر قدم رکھتے ہی ایسے ہٹلر انداز اور جلا دانہ عزائم ہیں۔ اس سے مزید کیا توقع کی جاسکتی ہے۔

**جو شخص** اجماع امت۔ اجماع ضعیفہ۔ اور اجماع ائمہ اربعہ (رضی اللہ عنہم) کا ڈٹ کر خلاف کرے

● ساری امت اور خلیل القدر بزبان دین سے الگ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے ● لاہور میں ۸ ستمبر ۸۸ کو علماء کی ایک مجلس میں بے تکلف یہ کہہ جائے کہ علماء فقہاء اس کیس (مسئلہ دیت میں) ایک فریق ہیں۔ لہذا میں اس میں ان کے خوالجات و تقریحات اور فیصلوں کو سند تسلیم نہیں کرتا۔ ایسے شخص کی زبان سے علماء کرام کے حق میں کلمہ خیر کیسے نکل سکتا ہے؟

جب کہ علماء کی مٹی لغت میں مسلسل **علماء جنگ** آئے بڑھتے ہوئے اُس نے



”علماء کی تنقید کو بے جواز اور کم علمی قرار دیا اور کہا کہ علماء تو یہ بھی نہیں جانتے۔ کہ سیکولر کس بلا کا نام ہے۔ میں فرقہ بندی اور مسلک بندی کا دشمن ہوں۔ یہ بریوبیت اور دیوبندیت کوئی مسلک نہیں۔ میں ان علماء کے خلاف جنگ لڑ رہا ہوں جو اسلام کا استحصال کر رہے ہیں۔ میں ان سے خوفزدہ نہیں ہوں اور نہ ہی ان علماء کے فتوؤں یا حمایت کا محتاج ہوں“ (روزنامہ جنگ لاہور، ۲۰ جولائی ۱۹۸۹ء) ملاحظہ فرمائیے کیسی بیدردی و سنگدلی کے ساتھ طاہر القادری علماء کی کردار کشی میں مصروف ہے۔ اور انہیں اسلام کا استحصال کرنے کا ملزم گردان کر کیسے گھبیا انداز میں علماء کو نشانہ تحقیر و تضحیک بنانا اور ان کے خلاف جنگ لڑنے کا اعلان کرتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ طاہر القادری کے ادارہ ”منہاج القرآن اور عوامی تحریک“ کا سب سے بڑا نشانہ علماء کرام ہی ہیں تو اس میں مبالغہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ملک و معاشرہ کے اور کسی بدنام سے بدنام ذلیل و ظالم طبقہ کے خلاف اس نے اسی طرح جنگ لڑنے اور پھانسی چڑھانے کا اعلان نہیں کیا۔ جس طرح کہ علماء کے خلاف ایسی انتہا پسندی اور زیادہ گویائی کا منہ ہر کیا ہے۔ علماء کرام کے خلاف اس قدر سب و شتم کے طاہر القادری کا ترجمان رقمطراز ہے کہ ”اگر کوئی شخص ایک لفظ بھی ایسا ثابت کر دے جس کے ذریعے کسی تحریک یا جماعت کے قائد کی کردار کشی کی گئی ہو تو ہم بڑی سے بڑی سزا جھگتنے کے لئے تیار ہیں“ (منہاج القرآن جون جولائی ۱۹۸۹ء)

اپنی روایتی دورخی و دروغ گوئی کے تحت ایک طرف تو اس طرح اپنی پاکدامنی کا دعویٰ کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف ملک و معاشرہ کے سب معزز طبقہ علماء کرام

کے خلاف جنگ لڑنے اور انہیں پھانسی چڑھانے کے پروگرام بن رہے ہیں۔ بڑے پاک باز و بڑے پاک طینت جناب آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں علماء کرام کے خلاف نفرت و بیزاری کی آگ بجھانے کے لئے طاہر القادری نے بدین الفاظ مزید زہرا لگایا ہے۔ کہ ”تمام مذہبی جماعتیں مسلک ہیں۔ جیکہ مسلک اختلافات میں بیشتر کی نوعیت فرودعی ہے۔ ان کو زیادہ ہمدردی اپنے مکاتب فکر اور مسلک کے ساتھ ہے۔ دین کے ساتھ نہیں۔ میں تعصب اور انتہا پسندی پر یقین نہیں رکھتا۔ یہی وجہ ہے کہ اہلسنت کے فرقہ پرست بھی میرے خلاف لکھ اور بول رہے ہیں۔ ہماری جدوجہد میں مولوی کا کوئی کردار نہیں۔ ہم انتخابات میں علماء اور مولوی صاحبان کو کھڑا نہیں کریں گے۔ کیونکہ ہماری روایتی مذہبی جماعت ہے ہی نہیں۔ ہم تو ایک خالص انقلابی انداز میں چل رہے ہیں“ (ماہنامہ زنجیر لاہور، جون) مذکورہ بیان میں طاہر القادری نے علماء کے متعلق یہ تاثر دیا ہے کہ • انہیں دین سے ہمدردی نہیں • یہ متعصب اور انتہا پسند ہیں • اہلسنت بھی فرقہ پرست ہیں • اور فرقہ پرستی اور انتہا پسندی کے باعث پھانسی کے مستحق • مولوی کا نہ کوئی کردار ہے اور نہ ہی وہ انتخابات میں حصہ لینے کا اہل و غیرہ وغیرہ محض اجماع امت کی مخالفت اور صلیحیت کی مخالفت دورخی روش سے روکنے کے جرم میں دارشان نبوت

عالمہ داران حق علمائے کرام کے خلاف طاہر القادری کا ان کے خلاف مسلسل اس قسم کے غلط تاثرات پھیلانا اور ان کی کردار کشی میں کوشاں رہنا کیسی مجرور و بے نیازی کی بات ہے۔

# صادق کی صداقت پر حالات کی شہاد

یہاں اب مرے راز داں اور بھی ہیں

مولانا عبد الستار خان نیازی

اپنے آپ کی بریلوی مکتب فکر کا نہیں کہتے۔ ان کا کام بہت مشکل ہے اور ہمارا تو سب کچھ بار رسول اللہ ہے اور ہمارا کام آسان ہے۔ (مفت روزہ سیاسی لوگ لاہور ۲۷ مارچ ۱۹۸۹ء) ● طاہر القادری کی نئی سیاسی جماعت بنانے کے بارے میں مولانا نیازی نے کہا۔

کہ پروفیسر موصوف جمعیت علمائے پاکستان کے مقابلے میں سیاسی جماعت بنارہے ہیں۔ اسی لئے ان کا سیاسی طوطہ پر بھر لور مقابلہ کیا جائے گا۔ (جنگ لاہور ۱۲ مئی ۸۹ء)

مفتی محمد حسین نعیمی نے کہا کہ: "قادیانی اپنے عقائد اور نظریات کے

باعث مرتد ہیں ایسا شخص جو اسلام کے بعد کافر ہو وہ مرتد واجب القتل ہو جاتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری قادیانی

کو مباہلے کی بھر پور دعوت دینے چیلنج کرنے کے باوجود

اپنی سیاسی ضرورت کے پیش نظر ان کی مخالفت سے بچنے

کے لئے قادیانیوں کو مصنوعی کافر قرار دیکر ان کے جان و

مال کے تحفظ کا اعلان کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پروفیسر

طاہر القادری کو یہ نظریہ یا خیال غلط ہے کہ دیر مصنوعی کافر ذل

کی طرح قادیانیوں کو تمام مراعات اور حقوق دیئے جائیں یہ

کتاب و سنت کے خلاف ہے۔ (جنگ لاہور ۲۱ مئی ۸۹ء)

جماعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی نائب صدر صاحبزادہ غلام مدنی

سے کیا دور جب تنہا تھا میں انجمن میں فرقتہ طاسر بہ کے سربراہ کے رد میں اگرچہ علماء کرام کی درجن بھر تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں۔ مگر کچھ غرور قبل "رضائے مصطفیٰ" اور کتاب لاجواب و خطرد کی گھنٹی کے ذریعہ جب مسلسل و مؤثر طور پر فرقتہ نذا کے سربراہ کے انکار اجماع منحل کلیت و دو غلط پالیسی اور مسدک اعلیٰ حضرت سے انحراف کے خلاف اخلاق حق کے لئے کلمہ حق بلند کیا گیا۔ تو الحمد للہ ملک دبیروں ملک بکثرت احباب کی غور و فکر کا موقع ملا اور وہ پروفیسر مسدک سے کافی حد تک خبردار ہو گئے۔ البتہ بعض حضرات نے اس کلمہ حق کو حسد و غیرو پر معمول کیا۔ حالانکہ یہ محض حق کی آواز تھی۔ اس میں حسد و غیرو کی کسی ذاتی و لسانی شے کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ بہر حال اب جب کہ ماضی کے سیاست سے لا تعلق کے اعلانات کے برعکس ۲۵ مئی کو پروفیسر طاہر القادری نے سیاسی جماعت بنانے کا اعلان کیا۔ تو اس دو غلط پالیسی نے اپنوں، بیگانوں کو مزید چو نکا دیا۔ اور بالخصوص سنی بریلوی علماء و احباب پر واضح ہو گیا کہ فرقتہ طاہریہ صرف اندرونی و مسلکی طور پر ہی اہلسنت و جماعت کے لئے خطر نہیں بلکہ سیاسی و ملی طور پر بھی پروفیسری مسدک اہلسنت و جماعت کے خلاف زبردست فتنہ و سازش ہے اور بفضلہ تعالیٰ قول صادق صداقت پر مبنی ہے۔ اس صورت حال کے متعلق اپنوں، بیگانوں کے بعض تاثرات و بیانات درج ذیل ہیں۔ پڑھیے اور سردھیے۔



نقشبندی مرکزی ناظم اطلاعات مولانا قادی غلام رسول صاحب زادہ محمد عرفان مشہدی اور مولانا محمد دینی نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری نے خوابوں اور نشانوں کی بنیاد پر سیاسی پارٹی بنانے کا اعلان کر کے اہلسنت کی صفوں میں انتشار کی فضا پیدا کر دی ہے اور انہوں نے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے بل بوتے پر مینوں کو منتشر کرنے کا جو پروگرام بنایا ہے وہ کبھی پروان نہیں چڑھنے دینگے۔ (جنگ لاہور ۲۲ مئی ۸۹)

**مرکزی مجلس کنٹرال ایمان** فیصل آباد کے صدر حاجی سردار محمد،

ناظم اعلیٰ محمد سلیم مست قادی، سیکرٹری اطلاعات رانا محمد مختار اور فائز بیکیری صابر علی چوہدری نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ: پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری کی جانب سے نئی سیاسی جماعت بنانا اسلام اور ملک و ملت کی خدمت نہیں بلکہ نئی سیاسی جماعت بنانا اہلسنت و جماعت کی مرکزیت کو کمزور اور سیاسی قوت کو منتشر کرنے کی سازش ہے۔ پروفیسر طاہر القادری شروع سے متواتر اس بات کا عزم اور اعلان کرتے رہے ہیں کہ میں سیاست میں نہیں آؤں گا۔ ادارہ منہاج القرآن کے احباب اس کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ پروفیسر اس سیاسی جماعت میں نہ عہدہ لیں گے اور نہ ہی کسی سطح پر الیکشن میں حصہ لیں گے بلکہ اس کی سرپرستی کریں گے۔ ایم کیو ایم کے بانی و سرپرست الطاف حسین کے پاس بھی کوئی تنظیمی عہدہ نہیں ہے اور نہ ہی اس نے عوامی الیکشن میں حصہ لیا۔ وہ ایم کیو ایم کی سرپرستی کر رہا ہے آپ اس کو سیاست سے جدا نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح یہ کہنا کہ پروفیسر طاہر القادری سیاست میں نہیں آئیں گے سراسر جھوٹ ہے۔ (نوائے وقت لاہور ۲۱ مئی ۸۹)

## جمیعت علمائے پاکستان

سیاسی جماعت کا باقاعدہ اعلان نہیں ہوا لیکن ان کی مخالفت بڑی شدت سے شروع ہو گئی ہے اور جمیعت علمائے پاکستان اس مخالفت میں پیش پیش رہے۔ پچھلے دنوں جمیعت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات پیر اعجاز احمد ہاشمی نے طاہر القادری کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنی الگ سیاسی جماعت بنا کر اہلسنت کو تقسیم نہ کریں۔ جمیعت کے صوبائی قائد مقام صدر سید محفوظ مشہدی نے بھی ایک بیان جاری کیا ہے جس میں طاہر القادری کی جیب، کوٹھی اور دوسری مراعات کا ذکر کیا ہے اور ان کی ذات کو ہدف تنقید بنایا ہے۔ یہ بھی پتہ چلا ہے کہ جمیعت علمائے پاکستان کے بعض عہدیدار طاہر القادری کے بارے میں معلومات جمع کر رہے ہیں جو قادی صاحب کے خلاف استعمال کی جائیں گی۔ (سیاسی تجزیہ مشرق لاہور ۲۵ مئی ۸۹)

## علامہ منظور احمد فیضی

۱۹ مئی بروز جمعۃ المبارک مدرسہ فیض الاسلام ڈیرہ غازی خان میں ایک تبلیغی جلسہ عام ہوا جس میں مناظر اسلام علامہ مولانا محمد منظور احمد فیضی احمد پور شرقیہ نے خطاب فرمایا نیز اس موقع پر فرقہ طاہر یار اور رسالہ ”رضائے مصطفیٰ“ کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ رسالہ ”رضائے مصطفیٰ“ ترجمان اہلسنت ہے اور میں نے خود طاہر القادری کی تقریریں سنیں اور کہیں پڑھی ہیں جس سے مسلک اہلسنت کی نفی ہوتی ہے۔ دیت کے مسئلہ میں بھی طاہر القادری غلطی پر ہے اور ائمہ کرام سے انحراف ضلالت ہے (محمد بلال احمد مغل پیر قتال ڈیرہ غازی خان)

انجمن فدائیان مصطفیٰ لاہور کے بیان میں کیا گیا ہے کہ پروفیسر طاہر القادری نے غیر مسلموں اور قادیانوں کو بھی جماعت میں شمولیت کی اجازت دیکر عوام کو مایوس کیا ہے (امروز ۲۸ مئی ۸۹)

جماعت اہلسنت کے مرکزی  
**دیوان صاحب** سربراہ دیوان سید آک سیدی  
 نے کہا ہے کہ پروفیسر طاہر القادری غیر ملکی اشارے پر اہلسنت  
 کے لیے فتنہ بنا چاہتے ہیں۔ مگر اہل سنت بیدار ہیں وہ ان  
 کے عزائم کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے اور انہیں فتنہ پھیلانے  
 کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔

جماعت اہلسنت پنجاب کے  
**مولانا منظور احمد شاہ** سربراہ مولانا منظور احمد شاہ  
 نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر طاہر القادری کو عزت زاس  
 نہیں آئی اور اب ان کا زوال بڑی تیزی سے ان پر مسلط ہو  
 گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جمعیت علماء پاکستان کی موجودگی  
 میں ان کی نام نہاد دینی سیاسی جماعت سنی دشمنوں اور فساد  
 مصلطفہ کا راستہ روکنے والے بد نصیوں کا شاخسانہ ہے مگر  
 وہ اپنے مذموم مقاصد میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔  
**مولانا محمد سعید اسعد** سربراہ مولانا محمد سعید اسعد  
 کے سربراہ مولانا محمد سعید اسعد منسل آباد نے پروفیسر طاہر القادری  
 کی جانب سے نواز شریف پر مختص اربوں روپے کی رقم ہضم کر لینے  
 کے الزام پر وزیر اعلیٰ میاں نواز شریف سے مطالبہ کیا ہے  
 کہ وہ مستعفی ہو کر خود کو احتساب کے لیے پیش کر دیں اور بل بوتہ  
 دیگر پروفیسر طاہر القادری کو جھوٹی بہتان تراشی پر عبرت ناک  
 سزا دی جائے۔ انہوں نے پروفیسر طاہر القادری کی جانب سے  
 برسرِ اقتدار آکر ایک سال میں رشوت کے مکمل خاتمے کے ساتھ  
 ساتھ غریبوں میں ۳۰ ہزار روپیہ فی کس تقسیم کرنے کے اعلان  
 پر اسے متفاد سوچ کا حامل قرار دیا اور کہا کہ عوام میں سیاسی رشوت کی  
 تقسیم کا منہ بکھیر ہے۔ (جنگ لاہور ۲۴ جولائی ۱۹۹۹ء)

مفتی غلام سرور قادری (لاہور) نے کہا کہ طاہر القادری تحریف قرآن  
 علماء کے سامنے بیٹھ کر کسی عربی  
 کتاب کی دو سطریں بھی نہیں پڑھ سکتے مگر اس کے باوجود  
 صرف پراپیگنڈہ کی بنیاد پر وہ اپنے آپ کو بڑا عالم دین صاحب  
 روحانیت اور اب سیاست دان منوانے کی جدوجہد کر رہے ہیں  
 یہ شخص مذہبی طور پر بے دین۔ علمی طور پر جاہل اور سیاسی طور پر  
 بے شعور ہے۔ اس نے جو س اقتدار کیلئے پاکستان عوامی تحریک  
 کے نام پر چاہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ خوابوں اور بشارتوں کے  
 نام پر اپنی سیاسی ہوس کاری کا کھیل کھیلتے رہتے ہیں۔ اس  
 لیے یقین ہے کہ عوام اہلسنت طاہر القادری کے پھندے  
 میں نہیں آئیں گے۔

**مولانا غلام علی** اور کاروی نے کہا کہ طاہر القادری کی رسوائی  
 میں ان کی قادیانیوں کے لیے  
 حمایت نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے مجھے بھی دعوت  
 دی تھی مگر میں نے انکی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ  
 میں انہیں حق پر نہیں سمجھتا۔

صاحبزادہ **حامد سعید** (ملتان) جماعت اہلسنت کے ناظم اعلیٰ نے  
 ایک بیان میں کہا ہے کہ غزالی  
 دوران علامہ سید احمد سعید کاظمی طاہر القادری کو بہت پہلے گمراہ  
 قرار دے چکے ہیں۔ اس لیے ہم پر ان کی کسی نئی سیاسی یا غیر  
 سیاسی قلابازی کا کچھ اثر نہیں۔ طاہر القادری کی جماعت میں  
 غیر مسلم اور قادیانیوں کی شمولیت سے بہت سے نئے فتنے  
 کھڑے ہونگے اور امت مسلمہ میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکنے  
 کا اندیشہ ہے جس سے ملک کی سالمیت کو بھی خطرہ لاحق  
 ہے۔ (بحوالہ ماہنامہ ندائے اہلسنت لاہور جون ۱۹۹۹ء صفحہ ۵)



مفتی محمد حسین صاحبی (الابو) نے کہا ہے کہ: ”پروفیسر طاہر القادری کی سازش کر رہے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی نئی سیاسی جماعت میں قادیانیوں کو شمولیت کی دعوت دے کر جمہوریت کے ذریعے انہیں ملک میں قابض ہونے کی دعوت دی ہے۔“ پروفیسر طاہر القادری نے جس طرح آج اپنے ذاتی طور پر اقتدار میں نہ آنے بلکہ جلفیہ وعدے کیے ہیں۔ اس طرح وہ کچھ عرصہ پہلے سیاست میں نہ آنے کا وعدہ کر چکے ہیں۔ اس لیے ان کے کسی وعدے پر اعتبار نہیں کر سکتے۔“ قادیانیوں کو اپنی جماعت میں ممبر بننے کی دعوت دے کر پروفیسر طاہر القادری نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی مول لی ہے اور پاکستان کی سلامتی کے خلاف بھی سازش کی ہے۔ اس لیے جب کسی سیاسی جماعت میں کوئی رکن بنتا ہے تو وہ ملکی دستور کے مطابق پارٹی کا سربراہ بھی بن سکتا ہے اور پارٹی کا سربراہ ملک کا بھی سربراہ بنتا ہے۔ اس طرح پروفیسر طاہر القادری نے مسلمانوں کی سو سالہ جدوجہد سے غلاری کی ہے۔ اور اپنی سستی شہرت کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے بھی مصالحت میں شرم محسوس نہیں کی۔ پروفیسر طاہر القادری پر اللہ کی کوئی ناراضگی وبال بن کر پڑ گئی ہے کہ وہ روحانیت اور عشق رسول کی سزا مستقیم جھوڑ کر سیاست کی گندی مالی میں گر گئے ہیں۔ ذہنی مرلیض: مفتی صاحب نے کیا کہ طاہر القادری ذہنی مرلیض ہیں اور ان کے بہت سارے خیالات ہمارے فہم سے بالاتر ہیں۔ انہوں نے اپنا دھوکا بشارت اور خوابوں پر رکھا ہے۔ ● دیت، شہادت، پروفیسر صاحب نے دیت اور شہادت کے سلسلہ میں اجماع امت

کے خلاف جو نظریہ پیش کیا۔ اس سے بہت نقصان پہنچا۔ اول یہ کہ اس سے اسلام کے باقی تمام مسلمات بھی مشکوک ہو گئے اور ایک اسلامی قانون جو آنے والا تھا قباہ و دیت سے متعلق وہ ان کی مداخلت سے التواء میں پڑ گیا بلکہ اب اس کا اسکان نہیں۔ انہوں نے اسلام بیزار لوگوں کا کام آسان کر دیا ہے۔ ● قیادت: امامت قیادت اور امارت ایک نئی جماعت کے بغیر ممکن نہ تھی اس لیے کسی مذہبی جماعت کا تعاون حاصل نہیں کیا۔ بلکہ اپنی امتیازی شخصیت کو نمایاں کرنے کے لیے ایک کوشش کی ہے۔ وہ غیر شعوری طور پر مخالفین اسلام کی سازش کا شکار ہو گئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آپ صلیاً الحق یا لواز شریف کی مخالفت کریں گے۔ اس سے پی پی کو تقویت ملے گی تو اس طرح یہ مذہبی رجحانات کی حامل جماعتوں کی مخالفت اور ان پر تنقید غیر اسلامی طاقتوں کو مضبوط کرنے کے مترادف ہے۔ لاہور کے زیر ہتھام مقامی ہوٹل فلیئر

**علماء اہلسنت** میں ایک منعقدہ تقریب سے مفتی غلام سرور قادری، مولانا عبدالحکیم نرف قادری، مولانا عبدالحکیم نقشبندی شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ، مولانا الہی بخش ضیائی، مولانا قاری غلام رسول، مولانا محمد حسین، مولانا محمد انور کاظمی اور مولانا عبدالحکیم بلوچ نے خطاب کیا۔ علماء کرام نے اپنی تقاریر میں کہا کہ ائمہ کو ایسا مد مقابل ٹھہرانے اور علماء ربانی کی تشریحات سے منحرف ہو کر جدید تشریحات کرنے والے نام نہاد سکالر طاہر القادری (اہلسنت کے مسلک اور اتحاد کو ختم کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔ مسنی علماء و مشائخ ایسے فتنوں کا مقابلہ کرنے کیلئے میدان میں نکل آئے ہیں۔“ (اندائے اہلسنت جون

# نوجوانان اہلسنت بنام طاہر القادری

**فیصل آباد** انجمن طلباء اسلام زرعی یونیورسٹی

محمد جمیل، پناب میڈیکل کالج کے ناظم سید عامر گیلانی، محمد اعجاز ملک، محمد اسلم اعوان، فیصل آباد شہر کے جنرل سیکریٹری محمد اختر اعوان، محمد افتخار سعید، نیاز احمد جاوید اور ضلع فیصل آباد کے ناظم نشر و اشاعت جمشید ذوالفقار نورانی نے ایک

مشترکہ بیان میں پروفیسر طاہر القادری کی جانب سے نئی سیاسی جماعت کے قیام کو جماعت اہلسنت کی قیادت کو کمزور کرنے کی سازش قرار دیا ہے۔ انہوں نے

مولانا شاہ احمد نورانی کو اہلسنت کے مندرجہ قائل قرار دیتے ہوئے کہا کہ مولانا نورانی کی قیادت تضادات سے محفوظ ہے۔ جبکہ مولانا طاہر القادری کی شخصیت تضادات کا نشانہ

ہے۔ جس کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ وہ ایک طویل عرصہ سیاست سے باہل الگ نکل گئے ہیں۔ لیکن مقبولیت حاصل کرنے کے بعد

فوراً اعلیٰ سیاست میں حصہ لینے کا اعلان کر کے اہلسنت کی نمائندہ تنظیم جمعیت علمائے پاکستان کو کمزور کرنے کی

سازشیں شروع کر دیں۔ انہوں نے عزم ظاہر کیا کہ اہلسنت کی قوت کو تقسیم کرنے کی تمام سازشیں ناکام بنادی جائیں گی۔ (جنگ لاہور ۱۹ جولائی ۱۹۸۹ء)

**جہلم** انجمن طلباء اسلام ضلع جہلم کے ناظم میاں مظہر

ماہم اقبال اور ضلعی جنرل سیکریٹری محمد یوسف رضا، اجمل جمیل، اشتیاق احمد، محمد سعید شاہ، افضل احمد، ساجد محمود برنالہ اور غابد محمود نے اپنے ایک مشترکہ بیان

میں کہا ہے کہ پروفیسر طاہر القادری کی پاکستان عوامی تحریک کا مقصد صرف سواد اعظم کی منتشر کرنے اور بے یو پی کو کمزور کرنا ہے۔ اور یہ ایک سوچی سمجھی ترکیب کے تحت کیا گیا ہے۔ جس میں سابقہ اور موجودہ حکومت

کا بالواسطہ یا بلاواسطہ ہاتھ ہے۔ لیکن عوام اہلسنت اس سازش کو ناکام بنادیں گے۔ اور اس ملک میں نظام مصطفیٰ کا حقیقی نفاذ ہو کر ہی ہے گا۔ کارکنان انجمن نے واضح

کیا ہے کہ انجمن طلبائے اسلام کے کسی بھی کارکن کا کسی بھی لحاظ سے مذکورہ سیاسی جماعت سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی کارکنان انجمن اس کی حمایت کرتے ہیں (جنگ لاہور ۱۹ جولائی ۱۹۸۹ء)

**سیالکوٹ** انجمن طلباء اسلام، انجمن نوجوانان اسلام، جماعت اہلسنت

انجمن قادریہ پاکستان کے سربراہ رشید چودھری آف بھارت نے ایک بیان جاری کرتے ہوئے علامہ طاہر القادری سے کہا ہے کہ اگر وہ ملک میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے خواہشمند

ہیں تو انہیں جمعیت علمائے پاکستان (جس نے نظام مصطفیٰ کے لئے تیار بھی کر دیا ہے) سے مل کر چلنا چاہئے تاکہ مشترکہ جدوجہد سے نظام مصطفیٰ کے نفاذ میں آسانی پیدا

ہو (نوائے وقت ۲۰ جولائی ۱۹۸۹ء)

**پاک پتن** طاہر القادری کے ایک ساتھی اور دست راست صاحبزادہ خادم حسین نے کہا ہے کہ طاہر القادری طویل عرصہ تک اتفاقاً خاندان سے منسلک رہے ہیں۔ انہیں وزیر اعلیٰ نواز شریف کی خاموشی کی

کے بعد نظر آئی ہیں، حالانکہ حقیقت اس کے عکس ہے۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ کے خلاف طاہر القادری کے بیانات کی شدید مذمت کی اور کہا وہ جلد مختلف حقائق کا



(دوروں کی زبان سے)

# پروفیسر طاہر القادری اور اخبارات و رسائل کے تاثرات

ہو گا۔ میاں صاحب نے اس عظیم میں مزید عطیہ ملائے ہوئے اس کا نرخ ایک چوتھائی سے بھی کم کر دیا میاں صاحب کے اس فیصلے کی وجہ سے سرکاری خزانے کو کم و بیش ۴۴ لاکھ روپے کم وصول ہوئے اگر یہ اراضی نیلام کر کے بیچی جاتی تو پھر بات کچھ اور ہوتی اس طرح حساب لگایا جائے تو خزانے کا ”احساس غرومی“ کروڑوں تک پہنچتا ہے۔۔۔ میری باتیں

تو میاں صاحب نے پروفیسر صاحب سے جو چند لاکھ وصول کئے ہیں وہ بھی واپس کر دیں حکومت جہاں ۴۴ لاکھ کا صدر اٹھا سکتی ہے وہاں مزید چند لاکھ کا بوجھ برداشت کیوں نہیں کر سکتی؟ (مختصراً، مختصراً) (نوٹ: وقت لاہور ۵ اکتوبر ۱۹۸۸ء)

”المصطفیٰ“ پروفیسر طاہر القادری (درحقیقت) ایک دکیل ہے اور کرسیوں کی سرشت ہے کہ جھوٹ کو بیچ اور بیچ کو جھوٹ کر دکھائیں حتیٰ کہ اس نے دائرہ صحی اتفاق مسجد میں خطیب ہونے کے بعد چھوڑی ہے۔ خطابت سے پہلے تو پتلون پہنتے ٹٹائی باندھتے دائرہ صحی منڈلتے تھے۔ ان کو اس حالت میں بارگاہ دیکھا گیا۔ (پندرہ روزہ المصطفیٰ ۲۶ ستمبر تا ۱ اکتوبر ۱۹۸۸ء)

”الاعتصام“ غیر مقلدین کا ترجمان ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۴ اور ۱۲ اگست کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ ”ڈاکٹر طاہر القادری کے دورہ ڈنمارک کے دوران پادری صاحبان سے مناظرہ ایک اچھا قدم ہے اور دین کا تقاضہ بھی۔ لیکن پادری کے اس سوال کہ تمام مسلمان اسلام پر متفق نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو شیعہ سنی کا اختلاف کیوں ہے؟۔۔۔ کے جواب میں موصوف نے

ایک طرف تو پروفیسر صاحب نوائے وقت کا یہ اعلان ہے کہ نہ میرا کسی حکومت سے عناد ہے نہ مفاد۔۔۔ شاید ”منہاج القرآن“ وہ واحد ادارہ ہے جس نے آج تک حکومت سے ایک ٹیڈی پیسے کی امداد نہیں لی۔ لیکن۔۔۔ اندرونی صورت حال کیا ہے؟ بعنوان

”دینداری میں دنیا داری“  
”نوٹ: وقت“ کا ایک مضمون ملاحظہ ہو۔

مد وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف اور ادارہ منہاج القرآن کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری بڑے گہرے دوست ہیں پروفیسر صاحب میاں صاحب کی خاندانی مسجد جامع اتفاق میں جمعہ پڑھاتے ہیں اور اس سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ۵ اکتال ۵ امہے پر واقع ادارہ ”منہاج القرآن“ بھی خوبصورت عمارت کے ناظم اور اس کے معاملات کے ذمہ دار ہیں۔ اس سے چند قدم کے فاصلے پر ان کی رہائش گاہ ہے جس کی تعمیر میں ان کے ذوق اور نفاس کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔۔۔ طاہر القادری

صاحب نے ان کے بعض انتخابی جلسوں میں شامل ہو کر ان کی حق داری کی گواہی دی۔ میاں صاحب وزیر اعلیٰ ہیں۔ یاری نبھا ہے ہیں اور ثواب کم ہے ہیں پنجاب اسمبلی میں بتایا گیا ہے کہ ”ادارہ منہاج القرآن“ کو ایک دینی یونیورسٹی بنانے کے لئے ٹاؤن شپ سوک سنٹر میں انہوں نے ۱۶۲ کنال اراضی عنایت کی ہے۔ اس کا سرکاری نرخ ۳۵ ہزار روپے فی کنال ہے جبکہ بازاری نرخ اس سے کہیں زیادہ

و مسائل مودودی ج ۱ ص ۲۰) جس طرح مودودی نے  
حنفی، بریلوی، شیعہ اور سنی کو جہالت کی پیداوار کہہ کر  
درگراہ و مشرک تک کے پیچھے نماز جائز قرار دے کر  
اپنی "لامذہبی" کا مظاہرہ کیا ہے اس طرح پرفیسر  
طاہر القادری نے بھی مودودی کے قدم بقدم بدیں  
الفاظ اپنی "لامذہبی" کا اظہار کیا ہے۔ کہ  
● بریلویت، دیوبندیت، الحمد میثیت، شیعیت  
ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔  
● کتاب فرقہ پرستی کا خاتمہ ص ۱۱۱ ● میں شیعہ اور  
وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا پسند ہی نہیں کرتا۔  
بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔  
دائرہ لو خواہر القادری رسالہ "دید شنید" لاہور ۱۹۷۲  
۱۹ اپریل ۱۹۷۲ء مختصراً دیکھ لیجئے۔ مودودی  
طاہر القادری اپنی جہالت و اندھے پن کی بنا پر شیعہ  
سنی، حنفی، وہابی، دیوبندی، بریلوی سب کو ایک ہی  
لڑی میں پردہ کر اور سب سے اپنی لا تعلقی ظاہر کر کے  
دونوں نے اپنی "لامذہبیت" کا کتنا واضح ثبوت  
مہیا کیا ہے۔ اور مودودی و طاہر القادری دونوں  
نے شیعہ، سنی، حنفی، وہابی، دیوبندی، بریلوی میں  
یعنی خبیث و طہیت، حق و باطل، مومن و منافق، عاشق و  
گستاخ، ناجی و ناری اور سنی و غیر سنی میں فرق و امتیاز  
نہ کر کے کس قدر حماقت و ضلالت اور ظلم و نا انصافی کا  
ثبوت دیا ہے۔ بہر حال دونوں کی زبان و بیان سے  
مشریح طور پر واضح ہو گیا کہ یہ دونوں "لامذہب"  
اور مذہب حق اہلسنت و سنی بریلوی مسلک سمیت سب  
سے لا تعلق و غیر جانبدار ہیں۔ پہلی "امتوں"  
(فرقوں جماعتوں) کی غیر مشروط مذمت اور ان کو

مسترد کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ مودودی و طاہر  
ان کے مذمقابل اور ان سے جداگانہ اپنے اپنے  
الگ جدید فرقہ کے پانی ہیں۔ ورنہ پہلوں میں سے  
کسی ایک میں شامل یا ان سے وابستہ ہوتے۔  
لمحہ فکر۔ چونکہ شروع سے مودودی و پرفیسر  
مسک میں بڑی مماثلت پائی جاتی ہے۔ لہذا ۲۵ مئی  
کو پرفیسر صاحب کی سیاسی قلابازی بھی "مودودی"  
کی طرف ایک اور قدم ہے اور وہ اس طرح کہ جیسے  
مودودی صاحب قیام پاکستان سے پہلے سیاست  
جمہوریت کی مذمت کرتے رہے اور پھر پاکستان  
میں حالات کچھ سازگار دیکھ کر سیاست سے لے کر  
عورت کی صدارت تک سب کچھ جائز کر لیا۔ اس طرح  
پرفیسر صاحب بھی پہلے بارہا سیاست سے لا تعلق  
ظاہر کرتے رہے اور پھر جب کچھ زمین ہموار معلوم ہوئی  
تو مودودی صاحب کی طرح فہرست سیاسی پلٹا کھا گئے۔

بیچ ہے کہ غم بدلتا ہے رنگ آسمان کچھ کیے  
اور سنئے جس طرح مودودی نے پہلے تو عورت  
کی سیاست و غیرہ کی مخالفت کی۔ اور جب موقع  
آیا۔ تو فاعلمہ خارج کی صدارت کے علمبردار بن گئے۔ بالکل اسی  
طرح پرفیسر صاحب پہلے تو بے نظیر کی سربراہی کے خلاف  
تھے۔ مگر جب سربراہ بن گئے۔ تو فرمایا "علماء کو چاہیے کہ اسے تسلیم کریں  
مخالفت کیوں کر ہے ہیں" دجٹان لاہور ۲۵ مئی ۱۹۷۲ء  
انکار اجماع اسی مذکورہ پس منظر کی بنا پر عورت کی  
نصف دیت (خون بہا) پر تمام اہلسنت و جماعت و  
اخلاف کے اجماع کا انکار کر کے۔ اور عورت کی دیت مرد  
کے برابر قرار دے کر یہاں بھی طاہر القادری نے اپنے  
لامذہب اور منکر اجماع ہونے اور اہلسنت و جماعت سے  
خارج ہونیکا برملا مظاہرہ کیا ہے جسکی اخبارات میں کافی تشہیر ہو چکی



حقیقی اور بنیادی شیعہ سُنی اختلافات کو فقہی تشریحات و  
تغییرات پر مبنی قرار دے کر چیف پادری کو حقانیت کے  
سلسلہ میں کوتاہی برتی اور نادانستہ طور پر اہل تشیع  
کی ترجمانی کی۔ گمان ہے کہ موصوف نے شیعہ نوازی کا یہ  
انداز خمینی صاحب کے اتحاد بین المسلمین تحریک سے  
دلفریب نعروں سے متاثر ہو کر اپنایا ہوگا۔

موصوف کو پادری کے جواب میں واضح کر دینا چاہیے  
تھا کہ مسلمانانِ اہل سنت و جماعت کے چاروں مکاتب  
فکر میں دور رسالت کی طرح دورِ مابعد رسالت میں بھی  
کوئی اصولی اختلاف پیدا نہ ہوا۔ لیکن شیعہ چونکہ اختلافات  
کی بنیادِ دائرۃ اسلام سے خارج ہو گئے ہیں اس لئے  
اسلام پر مسلمانوں کا (بجز اسلام سے خارج شیعہ) کوئی  
اختلاف نہ پہلے تھا۔ نہ اب ہے اور نہ آئندہ ہوگا اسلام  
پر شیعہ اختلاف دراصل کفر اور اسلام کا اختلاف ہے۔

## طاہر القادری میدانِ سیاست میں

بردِ فیصلہ طاہر القادری ایک عرصے سے سیاست  
میں آنے کے لئے زیرِ تولد تھے۔ مگر پنجاب کے  
وزیرِ اعلیٰ نواز شریف کی نوازشیں انہیں باز رکھتے ہوئے  
تھیں۔ آخر یہ باگ توڑ کر نکلے اور سیدھے سیاسی  
اکھاڑتے یوں اترے جیسے ان کے آتے ہی چاروں  
طرف دھوم مچ جائے گی۔ جیسے سیاست کے محل  
میں خطرے کے الارم گونجنے لگیں گے اور سیاسی لوگ  
بدحواس ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگیں گے۔ ان کو زعم  
تھا کہ ان کے انقلاب کے اعلان کے ساتھ ہی ملک  
بھر سے ”سوادِ اعظم“ کے لوگ ”بیدخلوں فی دین

اللہ اذ بانا کا منظر پیش کریں گے۔ مگر اے بسا آرزو  
کہ خاک شدہ۔ ابے شک باہر سے بھی لوگ آئے اور  
لاہور کے لوگ بھی جمع ہوئے۔ مگر اس کانفرنس کو اجتماع  
کے لحاظ سے عام جلسوں سے مختلف نہیں کہا جاسکتا۔  
● موصوف نے اپنے پورے جوش و ہڈی سے اپنی  
جماعت کے نام کا اعلان کیا اور نام کیا نکلا ”پاکستان  
عوامی تحریک“، یعنی اسے پاکستان پیپلز پارٹی۔ یا  
عوامی نیشنل پارٹی یا نیشنل پیپلز پارٹی بھی کہا جاسکتا  
ہے۔ یہ اپنی کی ترجمانی ہے ● پھر مندر پیش کیا گیا  
جس میں سب سے بڑا نقطہ یہی ہے جو سب کے ہال  
موجود ہے اگر کوئی نئی چیز ہیں تو وہ طاہر القادری ہیں  
جیسا انہوں نے اعلان کیا ہے کہ تمام مذاہب فکر کے لوگ  
حتیٰ کہ غیر مسلم قادیانی بھی اس کے رکن بن سکتے ہیں۔ کوئی  
احق ہوا ہوگا۔ جو ان کے ساتھ اتفاق کرے گا۔ کیونکہ  
قادیانیوں کی معیشت میں کوئی معقول بریلوی، دیوبندی  
اہلحدیث اور شیعہ اس جماعت کا رکن نہیں بن سکتا۔  
ہم سمجھتے ہیں کہ اس شخص کا یہ اعلان پہلے دلی ہی  
اس تحریک کی ناکامی پر مہر ثبت کر گیا ہے۔ ان کا نفرین  
بھس ”شخصی مظاہرہ“ تھا۔ رات کی آتش بازی کی طرح چمکا  
اور پھر غائب ہو گیا۔

## تماشہ گری

ہم جانتے ہیں کہ جناب قادری صاحب  
اپنی تقریروں کی گھن گرج میں بہت  
سے تماشے دکھا سکتے ہیں مگر یہ محض تماشے ہی ہوں گے  
ان سے کوئی معقول سیاسی انقلاب نہیں ابھر سکتا۔ ان کا  
دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ قائدِ اعظم کی مسلم لیگ کی طرح ایک مثالی  
اور انقلابی جماعت برپا کریں گے۔ مگر ان کے منشور سے  
واضح ہوا کہ وہ مسلم لیگ، جماعت اسلامی، پیپلز پارٹی

اور تحریک استقلال کے منشوروں کا مغوبہ ہے۔ یعنی اس میں اسلام بھی ہے۔ سوشلزم بھی اور سیکولرزم بھی ان تینوں کی موجودگی میں کوئی ایک نظام بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ایسی "نقال" جماعت سے کسی قابل ذکر "زلزلے" کا توقع بھی نہیں کی جا سکتی۔ ہمارے نزدیک قادری صاحب کی جو منہاج القرآن کے ذریعے مقام حاصل ہو رہا تھا وہ بھی سیاست کے فارزار میں الجھ کر رہ جائے گا۔ اور ایک دن وہ خود پکار اٹھیں گے۔ عہد اس عاشقی میں عزت سادت بھی گئی۔

## رسالہ "چٹان" لاہور

"پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری نے بالآخر اپنی سیاسی جدت پاکستان عوامی تحریک کے قیام کا اعلان فرمادیا۔ بہت دنوں سے اس نئی جماعت کے بارے میں کچھ اس انداز سے پردہ پگینڈا مہم جاری تھی کہ گویا ڈاکٹر صاحب کی قیادت میں کچھ نرالی وضع کے بلند عزم اور حوصلہ مند لوگ غیر معمولی انقلابی پروگرام لے کر میدان عمل میں اترنے والے ہیں۔ جو دیکھتے ہی دیکھتے موجود

مالوس کن سیاسی فضا کا رخ امید و کامرانی کی طرف موڑ دیں گے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا خطاب ایک روایتی سیاست دان کے خطاب سے مختلف نہ تھا۔ جس میں ملی حالات پر ایک سطحی سی تنقید کی گئی تھی۔ اور بس "نہ گری انکار نہ اندیشہ بے باک" اور نہ کوئی پروگرام عمل، بڑا تیر مارا تو صرف یہ کہا کہ "اپنی حکومت کے قیام کے تین سال کے عرصہ میں سرزمین پاکستان پر انقلاب برپا کر دیں گے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ ڈاکٹر صاحب کو پہلے حکومت ہی جائے

پھر وہ یہاں انقلاب برپا کریں گے۔

کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک  
● اگر ڈاکٹر صاحب یہ فرماتے کہ ہم آج سے جدوجہد کرنے میں سال میں موجودہ نظام حکومت بدل کر عوام دوست حکومت قائم کر دیں گے اور ملک و قوم کی بیاہلیٹ دیں گے۔ تو کوئی بات بھی تھی۔ ڈاکٹر صاحب اب یہ قوم کسی مرد مسلمان کی منتظر ہے "دھن دھن دڑہ چٹان لاہور" جو

"مساوات لاہور" اصل وقت ملک عزیز میں جنرل فیاض الحق کے خلاف نفرت

پورے عروج پر پہنچی ہوئی ہے۔ اس نفرت کا نفیاتی فائدہ اٹھاتے ہوئے طاہر القادری صاحب نے بھی اپنی جماعت کے قیام کے حوالے سے جنرل فیاض الحق کے اسلامی کارناموں پر تنقید شروع کر دی ہے۔ اس سے ہمارے بعض ساتھیوں کو جو مولوی حضرات کی نفیات سے واقف نہیں ہیں۔ غلط فہمی ہو رہی ہے کہ شاید قادری صاحب جنرل فیاض الحق کے مخالف ہیں۔ یہ مخالف صرف لڑا کشتی ہے۔ قادری صاحب جو جنرل فیاض الحق صاحب کو خوش کرنے کے لئے سود جلیے حرام معاملے کو جائز قرار دینے کا فتویٰ دے سکتے ہیں۔ ان سے ہر قسم کے کارناموں کی توقع کی جا سکتی ہے۔ مبصرین کا خیال یہ ہے کہ قادری صاحب اسلام کے نام پر یہ نئی جماعت اپنے محسنِ مہربانی پنجاب کے وزیر اعلیٰ جناب نواز شریف کے اشارے پر قائم کر رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت ملک میں بریلوی فرقے کی اکثریت ہے اور اس کی قیادت علامہ شاہ احمد نورانی صاحب صدر جمعیت علمائے پاکستان کے ہاتھوں میں ہے۔ نواز شریف صاحب چاہتے ہیں کہ اس فرقے کی قیادت نورانی میاں کے ہاتھوں سے چھین لی جائے اور ان کے کسی قابل اعتماد شخص کے



پاس آجائے اسی مقصد کے لئے قادری صاحب کی جانب سے ایک نئی سیاسی پارٹی کے قیام کا اعلان کرایا جا رہا ہے۔ ان تفصیلات سے واضح ہے کہ طاہر القادری صاحب اسلام کے نام پر نئی سیاسی جماعت اپنے مہربانوں کے سیاسی مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے قائم کر رہے ہیں۔ اگر وہ نظام اسلام کے بارے میں مخلص ہوتے تو سب سے پہلے وہ اپنے سود کو جائز قرار دینے والے اس فتویٰ سے رجوع فرماتے جو انہوں نے جنرل ضیاء الحق کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دیا تھا۔ (روزنامہ سدا بہار، ۲۵ مئی ۲۰۰۹ء)

## ”لو اے وقت لاہو“

۲۵ مئی کانفرنس کی تیاریاں بھرپور کی گئیں۔ بڑے اور چھوٹے شہروں حتیٰ کہ قلعبات و بانات میں بینرز آویزاں کئے گئے ہر جگہ ان کے عقیدت مندوں نے انہیں...

”پاکستان کے خمینی“ کے طور پر متعارف کرایا۔ جب پروفیسر صاحب اپنی پچھڑ جیب میں سوار حلیہ گاہ میں آئے تو شرکار نے مودب کھڑے ہو کر ان کا بڑبڑوش تالیوں سے استقبال کیا۔ یہ ان کی زندگی کا پہلا واقعہ تھا کہ ان کی مدد پر تالیاں بجاتی گئیں۔ پروفیسر طاہر القادری نے ہاتھ ملا کر نعروں اور تالیوں کا جواب دیا۔ تین سیٹج سیکریٹریوں میں ایک شیعہ مسلک کے نوجوان عمرار حسینی بھی تھے اور اس سے نئی سیاسی جماعت کے قارئین یہ ناثر دینا چاہتے تھے۔ کہ نئی جماعت یک مسلکی سیاست کے تابع نہیں ہے۔

موجی دروازہ کا اجتماع ”دن میں شو“ تھا۔ ایک آدھ شخصیت کے علاوہ ان کے موجودہ ہم سفروں میں کوئی بھی ایسا نہیں۔ جو سیاست کے اسرار و رموز سے واقفیت رکھتا ہو۔ پروفیسر صاحب نے اپنی تقریر اور منشور میں بعض ایسے نعرے دیئے جو پاکستان کی موجودہ سیاست

میں رنگ آلود ہو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پروفیسر صاحب اپنے انقلابی پروگرام میں کوئی نئی بات نہیں کہہ سکے۔ ممکن ہے انہوں نے نہایت جلد بازی میں اپنے پروگرام کو پیش کیا ہو۔ مگر سیاست میں خود کو نمایاں کرنے کے لئے ایسی ٹیم کی ضرورت ہوتی ہے جو زمانے کے ہمیر پھیر سے کماحقہ واقف ہو۔ لوگوں کے مسائل تو کتنا ہی علم نہیں۔ یہ مسائل جس کو کہہ سے جنم لیتے ہیں۔ اس کا سراغ لگانے کی ضرورت ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت، ۲۵ مئی ۲۰۰۹ء)

## ”امروز لاہو“

علامہ طاہر القادری نے یوم تاسیس انقلاب کے سلسلے میں جو پبلسمی بورڈ جگہ جگہ نصب کئے ان پر علامہ صاحب کی علامہ قبائل کے انداز کی تصویر پینٹ کی گئی تھی۔ جس پر یہ شعر بھی لکھا ہوا تھا۔

ہزاروں سال زرخس اپنی بے لوری پر روتی ہے  
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چین میں دیدہ درپیدا  
اس بورڈ کو دیکھ کر یہی احساس ہوتا تھا کہ دیدہ در پیدا ہو گیا ہے اس بورڈ کے موجد کا مقصد بھی یہی تھا۔ علامہ طاہر القادری پر اس شعر کے اطلاق کے بعد ہم بھی موجی دروازہ گئے۔ جب علامہ صاحب کی تقریر کی باری آئی۔ تو سیٹج سیکریٹری نے یہ شعر پڑھا۔ ہم نے علامہ طاہر القادری کی تقریر خود سے سنی۔ تمام نکات پر توجہ دی، ہر نکتہ شناسا ساگما یہ باتیں اس سے پہلے بھی متعدد بار سن اور پڑھ چکے ہیں اگر دیدہ دری اسی کا نام ہے تو منان کریں ایسے دیدہ در تو یہ ہمارے ملک میں ہر سال ہزاروں پیدا ہوتے ہیں بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ ملک تو ایسے دیدہ دروں کے حوالے سے پہلے ہی خود کفیل ہے اور نئے دیدہ در کو برداشت کرنے کا عوام میں حوصلہ نہیں ہے (امروز لاہو، ۲۹ مئی ۲۰۰۹ء)

# دعوتِ مباہلہ۔ وہابی بنام طاہر القادری

اس منہ سے جس سے بزرگوں کے ”الہام“ دروڈ یاہ میں لگے ہوئے ہیں یا اُس منہ سے جس سے کہتے ہیں مجھ پر بھی غارِ حرا میں فرشتہ آیا تھا (کچھ ہم بھی سنیں کچھ ہم کو بھی بتا)۔ ان کا مباہلے کا چیلنج بھی خوب ہے وہ طاہر مرزا جو منہ چھپا کر پاکستان سے مفرد ہوئے تھے۔ اُسے کھلے منہ مینا پاکستان آنے کا کہتے ہیں۔ واہ حضرت واہ! پتہ ہے ایسا نہ ہوگا اور میری واہ واہ ہو جائے گی۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے رات کوئی کہہ دے دیکھنا صبح سورج نکلے گا تو روشنی ہوگی اور صبح کہہ دے مجھے بزرگ مانو میں نے جیسا کہا ویسا ہوا۔

**چیلنج :-** باقی رہی حضرت قادری کے مباہلے کی بات تو انہیں میں چیلنج کرتا ہوں یہ میرے ساتھ مباہلہ کریں۔ میں کہتا ہوں اُن پر غارِ حرا میں فرشتہ نہیں آیا۔ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ مباہلہ کریں۔ رسول اللہ کے اُن کے پاس عالم بیداری میں آنے پر ادارہ منہاج القرآن میں لوگوں کی زمین بلا پوچھے شامل کرنے پر۔ اتفاق والوں کی امداد و تعاون پر۔ نواز شریف کی نوازشات پر۔ جناب طاہر علاؤ الدین کے بیٹوں کے اغوا کے معاملے کی (بعینہ) صداقت پر۔ انتہا لمبیہ کے ان کے جلوس وغیرہ میں اعانت پر۔ اور سنی شہرت کے حصول پر۔

ہزاروں سے نکلا ہوں ایک جیش میں جسے غرور ہوا ہے کہ شکار تھے جناب شیخین پروری ہفت روزہ ”الاسلام“ لاہور ۱۹ اگست ۱۹۸۸ء

● ڈرامہ نگاری، ڈرامہ سازی اور ڈرامہ بازی ..... قصہ کہانی، افسانہ طرازی میرے ملک میں شہرت کا ایک حربہ، حربہ بازی تک جا پہنچا ہے، اداکاری اسٹیج سے منتر تک پہنچ رہی ہے۔ پوز بنا بنا کر تصاویر کھینچنا .... منہاج قیادت کی طرف رواں دواں ہے۔ حکومت کے اشاروں پر حکومت کے خلاف نعرے بازی بلکہ نوٹس لینے والے خود نعرہ بازی بنے ہوئے ہیں۔ اور تو اور ”عزت پر ہاتھ ڈالنے“ والے مجرم کے خلاف مظاہرے کرنے کرتے حضرت طاہر القادری ”مباہلہ“ تک آن پہنچے ہیں اور احتجاجی مظاہرے کو ”ختم نبوت کانفرنس“ کا رنگ دے بیٹھے ہیں۔ حضرت نے یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے لوگوں کو ایک غلط بنیاد پر جذباتی کیوں بنایا؟

اور پھر خود صوبائی وزیر اعلیٰ کے ہمراہ ”مجموعوں“ کے پاس کیوں جا پہنچے؟ اور معاملہ باہمی ملاقات میں کیوں نہ ٹھہرا؟ حضرت اپنے انٹرویوز میں تضاد بیانی تک ہی رہتے تو کچھ حد میں رہتے، اپنی کتب میں سلف صالحین تو دور کی بات، اپنے ہی مسلک کے خلاف بھی رہتے ہیں چنداں پر واہ نہ تھی (کہ ایسے میں ایسا ہوتا ایسوں کی عادت اور تاریخ ہے) اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں (جن کاموں میں جناب پڑے ہیں) عوام کے ساتھ کھیلنا اور پھر ختم نبوت کا ہیرو بننے کی کوشش کرنا یہ حضرت قادری کس منہ سے ختم نبوت کی بات کرتے ہیں



(ادھر کفن برداری ادھر راز داری)

# جنگ کی خفیہ رپورٹ

”نگران وزیر اعلیٰ پنجاب نواز شریف عید الاضحیٰ کے تیسرے روز کوٹہ پہنچے ادارہ منہاج القرآن کے سربراہ پروفیسر علامہ طاہر القادری ان کے ہمراہ تھے ان کے دورے کا مقصد پیر طاہر علاؤ الدین الگیلانی قادری کے صاحبزادوں کے مبینہ اغوا کا معاملہ طے کرنا تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ

وزیر اعلیٰ پنجاب نے وزیر اعلیٰ بلوچستان میر ظفر اللہ جلالی کے ہمراہ خان آف قلات سے ملاقات کی اس ملاقات میں علامہ طاہر القادری بھی موجود تھے۔ باہمی گفتگو کے بعد اصولی طور پر یہ طے پا گیا کہ معاملہ کو مزید طول نہ دیا جائے اور کوئی آبرو مند نہ حل تلاش کر لیا جائے۔ چنانچہ سلیمان داؤد ۷ اگست کی شام تھانے میں طلب کیا گیا۔ جو کچھ دیر تھانے میں رہا۔ اور اسی رات ضمانت پر رہا ہو کر گھر آ گیا۔ پولیس نے ہی ضمانت لے لی۔ بلوچستان

کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے۔ کہ پولیس نے خود ہی ضمانت لے لی ہو۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سیدنا طاہر علاؤ الدین کے شہزادگان اور سلیمان داؤد کی عمریں ہمہ ہی کوئی بائیس پچیس سال کے درمیان ہیں۔ شہزادگان سلیمان داؤد کے چھوٹے بھائی اور وہ ان کا مامول زاد ہے۔ شہزادگان کی نانی صاحبہ بی بی کبریٰ سلیمان داؤد کی دادی صاحبہ ہیں۔ چونکہ شہزادگان کی نانی صاحبہ نے اپنے مرحوم شوہر کی ایک یادگار قیمتی کار انہیں دے دی تھی اس لئے تنازعہ ہوا۔ اور سلیمان داؤد نے چوری کا پرچہ

کٹوا کے پولیس کی معیت میں شہزادگان کو ”اغوا“ کیا۔ ایک ایسا واقعہ جو دو قرہ بی رشتہ داروں کا نجی نوعیت کا ہے۔ اسی کے حوالے سے آسمان سر پر اٹھایا گیا۔ اور پروفیسر طاہر القادری نے اغوا کو ایک ایسا بنانے کی کوشش کی اور کمال ہنرمندی سے کچھ بتائے بغیر ایک دنیا کو یہ تاثر دیا کہ بلوچستان میں کوئی بہت بڑا سانحہ رونما ہوا ہے جس کی وجہ سے ایک معرکہ حق و باطل بپا ہو گیا ہے۔ تنازعہ کار تا تصفیہ محفوظ رکھنے کا سرکاری انتظام کر دیا گیا ہے۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۶ اگست ۱۹۸۸ء)

ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور اگست ۱۹۸۸ء (مفصلاً بعنوان ”پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا سپنس“)

”پروفیسر طاہر القادری صاف کے پاس ہم گئے تھے تاکہ تو متحر عیسائی کے خلاف بڑے پیمانے پر کارروائی ہو سکے لیکن انہوں نے ایک دفعہ تو ملاقات سے محروم رکھا۔ دوسری دفعہ صاف کہا کہ میں عوامی سڑک کے احتجاج کا قائل نہیں ہوں یہ عوامی احتجاج اثر پذیر نہیں ہوتا۔ ہاں البتہ جب ہائی کورٹ میں اس مقدمہ کی سماعت ہوگی تب اگر میری ضرورت پڑی تو میں وہاں آ کر بات کروں گا۔ لیکن سڑک پر آنا عوامی جلوس میں اچھا نہیں سمجھتا۔

• طاہر القادری صاحب کے اس رویہ سے ہم نہایت ہی پریشان ہو گئے اور پھر چند دن بعد سلسلہ ”واقعہ اغوا“ انہیں عوامی سڑک کے احتجاج میں بھی دیکھا۔ افسوس کہ ناموس سرکار (صالحی اللہ علیہ وسلم) کی خاطر تو نہ آئے لیکن واقعہ کوٹہ کی خاطر لاکھوں روپے کے اشتہارات بھی اور سڑکوں پر مارتج بھی کرنے رہے۔ عوام اہل سنت ان کی اس روش سے سخت دل برداشتہ ہیں۔ بہر حال اہل تشیع خود ہی کامیاب مظاہرہ کیا۔ (مولانا قادی محمد عبدالشکور ضوی)

# پروفیسر طاہر القادری کے نام کھلا خط

جناب پروفیسر صاحب سلام مندوں ! لوگ آپ کو مولانا، علامہ، ڈاکٹر، پروفیسر، خطیبِ ادیب، مصنفِ قومان کہتے ہیں۔ لیکن دنیا نے سنیت میں آپ کو امام و مجدد یا مجتہد کوئی بھی نہیں مانے گا۔ نہ آپ کو سنیت میں کوئی رخنہ اندازی و من مانی کرنے دیکھا۔ نہ آپ اس کی کوشش فرمائیں اس سے بلاوجہ فتنہ برپا ہو گا۔ آپ کی شخصیت مجروح ہوگی آپ اپنے آپ کو چھوڑ جائیں گے۔ آپ گھراور گھاٹ دونوں کے ہی نہیں رہیں گے۔ مخدوم اہلسنت حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں صاحب مدظلہ العالی نزعہاں اہلسنت حضرت علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم العالیہ مفتی غلام سرور قادری اجنباب شیعہ محمد صاحب قادری کراچی کی طرف سے آپ کو جو سوالات آئے ہیں۔ آپ سے جو وضاحتیں چاہی ہیں۔ ان کا واضح جواب "حام المحرمین" شریعت کی روشنی میں عنایت فرمائیے اور اس فتنہ کو نہ بڑھنے دیجئے۔ اپنی شخصیت کو مجروح نہ ہونے دیں۔ کیا اچھا ہوگا آپ اپنے آپ کو اکابر اہلسنت کے تابع کر لیں۔ تعجب تو یہ ہے کہ آپ کے حواری شیعوں، وہابیوں، دیوبندیوں، مودودیوں سمیت تمام فرقوں کو مسلمان قرار دے کر تمام فرقوں سے دوستی کھائی چارے کا ہاتھ بڑھا رہے ہیں۔ اور جو آپ اپنے نفع ان سے کہتے اور دور ہٹتے چلے جاتے ہیں اس وقت پوری دنیا نے سنیت آپ کے مخصوص عقائد و نظریات کے باعث آپ کے تعاقب میں ہے۔

دھمکیاں مگر آپ اور آپ کے حواری صرف اور صرف حضرت مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم پر برس رہے ہیں۔ دھمکیوں اور الزام تراشیوں پر مشتمل گناہ مذکورہ لکھ رہے ہیں۔ ہیں آپ کے حواریوں کی طرف سے علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی کے خلاف چند الزامات و اتہامات سے بھرپور گناہ خط لے رہے ہیں جن میں کوئی دلیل نہیں۔ کوئی جان نہیں ہے اور حقیقت سے ان الزامات کا قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے نہ کسی الزام کا ثبوت ہے۔ نہ دلیل ہے۔ حضرت علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب کا کوئی فتویٰ کوئی تحقیق ذاتی یا انفرادی نہیں ہوتی۔ وہ تو مسک اہلسنت مجدد دین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے علمبردار ہیں۔ مسک رضوی کے ترجمانی ہیں۔ ان کی کوئی اپنی تحقیق اور ان کا کبھی کوئی ذاتی مسک نہیں ہوتا۔

لہذا دوسرے بزرگوں کی آڑ میں اپنے دل کی گرمی نہیں نکالنی چاہیئے۔ موضوع و مسئلہ زیر بحث سے ہٹ کر اور دوسروں کے کندھے پر بندوق رکھ کر نہیں چلانی چاہیئے اب پروفیسر صاحب سے استدعا ہے کہ وہ اپنے پیدا کردہ اس فتنہ کو یوں ختم کرائیں کہ وہ اپنی انفرادی تحقیقات سے رجوع فرما کر اکابر اہلسنت و مسک اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی طرف رجوع کریں۔ میلانی طبع واضح طور پر ظاہر کریں۔ اللہ تعالیٰ قبول حق کی توفیق دے۔ اور ہم سب کو ضد و عناد سے بچائے۔ اکابر اہلسنت کا اتباع نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (محنت و زہد الہام، ۱۴ مارچ ۱۹۸۷ء)



# قائد انقلاب یا امام القلتہ ؟

(مرزا غلام احمد قادیانی کو الہام ہوتا تھا۔ اور مسٹر طاہر جھنگوی کو بشارتیں)

سے دیکھا ہے۔ ان کے شایعات کا خلاصہ یہ ہے کہ

- وہ جھوٹا ہے۔ مکار ہے، فریبی ہے، احسان فراموش ہے۔
- جن لوگوں کو اس نے اپنے گرد جمع کیا ہے۔ وہ خوش عقیدہ لوگ ہیں۔ جن کے لئے محمد طاہر نے حسن بن صباح کی طرح بشارت کی حشیش تیار کی ہے۔
- دیت اور قصاص کا مسودہ اس کی بدولت سر دھانے میں ڈالا گیا۔ عورت کی گواہی کے مسئلے پر اس نے سب الگ روش اختیار کی۔ لیکن اس کی اب تک کی مقبولیت یا مخالفت کا حقیقی سبب اس کا نظریہ بشارت ہے۔

بشارتوں کی بنیاد پر کوئی تحریک برپا کرنے کا سلسلہ اس سے پہلے گزشتہ چودہ سو سالوں میں یا مرزا غلام احمد قادیانی نے شروع کیا تھا۔ اور یا اب محمد طاہر جھنگوی کر رہا ہے۔

”پرویسر محمد طاہر آج جو کچھ بھی ہے۔ نواز شریف، ضیاء الحق اور مجید نظامی (ایڈیٹر نوائے دقت) کی بدلتا ہے۔“

- نواز شریف نے اسے اتفاق مسجد کا پلیٹ فارم ہی نہیں۔
- ضیاء الحق تک پہنچنے کا ذریعہ بھی فراہم کیا۔
- ضیاء الحق کی قربت کے سبب بی بی اور ذرائع ابلاغ کے دروازے اس کے لئے کھل گئے۔
- مجید نظامی نے اپنے خیالات کی اشاعت کے لئے اسے ”نوائے وقت“ کا پلیٹ فارم مہیا کیا۔

بہر حال یہ جو بلب پر دت جھپٹ رہی ہیں، کلاشکوف ہاڈی گارڈن کی معیت میں جدید ترین پیجیرو پر سوار ہو کر آتا ہے۔ اور جس کے اثرات کی تابلیت فی الوقت ایک اندازے کے مطابق ایک ارب سے زیادہ ہے۔

- اور جس کے پسندیدہ سیاسی اداکار شہر اور اسی قبلہ کے لوگ ہیں۔ اسوہ فاروقی کا علمبردار ہے۔

وہ پاکستان میں مصطفوی انقلاب برپا کرنا چاہتا ہے۔ اور اس غرض کے لئے اس نے ۲۵ مئی ۸۹ء کو رات کے آخری پہر سوچی دروازہ لاہور میں پاکستان پیپلز موومنٹ (پاکستان عوامی تحریک) کے قیام کا اعلان کیا۔

— شہر، سولہ مئی، لاہور سے تنگ اور مسٹر بھٹو کی نقالی کی یہ ایک کامیاب کوشش تھی۔

ادارہ مشہاج القرآن کا بانی کیا ہے اور کیا کرنا چاہتا ہے۔ اس کی موجودہ خدمات کے حوالے سے اس کے آئندہ عزائم کا اندازہ کیا جاسکتا ہے جن لوگوں نے اسے گزشتہ پندرہ بیس برس میں قریب

ثبوت۔ اس کے جھوٹے، مکار، اور فریبی ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ سیدنا فاروقی اعظم کے اسوے پر عمل پیرا ہونے کا دعوے دار ہے۔ وہ اور اس کے اندھے معتقد بھول جاتے ہیں کہ فاروق اعظم کا اشکوت برداروں کے جھڑپ میں پیجیرو پر سوار ہو کر نہیں آیا کرتے تھے۔ وہ خجریا گھوڑے پر اپنی باری سے سواری فرمایا کرتے۔ اور جب ملازم کے سوار ہونے کی باری ہوتی تو امیر المؤمنین ہونے کے باوجود ملازم کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر آگے آگے چلا کرتے تھے۔ ان کو غالب بشارتوں کے لئے سب سے زیادہ موزوں تھا۔ لیکن انہوں

نے کبھی بشارتوں کی بنیاد پر کاروبار حکومت یا سیاست چلانے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اسوۂ قارونی کی کون سی ایسی بات ہے، جس پر مسٹر طاہر القادری عمل پیرا ہے؟

علم چہ نسبت خاک را با غلام پاک

یہ احق اپنی اب تک کی توقع پرستی اور

”مغداد دزدی کے دور کا موازنہ رسول اکرم کے کئی

دور سے کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ جب طرح رسول

اکرم مکہ میں دس سال تک خاموش تبلیغ کے بعد مدینہ

جا کر سیاسی انقلاب لائے تھے۔ اس طرح ہم

بھی اب تک خاموشی سے دینی خدمات سرانجام دینے

کے بعد اب سیاسی سفر شروع کر رہے ہیں۔ عقل

اور علم کی ناپائستگی اس سے بڑھ کر اور کوئی مضامیرہ نہیں

ہو سکتا۔ یہ بے وقوف سمجھتا ہے کہ رسول اکرم نے

انقلاب کا آغاز مدینہ سے کیا۔ اس بیوقوف کو یہ علم نہیں

کہ انقلاب کا آغاز تو کوہ قارانی پر ”لا الہ الا اللہ“

کہنے سے ہوا تھا۔ اور اسلامی انقلاب کا نقطہ آغاز د

انجام لا الہ الا اللہ ہے۔ مدینہ میں اسلام کو جو

کامیابیاں ہوئیں۔ وہ کئی کامیابیوں کی مرہون منت

نہیں۔ عقیدے کا وہ انقلاب جو مکمل قلب مابینیت کر

دیتا ہے۔ وہ کئی میں رد نہا ہوا اور اس سائے کی دور

میں سرور کائنات کو کسی نواز شریف کسی ضیاء الحق اور

کسی مجید نظامی کی امداد و اعانت، سایہ و سرپرستی حاصل

نہ تھی۔ قریش مکہ نے ان کے لئے ”اتفاق مسجد“

نہیں۔ شعب ابی طالب تیار کی تھی۔ اور وہ

ہادی برحق کے ساتھیوں کی تواضع پیتی ہوئی ریت پر

ٹکا کر کیا کرتے تھے۔

تاسیس انقلاب کانفرنس کے نام پر مسٹر طاہر القادری

نے ۲۵ مئی کو جو ڈرامہ کیا۔ وہ اس اعتبار سے

تو قطعی ناکام رہا۔ کہ اگر وہ اردو کام سرمایہ اس کانفرنس

کے انتظام و انتظام پر خرچ کیا گیا۔ کامیابی اس کے

مقابلے میں ایک فیصد بھی نہیں۔ بے پناہ وسائل

کی بدولت بیس پچیس ہزار آدمیوں کو اکٹھا کر لینا معمولی

بات ہے۔ اور مقامی لوگوں کی عدم دلچسپی۔ اپنی

تیار یوں کو کئی دور کی تیار یوں سے مشابہ قرار دینے والے

کے منہ پر ایک غماچہ ہے حقیقت یہ ہے کہ جس

دین۔ اور جس سیاست کے پیش کرنے کا مسٹر طاہر

کا آئندہ پردہ گرام ہے۔ وہ غیر مسلموں کو سب سے

زیادہ سوٹ کرتا ہے۔ قادیانیوں کے گھروں میں تو

بالخصوص خوشی کے شادیانے بچ رہے ہیں۔ کہ

مصطفوی انقلاب اور اسوۂ قارونی کے ایک علمبردار

نے انہیں ایک پیٹ فارم مہیا کر دیا ہے۔

مسٹر طاہر القادری نے جس جرأت سے قادیانیوں کو

اپنے ساتھ ملانے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس سے یہ

اندازہ لگانا دشوار نہیں کہ گزشتہ دس بارہ برس مسٹر

طاہر نے کس منصوبہ کے تحت گزارے۔ ان حالات

میں قادیانیوں سے ان کے درپردہ روابط کی نفی کرنا

ناممکن ہو جاتا ہے۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں یا کرنا

چاہتے ہیں۔ وہ قادیانیوں اور غیر مسلم طاقتوں کی

شہ پر کر رہے ہیں۔ اور پاکستان کی بنیادوں پر چلنے

والا یہ کلہاڑا بھی مسٹر طاہر کو انہی طاقتوں نے تھمایا ہے

• نواز شریف سے تو مسٹر طاہر نے اپنا تعلق توڑ لیا

ہے۔ ضیاء الحق اس دنیا میں نہیں ہے۔ بے دے

کے ایک مجید نظامی رہ جاتے ہیں۔ ان سے پوچھا جا

سکتا ہے کہ حضرت یہ آپ اپنی آئین میں ملک و ملت کے

لئے سانپ کی پرورش کیوں کر رہے ہیں؟



# جماعت سیکولر مودودی "آء طیل"

یہ نجاب یونیورسٹی میں حصول تعلیم کے دوران علامہ القادی کے اندر ایک راہنما بننے کی خواہش پیدا ہوئی۔ جب انہوں نے ایک کلاس فیڈر خاتون کو شادی کی پیشکش کرتے ہوئے لکھا کہ

"وہ مولانا مودودی سے بڑا راہنما بننا چاہتے ہیں" شواہد یہ ہیں کہ اگلے سالوں میں انہوں نے مولانا مودودی کے طریق کار اور تنظیم پر سنجیدگی سے غور کیا۔ یہ محض اتفاق نہیں ہے کہ علامہ طاهر القادی نے اپنی بیشتر اصطلاحیں مولانا مودودی سے مستعار لی ہیں۔ وہ آج بھی انہیں کے انداز میں اپنا مافی الضمیر بیان کرتے ہیں۔

سیکولر جماعت طاهر القادی "بریلوی مکتب فکر" سے تعلق رکھنے کے باوجود ایک ایسی جماعت قائم کرنے کے خواہشمند ہیں جس میں بریلویوں کے علاوہ شیعہ اہلحدیث اور دیوبندی بھی شامل ہو سکیں۔ عام اندازوں کے برعکس یہ ایک مذہبی نہیں۔ سیکولر (لا مذہب) جماعت ہو گی۔ جس کے پلیٹ فارم سے مصطفوی القلاب کا نعرہ سنائی دے گا۔ لیکن اس میں ہر طرح کے غاصر جمع ہوں گے۔ عابدہ حسین حال ہی میں طاهر القادی نے شیعہ دو ٹول کے بل پر الیکشن جیتنے والی سگریٹ نوش • سیدہ عابدہ حسین (جنگ) کو اپنی پارٹی میں شمولیت اور شیعہ خواتین کی سربراہی کی پیشکش کی تھی۔ جو اس جدیدیت پسند خاتون نے قبول نہیں کی۔

صالح کلیت طاهر القادی کے ساتھ نماز پڑھنے والوں میں • ایک رفیع یدین کرنے والے کو بھی دیکھیں گی • خود آج ایک بار معروف شیعہ عبادت گاہ قنبر قبول گئے۔ اور

جشن مولود کبہ کی تقریب سے خطاب کیا • یہ مکملہ پیشہ ان کے ذہن میں رہا کہ اگر کل انہیں سیاست میں حصہ لینا ہے۔ تو انہیں شیعوں - دیوبندیوں - اور اہل حدیثوں کو مخالف نظر نہیں آنا چاہیے۔ انہوں نے کسی بھی بڑی قوت کو لٹکانے یا اس پر کھلی لفظ چینی سے گریز کیا۔ (دعوت "ندا" لاہور ۳۰ مئی ۱۹۸۹ء -)

پہنچا ہوا بزرگ "طاهر القادی کو اللہ تعالیٰ نے بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ تقریر بھی فرماتے ہیں اور تحریر کا جوہر بھی دکھاتے ہیں۔ ایسی چیزوں کے قدیمے گھر گھر دیکھے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے ہم خیالوں اور کارکنوں کا وسیع حلقہ منظم کر لیا ہے۔ ان کے بہت سے معاملات خصوصاً سلسلے لئے کشف و کرات بہت سے لوگوں پر گراں گزرتے ہیں۔ لیکن ان سے لطف اندوز ہونے اور مرعوب ہونے والوں کی بھی کمی نہیں۔ وہ اپنے مخصوص انداز میں اپنی شخصیت کو ایک پہنچے ہوئے بزرگ اور دلی امڈ کے طور پر منواتے پختے بار ہے ہیں۔ اپنے والد گرامی کے صوفیانہ معاملات کی بھی دعا کا انہوں نے بھٹادی ہے وہ خود اپنے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات اور ہدایات کا معاملہ داشکاف کر رکھا ہے۔

اب حضرت صاحب سیاست کے کوسے میں قدم رکھ رہے ہیں۔ ان کے خیال میں ان کے انقلابی سفر کا یہ مرحلہ آگیا ہے کہ اس کے لئے تنظیم بنا کر جدوجہد کا آغاز کر دیا جائے جہاں تک ان کے جنرل نبی الرحمن اور ان کے دور پر شدید حملوں کا تعلق ہے (ایسے افراد جو جنرل صاحب کے دور میں بھی با اثر اور بارسوخ ہوں خاموشی ہی نہیں بلکہ حمایت کے مرتکب کچے جائیں اور اپنے قول و فعل سے اس تاثر کو گہرا کرنے جائیں۔ جنرل صاحب کی رخصتی کے بعد انہیں ان کی نیت تک پر شدید

کی جامعہ اتفاق کی وسافت سے سرکاری ذرائع ابلاغ تک رسائی۔ اور منہاج القرآن کے قیام سے مذہبی حلقوں میں تعارف نے انہیں یہ مقام عطا کیا ہے۔ کہ آج وہ پاکستان کے اہل دانش کے سامنے قومی و ملی سطح پر نمایاں ہونے کے بعد اپنے ہی محضوں خصوصاً ضیاء شہید کو اسلام کے ساتھ بہت کچھ جوچنے اور سابق صدر کے ذکر کو اقبال کے پاکیزہ تصورات کو دھندلانے سے تعبیر کر رہے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قادری صاحب کو یہ حریت فکر گزشتہ دس سالوں میں کیوں یاد نہیں آئی۔ شاید وہ ہوا کار رخ پہچانتے ہوئے صدر ضیاء کی مخالفت سے موجودہ مرکزی سیکولر حکومت میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ قادری صاحب موصوف کو شاید یاد نہیں رہا کہ ایسی بڑھکوں سے وہ کچھ لادیں لوگوں کی واہ واہ حاصل کر لیں گے۔ لیکن اپنے ہی عین کی بعد از موت کردار کشی سے وہ مذہبی حلقوں اور افلاقی میاں کی کسوٹی رکھنے والے مسلمانوں کی نظروں میں ہمیشہ کے لئے غیر معتبر بلکہ سادہ زبان میں ”بے اعتبار“ ہو کر رہ جائیگا۔ (یہاں قادری صاحب اسلامیان پاکستان کی نظروں میں کوثر نیازی کو یاد رکھیں) طاہر القادری کی اس کج ادائیگی کج کھاہی اور احسان فراموشی پر ضیاء الحق شہید کی روح عالم بالا میں اختر شیرانی کی زبان میں کہتی ہوگی۔

انہیں اپنی صورت پہ یوں نانہ کب بنتا  
میرے عشق رسوا کہ اختر دعا دیں

پروفیسر محمد اسلم اعوان

گورنمنٹ کالج قلعہ محمدیہ (سابقہ قلعہ دیدار علیہ صلیع گوجرانوالہ)

(ہفت روزہ ”زندگی“ لاہور ۱۹ مئی ۱۹۸۹ء)

حلقے کی داد کیسے دی جاسکتی ہے؟  
اگر جنرل صاحب کی نیت خراب تھی، وہ اسلام کے نام پر دھوکہ دے رہے تھے۔ تو پھر جناب طاہر القادری جیسے ذہین و فطین اور صاحب علم بلکہ صاحب منہاج القرآن کو تو سر پر کفن باندھ کر میدان میں آجانا چاہیے تھا۔ جنرل صاحب کے خصوصی نائب معتمد میاں نواز شریف کا سر پرست بن جانے کا تاثر نہیں دینا چاہیے تھا۔ جناب طاہر القادری گزشتہ گیارہ برسوں میں کسی مسئلے پر حرکت میں آئے تھے تو وہ ان کے پیر صاحب کے صاحبزادگان کے بلینہ اعزاء کا معاملہ تھا۔ اس پر انہوں نے جلوس بھی نکالا۔ تقریریں بھی کیں۔ پریس کو نفریں بھی کیں۔ الٹی میٹم بھی دیئے۔ دھمکیاں بھی دیں۔ لیکن اس کے علاوہ کسی معاملے میں انکی کوئی رگ تحریک پھٹکتی ہوئی نہیں دیکھی گئی۔ ”نظامِ ربوۃ کے نام پر قوم کو بھکاری“ بنایا جاتا رہا۔ وہ دیکھتے رہے اور اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیا جاتا رہا۔ وہ گھر سے باہر نہیں نکلے۔ کیا اسلام پیر صاحب کے صاحبزادگان سے بھی کم اہمیت کا مسئلہ تھا؟ ”ہفت روزہ“ لاہور ۱۹ مئی ۱۹۸۹ء

## اپنے محسن کے خلاف کیوں؟

”محترم قادری صاحب نے شہید ضیاء الحق کی تشیین کا انکار کرتے ہوئے خود اپنے وجود کی نفی کی کوشش کی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ قادری صاحب موصوف کو مذہبی حلقوں میں متعارف کروانے میں ضیاء الحق کے دست راست میاں نواز شریف کی مٹائی و سرپرستی ہی کا عمل دخل ہے۔ گزشتہ دس سالوں میں شہید ضیاء کے دست و بازو نواز شریف



جس سے ان کی بہت دھرمی دھنائی کے علاوہ صاف ظاہر

دے کہ وہ اپنی صفائی بیان کر سکتے تھے۔ صرف حضرت مفتی

امیر القادری کریم مرزا لشکر شہ فہرست کنت

طاہر القادری کے دو میں شائع شدہ فہرست کتب

[illegible]

ان حضرات (علماء اہلسنت) نے شخصی طور پر

پروفیسر صاحب ایران کے نظریات فاسدہ کا رد

نکسا ہے۔ لہذا ان کے بالمقابل اگر کسی مولوی ذہیر

میں پر دنیس صاحب کی ہمنوائی کی ہمت ہے تو وہ

جیسی اسی طرح صراحتاً منہ دیت میں پر دلیر صاحب  
کو انکار اور علی گٹ مر حوت بھانٹ ثابت کرنے

قدرة "مقامات علامہ" و ذخیرہ میں کسی مولوی دہیر کا

● محض یہ کہہ دینا کہ پروفیسر صاحب چنیں و چناں ہیں

کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔ اور ہو سکتا ہے • کہ ایسا کہنا

کسی خوش فہمی یا غلط فہمی پر مبنی ہو • الزامات زیر بحث

مگر یہ نفس خواجہ آج تک اس جہنم کو تو انہرہ کہ

سکے۔ اور کسی ذمہ دار عالم دین کو انہی نقطہات کو حیات

میں نے نہیں لائے۔ علاوہ ازیں کتاب "خطہ

کی گھنٹی " سمیت تقریباً درجن بھر کتابیں پروفیسر

صاحب کے نظریات باطلہ کے رد اور ان کی کمرانی

کذب بیانی کے ثبوت میں شائع ہو چکی ہیں۔ مگر

پرو قلیس صاحب، صاحب و سائل اور صاحبِ علم ہو  
کے لئے جو کہ ان کے لئے جو ہر بندہ دیر سے

لے باور برد کسی ایک کتاب و اجزی ہر اب ہمیں سے سے۔

## روزنامہ ”قومی آواز“ کراچی

پاکستان عوامی تحریک کے چیئرمین طاہر القادری صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر ہر فرقے کے تین مولویوں کو پھانسی پر چڑھا دیا جائے تو فرقہ بندی ختم ہو سکتی ہے۔ طاہر القادری جو ادارہ منہاج القرآن کے بانی بھی ہیں۔

● حالات سے مجبور ہو کر انتہائی سیکور ہو گئے ہیں اور انہوں نے عوامی تحریک کے نام سے ایک سیاسی تنظیم بھی قائم کی ہے۔ جس میں غیر مسلموں کی شمولیت کے لئے عموماً اور تقابلیوں کی شرکت کے لئے خصوصی گنجائش رکھی ہے۔ ● طاہر القادری صاحب سے جب ان کی سابقہ ”ملاگیری“ کے حوالے سے ان کی سیکور تحریک کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ان کی تحریک کا ادارہ منہاج القرآن کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی دینداری اور سیاست کاری ہے۔ اور یہ ہر فرقے کے تین تین مولویوں کو پھانسی کا فتویٰ کون سی شرع نہیں کے مطابق ہے۔ ● اور کیا انہوں نے ادارہ منہاج القرآن کے تین مولویوں کو بھی پھانسی کے لئے نامزد کیا ہے۔ ● قادری صاحب کو یہ علم نہیں ہے کہ لادینی سیاست سے لادینی ثقافت فروغ پاتی ہے اور انہیں لادینیت کے فروغ کی اجازت ہرگز نہیں دی جا سکتی۔ ● قادری صاحب سے ہماری نہایت محاسنہ اور ہمدردانہ گزارش ہے۔ کہ وہ اپنے لوازمہ ذوق سیاست کے تحت طائفہ علماء کو نہ چھیڑیں، ورنہ ان کے فتوؤں سے انہیں نہ قادیانی بچا سکیں گے۔ نہ غیر مسلم۔ و ما علینا الا البلاء

(روزنامہ ”قومی آواز“ کراچی ۱۰ جولائی ۱۹۸۹ء)

## ہفت روزہ ”احوال“ کراچی

پروفیسر طاہر القادری بطور ایک سیاستدان کے اپنے قدم آگے بڑھانے کے بجائے مسلسل ترقی معکوس کا شکار دکھائی دے رہے ہیں۔ ● ان کے بارے میں یہ کہا گیا تھا۔ کہ ”وہ ایسے راہنہ ہیں جن کی مٹھی میں ملت اسلامیہ کی تقدیر کا پروانہ ہے۔“ اور وہ اس بد قسمت اور فریب خوردہ قوم کو انقلاب معطفوی کی منزل سے ہمکنار کر دیں گے۔

● لیکن ان سے وابستہ ایسی عام توقعات مایوسی میں بدل رہی ہیں۔ اپنی سیاسی جماعت کا اعلان کرنے کے بعد پروفیسر طاہر القادری کا حال اس صیاد کا ہو گیا ہے جو اپنے ہی جال میں پھنس کر رہ گیا ہو۔ ● صرف ڈیڑھ ماہ کی قلیل مدت میں ان کی تضاد بیانی کے ایسے شاہکار سامنے آئے ہیں کہ ان کے اپنے بیگانے سب ہی تصویر حیرت بنے ہوئے ہیں۔ ● انہیں سب سے پہلے عورت کی سربراہی کے جواز و عدم جواز کی بحث کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن وہ اس مسئلے پر جم نہیں پا رہے اور مسلسل تردید و وضاحت کے چکر میں الجھتے جا رہے ہیں۔ (سیاست میں آنے سے قبل) ایک طرف عورت کی سربراہی کو کسی بھی صورت قبول نہ کرنے کے بارے میں پروفیسر صاحب کا انداز بیان اور طرز استدلال ہے۔ مگر دوسری جانب وہ عورت کی سربراہی کو قبول نہ کرنے والوں کو شکست خوردہ کہہ کر معلوم نہیں کس کو خوش کر کے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

انسوس تو اس بات پر ہے کہ عورت کی سربراہی کے بارے میں جو بات گزشتہ سال پروفیسر صاحب کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ پیپلز پارٹی کے سرگز میں برسرِ اقتدار آنے کے فوراً بعد ان کی سمجھ میں آگئی۔



خداوند ایہ تیرے سادہ دل بندے کو صرفائیں  
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

**قصیدہ خمینی** پر دفیہ صاحب کا ایک اور بیان  
ان کے لئے بلائے جان بنا ہوا ہے اور اس بات میں  
کوئی مبالغہ نہیں کہ اس ایک بیان نے ان کے اندر  
کے طاہر القادری کو مکمل طور پر بے نقاب کر دیا ہے۔  
ایرانی قو نصلیٹ لاہور میں آیت اللہ خمینی کی یاد  
میں منعقدہ ایک تعزیتی اجلاس سے خطاب کرتے  
ہوئے۔ انہوں نے جناب خمینی کو حجاج تحسین پیش کر  
ہوئے کہا کہ "آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح  
زندہ ہے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح دنیا سے  
رخصت ہوئے"۔ قادری صاحب جوش جذبات یا  
جوش خطابت میں ایسی بہت سی باتیں کہہ جاتے ہیں  
جن کی بعد میں انہیں تردید کرنی پڑتی ہے لیکن ان کو  
یہ بیان اب ہے جس کی ابھی تک تردید یا وضاحت  
نہیں کی گئی۔ یہ بیان جس روز اخبارات میں شائع  
ہوا۔ شیعہ اور سنی دونوں مکاتب فکر کے علمبرداروں نے  
اس کی مذمت کی اور اس پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔  
محترم پروفیسر صاحب نے ترجمہ میں اگر مستحالات  
پر وفات پانے والے ایک ہر دلعزیز ایرانی راسخا کو  
کر بلا کے پیٹتے ہوئے ریگزاروں میں تین دن گئے  
بھوکے پیاسے برسر پیکار امام معلوم سے تشبیہ دیکر  
نواسر رسول (ص) اللہ علیہ وسلم کی شان میں جس گستاخی کو  
از تکب کیا ہے اس پر انہیں پوری قوم اور خدا و رسول  
سے معافی طلب کرنی چاہئے تھی۔ مگر براہِ انانیت  
خود نمائی اور سیاسی مصلحتوں کا کہ اسنے انہیں ایسا نہیں  
کرنے دیا۔ کہا جاتا ہے: چند روز بعد جب پروفیسر صاحب

منہاج القرآن مسجد میں جمعہ پر تقریر کر رہے تھے۔ تو  
کسی نے اٹھ کر ان کے اس بیان پر بھی اعتراض کیا۔  
اس پر پروفیسر صاحب آئیں۔ بائیں۔ شاہیں کرنے لگے۔  
تاہم اس کا اتنا اثر ضرور ہوا کہ اپنے اس بیان کی  
اشاعت کے بعد پروفیسر صاحب نے موحی دروازہ  
لاہور میں آیت اللہ خمینی کی یاد میں منعقد ہونے والے  
جلسہ عام میں شرکت نہیں کی۔ اور خود کو ایک بڑے  
حادثے سے محفوظ کر لیا جو لوگوں کے احتجاج کی صورت  
میں دہاں رونا ہوسکتا تھا۔

**قصیدہ پچاسی** اپنے ایک بیان میں انہوں نے  
فرقہ دارانہ کشیدگی کے خاتمہ کے لئے تجویز پیش کی  
کہ اگر ہر فرقے کے تین تین مولویوں کو پچاسی دی  
جائے تو فرقہ واریت کا دمہ ہو سکتا ہے۔ آج انہوں  
نے اس بیان کی اس قدر وضاحت کی ہے کہ انہوں  
نے تین تین مولویوں کو انہیں تین تین انتہا پسندوں  
کو پچاسی دینے کی بات کی تھی۔

کچھ غش میں ہے اور جل رہا ہے دامن طور  
ابھی تو حسن کو پہلا ہی پردہ اٹھا ہے  
بولہبی سیاست کے مقابلے میں مصطفوی سیاست  
کا جو نعرہ گجایا تھا۔ لگتا ہے پارٹی اس سے دور  
ہوتی جا رہی ہے۔ اور اب وہ اپنے پیغام کی بجائے  
دھمکیوں کی زبان پر آگئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے  
کہ پروفیسر طاہر القادری کو اپنا مستقبل۔ بالوں نظر  
آگیا ہے اور وہ کسی نہ کسی بہانے سیاست سے دستبردار  
ہونا چاہتے ہیں۔ ان کے مندرجہ بیانات کے علاوہ  
ان کی پالیسیوں میں بھی کوئی نئی بات نہیں۔ نہ ان کے  
پاس کوئی پرکشش سیاسی پروگرام ہے بعض لوگ ان

پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ صرف افتدار کے سائے میں پھل پھول سکتے ہیں • اور اب وہ نواز شریف کے چھوٹے سائے سے نکل کر بے نظیر چھتری کے نیچے آ گئے ہیں۔ اور وہی زبان استعمال کرنے لگے ہیں جو اس جماعت کا خاصہ ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے۔ کہ انہیں بائیں بازو اور پیپلز پارٹی کے اخبارات و جرائد بڑی اہمیت دے رہے ہیں۔ ٹرسٹ کے اخبارات انہیں بڑی نمایاں حیثیت دے رہے ہیں اب اس پردہ زنگاری میں کون ہے اس کا علم تو قادری صاحب کو ہو گا۔ لیکن مصطفوی انقلاب سے دلچسپی رکھنے والے بے شمار لوگ قادری صاحب کی منت سنی قلابازیوں سے بڑے پریشان دکھائی دیتے ہیں • قادری صاحب آجکل ضیاء الحق اور نواز شریف کے دور کو زبردی دور کہہ رہے ہیں اور ساتھ ہی بھٹو دور پر بھی تنقید کر رہے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو شک ملیں برابر دکھائی دے لیکن الفاظ کے استعمال اور معنی و مفہوم میں ان کا ذہن پڑھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ آخر میں ان سے گزارش ہے کہ وہ نواز شریف کو زبردی کہنے میں احتیاط کریں۔ شریف فیملی نے ان کے ساتھ ہمیشہ شفقت کا رونا دکھا ہے۔ ۱۰ نہیں زندگی کی سہولتیں فراہم کرنے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ مکان کی تعمیر، گھر کی آرائش، بیٹی دی، ایر کنڈیشنر اور فریج وغیرہ فراہم کئے۔ سفر کے لئے گاڑی مہیا کی اور جب پہلی گاڑی ذرا جاذب نظر رہی تو نئی ہنڈا سوک خرید کر دی۔ یہ گاڑی پر فیسر صاحب واپس کر چکے ہیں، انہیں فنیٹ تخفے تحائف پیش کئے جو پر فیسر صاحب نے قبول بھی کئے۔ حالانکہ وہ اپنے بقول تخفے قبول نہیں کرتے۔ اور

ایک بار کامونی کی میں اپنی تقریر کے بعد جناب امجد علی چشتی (کامونی) سے تحفے میں چادل قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ عام طور پر یہ تحفے قبول نہ کرنا اور اتفاق والوں سے سب کچھ قبول کر لینا۔ ان کے اتفاق برادرز سے خصوصی تعلقات کا مظہر ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ انہوں نے کوئی ناجائز مفادات حاصل کئے ہوں گے۔

(ہفت روزہ احوال کراچی ۱۲ جولائی ۱۹۸۹)

(مستقبل کی جماعت اسلامی)

”جنگ لاہور“ پر د فیسر طاہر القادری کا کہنا ہے

طرح ہے جیسے سندھ میں ذوالفقار علی بھٹو کی پیپلز پارٹی تھی۔ اگر فوری طور پر انتخابات کا اعلان کر دیا جائے تو بھی ہم قومی اسمبلی میں چالیس نشستیں لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ بعض مبصرین کا یہ بھی خیال ہے کہ ہم عوامی تحریک کو مستقبل کی ایک اور جماعت اسلامی کہہ سکتے ہیں • (جنگ لاہور سیاسی ایڈیشن ۲۹ جولائی ۱۹۸۹ء)

(دعویٰ غلط ہو گیا)

”نوائے وقت لاہور“ ڈاکٹر محمد طاہر القادری، پیر طاہر علاؤ الدین گیلانی کے

دست حق پرست پر بیعت ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ وہ کوئی بھی کام حضرت طاہر علاؤ الدین گیلانی کی اجازت کے بغیر نہیں کرتے۔ حضرت طاہر علاؤ الدین گیلانی کی طرف سے انہیں خارج ریاست میں قدم رکھنے کی مخالفت کی تھی۔ اور خود ان کا اپنا دعویٰ بھی یہی تھا کہ وہ زندگی بھر تحریک منہاج القرآن کی قیادت کرتے رہیں گے۔ اور کبھی سیاست میں نہیں آئیں گے۔ نومبر ۸۸ء میں لاہور کے ایک ماہنامہ میں ان کا ایک انٹرویو چھپا تھا۔ یہ انٹرویو میری نظر سے بھی گذرا تھا۔ علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری



# اپنی اپنی قصیدہ خوانی و مبالغہ آرائی

اپنے آپ کو نابغہ عصر و بیکتا نے زمانہ منوانے اور بہر طور عوامی اذبان پر اثر انداز ہونے کے لئے دیگر پراپیگنڈا کے علاوہ پروفیسر صاحب نے اپنی زبان اپنی قصیدہ خوانی و خود ستائی کے لئے ایک شبہ مکشوفات و مبشرات بھی قائم کر رکھا ہے۔ جیسا کہ ان کا ترجمان و مغلطہ ہے کہ "پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنے بعض نیک خواہوں اور مبشرات کا تذکرہ کیا تو مثبت ذہن رکھنے والے لاکھوں عوام کے لئے یہ امر "تقویت ایمانی" کا باعث بنا" (ماہنامہ منہاج القرآن اگست ۱۹۸۹ء) چنانچہ تکمیل موضوع کے لئے اس سلسلہ کی بعض خود ساختہ روایات مختصر تبصرہ کے ساتھ درج ذیل ہیں۔

یاد رہے کہ پروفیسر صاحب موقع موقع جھوٹ بولنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے جبکہ راوی کی ثقاہت و روایا کی صحت کے لئے پتہ ہونا بہت ضروری ہے۔

**روایت** "خیر موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (والد صاحب کو) طاہر کے تولد کی

بشارت دی اور نام بھی خود تجویز فرمایا۔"

**تبصرہ**۔ اگر ایسا ہوتا تو بفرمان رسالت طاہر۔ طاہر و پاکدامن رہتا اور اس کا دامن انکار اجماع، تفرقہ بازی اور غیر طاہر دنیا کی پیروی بدلے بد مذہبوں کے بھائی پیارہ اور گمراہی و کذب بیانی کے داغوں سے داغدار نہ ہوتا۔ اور یا پھر ایسا کر کے دانستہ طور پر طاہر القادری نے ناقدری و ناشکری کی ہے اور دونوں صورتوں کا انجام بخیر نہیں۔

**روایت** "سرکارِ دو جہاں نے محمد طاہر کو دودھ کا بھرا ہوا ایک مشکا عطا کیا۔ میں (طاہر)

نے انٹرویو نگار کے ایک سوال کے جواب میں انتہائی زور دیکر کہا تھا کہ "وہ زندگی میں کبھی سیاست میں نہیں آئیں گے" مگر صرف دو سال بعد آج وہ قومی سیاست میں کود چکے ہیں۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو خود کو سیاست میں آلودہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہ تحریک منہاج القرآن کے ذریعے ملک کے اندر اسلامی انقلاب برپا کرنے کا خواب ترمیم و تفسیر کر سکتے تھے۔ انہوں نے چند ماہ پیشتر اپنا ملک سیاست میں آنے کا فیصلہ کر کے بہت سے لوگوں کو چونکا دیا ہے۔ سیاست میں آنا اگر بہت ضروری تھا تو ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو یہ سفر نئی سیاسی جماعت کے پلیٹ فارم کی بجائے پاکستان مسلم لیگ میں شمولیت یا جمعیت العلماء پاکستان کی تنظیم نو سے شروع کرنا چاہیے تھا۔ (سیاسی مبصر "نوائے وقت" لاہور، اگست ۱۹۸۹ء)

کتاب ہذا میں فقیر نے پروفیسر صاحب کی طرح لغاطی دمن مانی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ "خطرہ کی گھنٹی" حصہ اول کی طرح ناقابل تردید دلائل و حوالہ جات کی روشنی میں بعض حقائق کی نقاب کشائی کی ہے۔ ● اور ساتھ ہی علمائے اہلسنت کے بیانات و فتاویٰ کے علاوہ غیر جانبدار "دوسروں کی زبان سے" اور ملکی صحافت کی روشنی میں پروفیسر صاحب کی پراسرار اور دورخی و تہ در تہ شخصیت کو بہم پہلو آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ ● اگر کوئی شخص ہٹ دھرمی و مناد پرستی اور اندھی عقیدت سے ہم نہ لے تو اب کسی کے لئے بھی پروفیسر صاحب کے "ذوالوجہین" (دو منہ) ہونے اور ان کی ریاکاری و نمود و نمائش۔ اور ابن الوقتی و نقیہ بازی کو جاننے اور ان کے غیور دامن میں جھانکنے کی کوئی وقت پیش نہیں آئے گی۔ وَاللّٰهُ الْمَعَادٰی وَالْمَوْفِقُ۔

وہ تقسیم کرنے لگا۔ اور رسول پاکؐ نے میری پیشانی پر  
بوسہ دیکر اپنا کرم فرمایا۔ (دونوں حوالے کتاب "نافذہ عمر"  
وقومی ڈائجسٹ لاہور نومبر ۱۹۸۶ء)

**تبصرہ۔** بات دہی ہے کہ اگر پروفسر صاحب جیسے  
ہیں۔ تو اس کرم کے بدلے انہوں نے سخت ناقدری  
ناشکری کی ہے اور اپنے مذکورہ غیر طائر کا ناموں سے  
دودھ کو فالس نہیں ہونے دیا۔ اور خود کو اہل ثابت نہیں کیا۔

**روایت** "منہاج القرآن کے لئے حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے مجھے مکم دیا۔ فرمایا۔ میں

یہ کام تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ تم شروع کرو۔ منہاج القرآن  
کا ادارہ بنادو۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ لاہور میں تمہارے

ادارہ منہاج القرآن میں خود آؤں گا۔ (ماہنامہ قومی ڈائجسٹ  
نومبر ۱۹۸۶ء تبصرہ)۔ سوال یہ ہے کہ جس شخص کے

قبل وغل کے تضاد کے باعث اس کی شہرت ہی خراب  
ہو۔ وہ ایسی خصوصیت اور اتنی بڑی امانت کی سپردگی

کا اہل کیسے ہو سکتا ہے۔ اور اس کے معاصرین مخلص  
بے ریا عشاق رسول عمار و مشائخ جو ہمیشہ بہادری و خدات

سرا انجام دے رہے ہیں۔ ان میں سے طاہر القادری کو  
کس علم و عمل کی بنا پر یہ امتیاز حاصل ہوا ہے؟ اور اگر

ایسا ہوا ہے تو پھر پروفسر صاحب نے "منہاج القرآن"  
کے برعکس الٹے کام کر کے اور برعکس راستہ اختیار کر کے

اس نعمت کی سخت ناشکری و ناقدری کی ہے۔ اور  
"منہاج القرآن" کی سپرد کردہ ذمہ داری و ڈیوٹی چھوڑ کر

اس نے ایک عوامی لیڈر کی سطح پر آکر اور حبس میں عوامی  
تحریک کا روپ دھار کر سخت نا انصافی و زیادتی کی

ہے۔ انہیں تو اس سپرد کردہ ذمہ داری ہی میں جان کھپا  
دینی چاہیے تھی۔ جیسا کہ عام تاثر بھی یہی ہے۔

والد صاحب ڈاکٹر فرید الدین صاحب فرما  
**روایت** تھے۔ میں ایک رات میں تین تین پیارے

پیارے سو صفحات کی کتاب پڑھ لیتا تھا۔ تو پھر سالوں تک  
کتاب کا ایک ایک حرف، ایک ایک سطر حافظے میں

محفوظ رہتی تھی وہ یقیناً عبقری روزگار تھے۔ (قومی ڈائجسٹ  
**تبصرہ۔** جب بیٹا "نافذہ عمر" سے تو باب "عبقری

روزگار" کیوں نہ ہو۔ لیکن اگر باب کی تصدیق خوانی میں  
بیٹے کی یہ روایت صحیح ہے تو پھر ایسے حافظہ کے مالک

کو کم از کم حافظہ قرآن ہونا چاہیے تھا۔ اور ایسے باقوی  
بیٹے کی بجائے فتادی شامی و فتادی رنویہ جیسی کوئی

یادگار بھڑائی چاہیے تھی اور خدمت دین کے لئے کوئی  
علمی و تحقیقی کام سرانجام دینا چاہیے تھا۔ تاکہ بمقدور

مگر مشک آنت کہ خود بخود بخوبی نہ کہ عطار بگوید  
دنیا خود ان کا مقام پہچان لیتی اور ان کے برخوردار کو لمبی

چوڑی کہانیاں بنانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔  
**روایت** پروفسر صاحب کے والد صاحب اپنی

وفات کے دس روز بعد جب خواب  
میں ان سے ملے تو بقول پروفسر انہوں نے فرمایا کہ

• "بیٹے! جب آپ لوگ جنازہ پڑھ کر فارغ ہو گئے  
اور آپ نے کپڑا میرے چہرے سے ہٹایا اور مسکراتا ہوا

پایا۔ اس وقت پردے اٹھا دیئے گئے تھے اور عالم آخرت  
اور عالم عقبے کے مقامات، باغ، جنت اور علیین

کی اعلیٰ سیرگاہیں اللہ پاکؐ نے مجھے دکھانا شروع کیں۔ تو  
ان کو دیکھ دیکھ کر سکر رہا تھا اور آپ میری مسکراہٹ کا

تعلق ادھر سمجھ رہے تھے۔ • پھر دس روز تک نہ ملنے  
کا سبب یہ بتایا۔ کہ مجھے دس روز تک اس عالم کی

سیرگاہی جانی رہی اور آج فارغ ہوا تو آپ کو ملنے کے



لئے آگیا۔ مزید فرمایا۔ بیٹے! نکیرین سوال کے لئے میری قبر میں آئے تو میں اس وقت عصر کی نماز پڑھ رہا تھا۔ انہوں نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا تو واپس چلے گئے اور آج دس دن ہو گئے ہیں انتظار کر رہا ہوں کہ آکر سوال کرں۔ لیکن وہ مرا کر نہیں آئے۔

(رقمی ڈائجسٹ نمبر ۱) تبصرہ - بیکار آپ گزشتہ صفحات میں "حقائق کی کسوٹی" کے تحت پڑھ چکے ہیں کہ پردفیسر صاحب کے والد صاحب عام ڈاکٹروں کی طرح ایک ریشہ بریدہ ڈاکٹر تھے جو مسائل کی تحقیق نہ معلومات کے لئے مرکزی جامعہ رضویہ فیصل آباد کے مدرسین اساتذہ کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ اور ان کی زندگی میں کوئی ایسی "کراماتی" جھلک ان کے معاصرین پر ظاہر نہیں ہوئی۔ مگر ان کی وفات کے بعد انہیں کہاں سے کہاں پہنچانے کے لئے بھی صرف ان کا بیٹا ہے۔ اور اس بیٹے کی اس "ظلمت کی کبانی" میں بھی اس کا یہ جذبہ خود نمائی کارفرما ہے۔ کہ میں ایسے "عجقری روزگار" کا "نابغہ عشر" بیٹا ہوں۔ بہر حال یہ تو تھی بیٹے کی زبانی۔ باپ کی کہانی۔ اور اب سینے "باپ کی زبانی۔ بیٹے کی کہانی" اور غور فرمائیے کہ نیچے اوپر الٹ پلٹ کر بات پہنچتی ہے تو صرف پردفیسر کی خود و نمائش پر۔

**روایت** پردفیسر صاحب نے اپنے بیٹے سے مکالمہ کے دوران کہا۔ "بیٹے ایک معاملہ ایسا ہے کہ تم اگر سونے کے بھی بن جاؤ اور جو کچھ چاہو کمال۔ اس معاملے میں تم میرا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس نے پڑھیا وہ کون سی بات ہے؟ میں نے کہا وہ یہ کہ تمہارا والد (ظاہر القادری) میرے والد (ڈاکٹر فرید الدین)

سے کسی بھی قیمت پر کبھی بھی بہتر نہیں ہو سکتا۔ تمہارا والد ساری زندگی جو چاہے بننا پھرے، وہ میرے والد کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چھوٹا بچہ تھا۔ بات اس کی سمجھ میں آ گئی وہ سنس پڑا تو قوی ڈائجسٹ اپریل ۱۹۸۹ء

**تبصرہ -** دیکھ لیجئے پردفیسر صاحب نے کسی معتبر معاصر بزرگ کی روایت کی بجائے جب اپنی زبانی خود اپنے والد صاحب کی "وفات کی کرامات" سنائیں۔ تو اس وقت بھی محمد پیرم سلطان بود۔ کے تحت پیش کیا۔ اس واقعہ و قلع سے فی الحقیقت اپنی ہی ذات کی ناکامی و اس سے فائدہ اٹھانا مقصود تھا۔ کیونکہ والد صاحب تو رحلت فرما گئے تھے۔ اور اب جب پردفیسر صاحب بخیر طہ پر اندرون خانہ بیٹے سے مکالمہ فرما رہے تھے۔ تو اس وقت بھی یہی ضبط تھا۔ کہ تم میرا مقابلہ نہیں کر سکتے اور تمہارا باپ میرے باپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ الفاظ کی اس ہیر پھیر کا منطقی نتیجہ کیا نکلا۔ یہی نا۔ کہ "ظاہر القادری جیسا کوئی نہیں ہو سکتا۔ ظاہر القادری کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔" وہ "نابغہ عشر" ہے اور "عجقری روزگار" کا بیٹا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

**روایت** کراچی میں رفیق ادارہ مسز مہاجر نے خواب سنایا کہ "ہم ایک قافلے کی صورت میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر حاضر ہیں" مسجد نبوی کو سمایا جا رہا ہے۔ وہاں سے پوچھنے پر ایک خادم بتلاتا ہے۔ کہ پردفیسر صاحب آئے ہوئے ہیں۔ اس لئے مسجد کو سمایا جا رہا ہے۔ بعد ازاں (خواب سنانے کے بعد) حاضریں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ جو خواب کی خوشی میں وہ اپنے ہمراہ لائی تھیں۔ "منہاج القرآن" تبصرہ۔ اہل سمجھ انسان حضرت پر چھوڑا گیا۔ وَاَعْلَمُ اَنَّ الْبَلَدَ